خصوصی اشاعت

شمارہ نمبر 12

ماہنامہ

دعوتِ اہلِ سنت

ڈیجیٹل ایڈیشن

اگست 2026ء/صفر المظفر 1448ھ

مجدّدِ دین وملت نمبر

وادی رضا کی ہے کوہِ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے

پاسبان اہل سنت وجماعت پاکستان

ماہنامہ

دعوتِ اہلِ سنت

اگست 2026ء/صفر المظفر 1448ھ

فرید الدہر، وحید العصر، حجۃ الخلف، تاج المحققین، سراج المدققین،
خاتمۃ الفقہاء والمحدثین، سلطان العلماء المتبحرین، برہان الفضلاء المصدرین،
بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، زین العرب والعجم، مفیض الکمالات الربانیۃ علی العالم،
اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت

مفتی الشاہ **امام احمد رضا خان**

فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان

سرپرستِ اعلیٰ
ضیغمِ اسلام حضرت علامہ مولانا ابو حفص
پیر سید مظفر شاہ قادری زیدمجدہ

مدیر
ابو الہمام
محمد اشتیاق فاروقی مجددی حفظہ اللہ

نائب مدیر
مناظر اہل سنت
حضرت علامہ
ابو حامد رضوی حفظہ اللہ

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام	ماہنامہ دعوت اہل سنت (شمارہ نمبر 12)
ترتیب	مولانا سید وہاج علی قادری حفظہ اللہ
مصحح	مولانا جنید قادری حفظہ اللہ
سن اشاعت	اگست 2026ء/صفر المظفر ۱۴۴۸ھ
صفحات	199
ایڈیشن	ڈیجیٹل
ناشر	پاسبان اہل سنت و جماعت (پاکستان)

ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ مجلہ ہر قسم کی اغلاط سے پاک ہوتاہم بشری کمزوریوں کے باعث اگر پھر بھی کسی قسم کی غلطی پر مطلع ہوں تو ادارہ کو آگاہ فرما کر ماجور ہوں۔

شکریہ

اجمالی فہرس

اداریہ	ابوالحسین رضوی حفظہ اللہ	01
عبدالرحمن بن عبدالقاری کون؟	عبیدالرضا ارسلان قادری رضوی حفظہ اللہ	02
اعلیٰ حضرت ، بادشاہ نوشیرواں اور دیوبندی فتوے بازیاں	علامہ ابوحامد رضوی حفظہ اللہ	17
ناصبیت اور دیوبندیت (قسط دوئم)	محمد ممتاز تیمور حفظہ اللہ تعالیٰ	52
سلسلہ: نقوش المظفرین	ابوالہمام محمد اشتیاق فاروقی مجدّدی حفظہ اللہ	59
اثر ابن عباس اور تحذیر الناس میں انکار ختم نبوت (قسط دوئم)	محمد ممتاز تیمور قادری حفظہ اللہ تعالیٰ	70
اعلیٰ حضرت کے شعر پر تھانوی کا فتویٰ اور اس کی حقیقت	ابوالہمام محمد اشتیاق فاروقی مجدّدی حفظہ اللہ	85
سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علمائے دیوبند کے چیلنج مناظرہ کی حقیقت اور دعوے کا بطلان	ابوحامد مولانا احمد رضا قادری رضوی	116

اداریہ

الحمد للہ وحدہ و الصلوۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ

امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا خان محدثِ بریلی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا وجود مسلمانانِ ہندو پاک کے لیے بالخصوص اور بالعموم ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے کسی **نعمتِ غیر مترقّبہ** سے کم نہیں ہے۔آپ یقیناً محسنِ اہل سنت و جماعت ہیں۔

متحدہ ہندوستان میں وہابیہ و دیابنہ سے شانِ الوہیت و شانِ رسالت تک محفوظ نہ تھی توحید کی آڑ میں ان نفوسِ قدسیہ کی ذوات پر ایسے رکیک حملے کیے جارہے تھے کہ جس کے بیان سے روح کانپ اٹھتی ہے۔کہیں اللہ وحدہ لاشریک کی تنزیہ پر حملے کیے جارہے تھے اور **کذب** جیسے مکروہ فعل کو تحت قدرت باری تعالیٰ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جارہا تھا اور کہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **امکانِ نظیر** پر دلائل پیش کیے جارہے تھے تو کہیں معاذ اللہ آپ کو گاؤں کے چوہدری و زمیندار سے تشبیہ دی جارہی تھی،تو کہیں تفسیر بالرائے کا سہارا لے کر آپ علیہ السلام کی ختمِ نبوت زمانی کا انکار کیا جارہا تھا تو کہیں آپ علیہ السلام کے میلاد مبارک کے ذکرِ خیر کو سانگ کنہیا کے جشن کی مانند بلکہ اس سے بھی بدتر کہا جارہا تھا،کہیں نبی پاک علیہ السلام کے علم کو معاذ اللہ زید و عمرو، صبی و مجانین و بہائم سے تشبیہ دی جارہی تھی،تو کہیں ابلیس و ملک الموت کو آپ سے **اعلم** کہا جارہا تھا

ایسے فتنوں کے دور میں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت لیے پہلے **المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد** اور پھر **حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین** جیسی عظیم کتابیں تحریر فرما کر امت پر احسان فرمایا اور انہیں بدعقیدگی کے گہرے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رکھا، وہابیہ و دیابنہ نے اپنی بدعقیدگی و کفر چھپانے کے لیے امام اہل سنت کی ذات پر جھوٹے الزام و اتہامات لگانا شروع کردیئے اس ماہنامہ کے خصوصی ایڈیشن میں انہی الزامات کی تردید میں مضامین لکھے گئے ہیں یقیناً قارئین کرام اس سے استفادہ کریں گے۔

اللہ جل وعلا تمام مصنفین و محققین اہل سنت کی مساعئ جمیلہ کو شرفِ قبولیت بخشے۔آمین

ابوالحسین رضوی
عفاعنہ الرحمن

عبدالرحمن بن عبدالقاری کون؟

عبیدالرضا ارسلان قادری رضوی حفظہ اللہ تعالیٰ

الحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم امابعد!

ایک اعتراض دیابنہ کی جانب سے اکثر یہ کیا جاتا ہے کہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ اللہ ایک صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عبدالرحمن قاری کو کافر کہا ہے

دیوبندی متکلم الیاس گھمن لکھتا ہے

عقیدہ نمبر 75 کی ہیڈنگ دے کر لکھتا ہے" صحابی رسول حضرت عبدالرحمن قاری کی تکفیر"

اس کے بعد جناب گھمن میاں لکھتے ہیں

صحابہ کے بارے میں بریلوی روش آپ کے سامنے ہے قبیلہ بنی قارہ کے حضرت عبدالرحمن قاری صحابی رسول تھے۔

(فرقہ بریلویت ص380 بحوالہ تہذیب ج6 ص223)

اس کے بعد لکھتے ہیں

" حضرت عبدالرحمن قاری حضرت عمر کے زمانے میں بیت المال پر مامور تھے علمائے مدینہ میں ان کا شمار ہوتا ہے مولانا احمد رضا خاں نے ان پر جوطبع آزمائی کی ہے یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے"

مزید لکھتا ہے

مولانا احمد رضا خاں یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن کی وفات کفر پر ہوئی تھی اور حضرت ابوقتادہ نے انہیں قتل کیا تھا۔

(استغفر اللہ ھذا بھتان العظیم)

مزید لکھتا ہے کہ

مولانا احمد رضا خاں صاحب کا صحابی رسول حضرت عبدالرحمن قاری کی تکفیر سے جب جی نہ بھرا تو انہوں نے ان کے لئے خوک (سور) اور شیطان جیسے ناپاک الفاظ بھی کہہ دیئے،

یہ اعتراض جناب الیاس گھمن میاں کا تھا جو انہوں نے مکھی پر مکھی مارتے ہوئے ہو بہو مولوی خالد محمود مانچسٹروی سے نقل کیا دیکھیں "مطالعہ بریلویت ج2 ص333"۔

اسی طرح ایک اور دیوبندی مولوی نذر محمد مظفر نگری لکھتا ہے

جی، بریلوی دین و مذہب کے بانی مولوی احمد رضا بریلوی نے حضرت عبدالرحمن قاری رضی اللہ عنہ پر کفر کا فتویٰ لگا کر اپنے دین و مذہب کی اساس و بنیاد ظاہر فرما دی کہ بریلوی دین و مذہب کی بنیاد حضرات صحابہ کرام کے رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عداوت و دشمنی پر ہے

آگے چل کر لکھتا ہے

حضرت عبدالرحمن قاری رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے خلافت میں بیت المال پر مامور تھے اور علمائے مدینہ منورہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

تہذیب التہذیب جلد ۲ ص: ۲۲۳ پر لکھا ہوا ہے

"عبدالرحمن بن عبد القاری من ولد القاری بن ریش یقال له صحبته"

اور تقریب التہذیب ج ۴ ص ۴۴ پر واقدی کہتے ہیں کہ

"فیه قال تارة له صحبته و تارة تابعی"

عبدالرحمن بن عبدالقاری کون؟

بہر حال تہذیب التہذیب اور تقریب التہذیب کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن قاری رضی اللہ عنہ صحابی تھے یا تابعی تھے جن پر کفر کا فتوی لگا کر بریلوی دین و مذہب کے بانی مولوی احمد رضا بریلوی نے اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بھڑکایا ہے اور اپنی آخرت کو برباد کیا ہے۔ (تحفہ اہل سنت عقائد بریلویت ایک نظر میں ص13، 14)

دیوبندیوں کے ریڈی میٹ مفتی مجاہد نے ہدیہ بریلویت ص 198 پر عبدالرحمن قاری کو صحابی رسول لکھا۔

اسی طرح ابوایوب میاں نے جو اعتراض کیا وہ بھی دیکھ لیں

اعلی حضرت بریلوی نے صحابی رسول حضرت عبدالرحمن قاری کی صرف تکفیر کی بلکہ انہیں شیطان اور خنزیر بھی کہا۔ (دست و گریبان ج2 ص 177)

مزید موصوف نے لکھا کہ

"مولانا احمد رضا خان صحابی رسول حضرت عبدالرحمن قاری رضی اللہ عنہ کو برملا کافر کہہ چکے ہیں" (ص178)

یہاں تک دیوبندیوں کی جانب سے جو اعتراضات ہوتے ہیں ان کو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا ہے اب ان اعتراضات کا خلاصہ دیکھیں،

امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے صحابی رسول عبدالرحمن قاری کو معاذ اللہ کافر کہا۔

عبدالرحمن قاری صحابی تھے یا تابعی

دیوبندیوں نے ان کو صحابی ہی لکھا۔

عبدالرحمن بن عبدالقاری کون؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شیطان اور خنزیز کہا۔

اب ہم ان سب باتوں کا جواب دیکھتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ دیابنہ کے اعتراضات کی حقیقت کیا ہے؟

عبدالرحمن قاری جس کا ذکر ملفوظات میں ہے وہ کون ہے؟ کیا امام اہل سنت نے معاذ اللہ ایک صحابی کو کافر کہا؟

آیئے ان سوالات کے جوابات دیکھتے ہیں تا کہ دیوبندیوں کا دجل آپ پر واضح ہو جائے ۔پہلی بات تو یہ کہ عبدالرحمن قاری نامی صحابی آج تک کوئی دیوبندی پیش نہ کر سکا۔ یہ چیلنج ہے ہمارا کوئی دیوبندی عبدالرحمن قاری نامی صحابی کو پیش کرے اور منہ مانگا انعام پائے۔

ان کی تاریخ ولادت و وصال ہی پیش کر دے تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ دیوبندی دنیا کا سب سے بڑا جھوٹا مذہب ہے۔

اس کا جواب خلیفہ مفتی اعظم ہند علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیقات میں بخوبی دیا ہم کچھ خلاصہ ترمیم کے ساتھ وہاں سے پیش کر دیتے ہیں۔

اب دیکھیں کہ مولوی خالد محمود مانچسٹروی نے "مطالعہ بریلویت" میں جب یہ اعتراض کیا تو عبدالرحمن قاری کو صحابی ثابت کرنے کے لئے جس شخصیت کا سہارا لیا وہ "عبدالرحمن بن عبدالقاری" ہیں۔

مولوی خالد محمود مانچسٹروی لکھتا ہے

عبدالرحمن بن عبدالقاری من ولد القارۃ بن ریش یقال لہ صحبۃ

(تہذیب التہذیب جلد۲ص ۲۲۳)

آگے لکھتا ہے

واختلف اقوال الواقدی فیہ قال تارة لہ صحبة وتارة تابعی (تقریب ص ۳۱۵)

(مطالعہ بریلویت ج2 ص323)

مولوی نذر محمد مظفر نگری کی عبارت بھی گزر چکی ملاحظہ ہو

حضرت عبدالرحمن قاری رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے خلافت میں بیت المال پر مامور تھے! اور علمائے مدینہ منورہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ تہذیب التہذیب جلد ۲ ص: ۲۲۳ پر لکھا ہوا ہے

عبدالرحمن بن عبدالقاری من ولد القارہ بن ریش یقال لہ صحبتہ

اور تقریب التہذیب ج ۴ ص ۴۴ پر واقدی کہتے ہیں کہ

فیہ قال تارة لہ صحبتہ وتارة تابعی

اب یہاں دیکھیں ان کا دجل اور فریب ان کا دعوی کیا تھا؟

اعلی حضرت بریلوی نے صحابی رسول حضرت عبدالرحمن قاری کی صرف تکفیر کی بلکہ انہیں شیطان اور خنزیر بھی کہا۔ (دست وگریبان ج2 ص177)

"مولانا احمد رضا خان صحابی رسول حضرت عبدالرحمن قاری رضی اللہ عنہ کو برملا کافر کہہ چکے ہیں۔" (ص178)

گھمن ومانچسٹروی نے دعوی کیا کہ

صحابی رسول حضرت عبدالرحمن قاری کی تکفیر

اس کے بعد جناب خالد وگھمن میاں لکھتے ہیں

صحابہ کے بارے میں بریلوی روش آپ کے سامنے ہے قبیلہ بنی قارہ کے حضرت عبد

عبدالرحمن بن عبدالقاری کون؟

الرحمن قاری صحابی رسول تھے،

یہاں ان کے دعوی کے مطابق معاذ اللہ ثم معاذ اللہ مولانا امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی رسول کو کافر کہا۔ نام ان کا کیا تھا عبدالرحمن قاری۔

مگر جب دلیل دینے لگے تو کسے پیش کیا "عبدالرحمن بن عبدالقاری" کو۔

یہ دیابنہ کا دجل کہ انہوں نے جب اعتراض کیا تو عبدالرحمن قاری کو صحابی قرار دیا جب ثبوت مانگا گیا تو عبدالرحمن بن عبدالقاری کو پیش کیا جو کہ صراحۃً دجل وفریب ہے۔

عبدالرحمن بن عبدالقاری کے بارے میں الاکمال میں ہے،

بنو قارہ قبیلے کے فرد ہیں، اس لیے القاری کہلاتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوئی تھی، تاہم آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماع اور روایت نہیں کر سکے۔ واقدی نے آپ کا شمار ان صحابہ کرام میں کیا ہے جن کی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوئی۔ مشہور یہی ہے کہ آپ تابعی ہیں، آپ مدینہ منورہ کے اہل علم تابعین میں سے ہیں اور آپ نے سیدنا عمر بن خطاب سے سماع حدیث کیا۔ آپ نے ۷۸ سال کی عمر میں ۸۱ھ کو وفات پائی

(الاکمال فی اسماء الرجال مع مشکوۃ المصابیح ج 3 ص 711)

یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ عبدالرحمن بن عبدالقاری 78 برس کی عمر میں 81ھ میں وصال فرما گئے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ان کا وصال 88 ہجری میں ہوا آپ فرماتے ہیں

وذكره ابن حبّان في الثقات

وقال: مات سنة ثمان وثمانين

یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا وصال 88 ہجری میں ہوا۔

78 برس کی عمر کے حساب سے اگر ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول دیکھا جائے تو ان کی ولادت ہجری سن سے پہلے کی ہے۔

اگر الاکمال کے قول کو دیکھا جائے تو ان کی ولادت 78 سال کی عمر کے حساب 3 ہجری بنتی ہے۔

جو واقعہ امام اہل سنت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا وہ غزوہ ذی قرد کا ہے جس کے بارے میں دو اقوال ہیں کہ یہ 6 یا 7 ہجری میں ہوا۔

دیوبندی مولوی ادریس کاندھلوی لکھتا ہے

اس غزوہ کی تاریخ میں اختلاف ہے، ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ غزوہ ربیع الاول ٦ ھ میں ہوا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ٧ ھ میں غزوہ خیبر سے تین روز پہلے ہوا۔ (سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج2 ص325)

اب ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اگر دیکھا جائے تو اس وقت عبدالرحمن بن عبد القاری کی ولادت بھی نہ ہوئی تھی۔

الاکمال کے قول کے مطابق اگر ان کی ولادت ہوئی تھی تو 3 ہجری میں ہوئی۔

اور اس حساب سے غزوہ ذی قرد کے وقت ان کی عمر 3 سال یا 4 سال بنتی ہے۔

جبکہ غزوہ ذی قرد جس کا تذکرہ ہو رہا ہے وہ 6 یا 7 ہجری کو ہوا اب یہ کیسے ممکن ہوا کہ جو شخص پیدا ہی نہ ہوا ہو اگر ہوا بھی ہو تو اس کی عمر اس وقت 3 یا 4 سال کی ہو، وہ سب کام کرے جن کا تذکرہ ملفوظات شریف میں ہے۔

عبدالرحمن بن عبدالقاری کون؟

جس عبدالرحمن کا تذکرہ ملفوظات میں ہوا اس کے کرتوت کیا تھے وہ ہم آپ کو دیو بندیوں کے پیشوا سے دیکھاتے ہیں ادریس کاندھلوی لکھتا ہے

ذی قرد ایک چشمہ کا نام ہے جو بلاد غطفان کے قریب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنیوں کی چراگاہ تھی۔ عبدالرحمن بن عیینہ بن حصن فزاری نے چالیس سواروں کی ہمراہی میں اس چراگاہ پر چھاپہ مارا اور آپ کی اونٹنیاں پکڑ کر لے گیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے کو جو اونٹنیوں کی حفاظت پر معین تھے ان کو قتل کر ڈالا اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔ سلمہ بن اکوع اطلاع ملتے ہی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر یا صباحاہ کے تین نعرے لگائے جس سے تمام مدینہ گونج اٹھا۔ سلمہ بن اکوع بڑے تیر انداز تھے، دوڑ کر ان کو پانی کے ایک چشمہ پر جا پکڑا۔ ان پر تیر برساتے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

انا ابن الأکوع
والیوم یوم الرضع

میں اکوع کا بیٹا ہوں، اور آج کے دن معلوم ہو جائے گا کہ کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کون کمینہ ہے۔

یہاں تک کہ تمام اونٹنیاں اُن سے چھڑا لیں اور تیس یمنی چادریں اُن سے الگ چھینیں۔ ان کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ سو یا سات سو آدمی لے کر روانہ ہوئے اور تیزی سے مسافت طے کر کے وہاں پہنچے اور آپ اپنے روانہ ہونے سے پہلے بھی چند سوار روانہ فرما چکے تھے، ان لوگوں نے پہلے پہنچ کر اُن کا مقابلہ کیا۔ دو آدمی مشرکین میں کے

مارے گئے ایک مسعدۃ بن حکمہ جن کو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور دوسرا ابان بن عمر جس کو عکاشتہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور مسلمانوں میں سے محرز بن نصلہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب اخرم ہے عبدالرحمن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ سلمہ بن اکوع نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کو فلاں جگہ پیاسا چھوڑ آیا ہوں۔ اگر سو آدمی مجھکو مل جائیں تو سب کو گرفتار کر لاؤں آپ نے فرمایا

یا ابن الاکوع ملکت فاسجع

اے ابن اکوع جب تو قابو پائے تو نرمی کر۔

اب حاشیہ میں کاندھلوی لکھتا ہے

"بعد ازاں ابوقتادہ نے آگے بڑھ کر عبدالرحمن کے ایک نیزہ مارا جس نے اس کا کام تمام کیا۔" (سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج2 ص325،326)

اس واقعہ پر تبصرہ سے پہلے ہم امام اہل سنت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے یہ واقعہ پیش کرتے ہیں۔

ملفوظات شریف میں ہے

عبدالرحمن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹوں پر آ پڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا سلمہ رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز تو دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے وہ سوار تھے اور یہ پیادہ

مگر نبوی مددان کے ساتھ اس محمدی شیر کے سامنے سے انہیں بھاگتے ہی بنی اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں۔ انا سلمة ابن الاکوع و الیوم یوم الرضع۔ میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمہاری ذلت وخواری کا دن ہے ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے ہیں وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہو گیا گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہو کر زیادہ بھاگیں یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہوگئی کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انہوں نے آرام فرمایا دن ہونے پر وہ اتر کر چلے وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی یہ قتل وتعاقب کرتے کرتے تھک گئے تھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی ہو جب دامن گرد چھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابوقتادہ مع بعض دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو فارس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا تھا یعنی لشکر حضور کے سوار جس طرح سلمہ رضی اللہ عنہ کو راجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اسد من اسد اللہ ورسولہ فرمایا اللہ ورسول کے شیروں میں سے ایک شیر ان کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی تھان پر بندھا ہوا چمکا انہوں نے چمکارا پھر چمکا فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے گھوڑا کس کر سوار ہوئے اب یہ تو معلوم نہیں کہ کدھر جائیں باگ

چھوڑ دی اور کہا جدھر ہے تو جانتا ہے چل گھوڑا اڑا اور یہاں لے آیا اس عبدالرحمن قاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہولیا تھا یہ وقت اس کے اس پورا ہونے کا آیا وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی انہوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر لیکر اس کے سینے پر سوار ہوئے اس نے کہا میری بی بی کے لئے کون ہوگا فرمایا نار اور اس کا گلا کاٹ دیا سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جا بجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے سب لا کر حاضر بارگاہ انور کیا (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص178، 179)

یہاں عبدالرحمن قاری پر ہم بعد میں کلام کریں گے۔ امام اہل سنت نے جو باتیں بیان فرمائیں وہ یہ ہیں

- ...... یہ عبدالرحمن اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹوں پر آ پڑا۔
- ...... سرکار کے چرواہے کو قتل کیا۔
- ...... سرکاری اونٹ لے گیا۔
- ...... سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اس کا اور اس کے ہمراہیوں کا تعاقب کیا۔
- ...... انھیں قتل کیا ان کا سامان چھینا۔
- ...... اس عبدالرحمن سے، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا پہلے بھی کبھی آمنا سامنا ہو چکا تھا۔
- ...... اس عبدالرحمن کو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

یہ سب باتیں ادریس کاندھلوی کی عبارت سے بھی ثابت ہوتی ہیں اب مزید باتیں جو کاندھلوی کی عبارت سے ثابت ہوتی ہیں ان کو دیکھیں

✲......ابوذر رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے کو جو اونٹنیوں کی حفاظت پر معین تھے ان کو قتل کرڈالا اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔

✲......مسلمانوں میں سے محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب اخرم ہے عبدالرحمن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

اب انصاف کو آواز دیں کہ جو شخص ابھی پیدا ابھی نہ ہوا یا جو ابھی تین یا چار سال کا تھا اس سے ان امور کا سرزد ہونا ممکن ہے؟

✲......کیا تین یا چار کا بچہ یا جو ابھی پیدا نہ ہوا وہ لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ حملہ کرسکتا ہے؟

✲......کیا وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ کو قتل کر کے ان کی بیوی کو اغوا کرسکتا ہے؟

✲......نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرکاری اونٹ کیا وہ چرا سکتا ہے؟

✲......کیا محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ کو وہ شہید کرسکتا ہے؟

✲......پھر جو ان سب امور کو سرانجام دے اس کو صحابی رسول کہنا یا تابعی کہنا توہین وگستاخی ہے یا نہیں؟

دیوبندی خود اس کو صحابی کہہ کر گستاخی کا ارتکاب کر چکے نہ کہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جرم کیا۔

اب رہی کہ اصل میں تو یہ عبدالرحمن فزاری ہے جبکہ ملفوظات میں عبدالرحمن قاری ہے۔ تو اس کا جواب دینے سے پہلے ہم بتا دیں کہ ہم واضح کر چکے جسے دیوبندیوں نے پیش کیا

وہ عبدالرحمن بن عبدالقاری ہے نہ کہ عبدالرحمن قاری۔

پھر جس عبدالرحمن بن عبدالقاری کو انہوں نے پیش کیا وہ اس واقعہ کے وقت یا تو پیدا بھی نہ ہوئے تھے یا اگر تھے بھی تو تین یا چار سال کے۔

تو جو شخص اس وقت دنیا میں ہی نا آیا ہو یا تین یا چار سال کا ہو اسے اس واقعہ سے منسوب کرنا ہی سراسر نا انصافی ہے۔

☆ ......جو واقعہ امام اہل سنت نے نقل فرمایا وہ واقعہ کاندھلوی نے بھی نقل کیا۔

☆ ......وہ کرتوت کرنے والا صحابی رسول، تابعی ہونا تو کجا مسلمان بھی نہ تھا۔

اب عبدالرحمن قاری یہ کاتب کی غلطی ہے جب کہ یہ عبدالرحمن فزاری ہے۔

جہان مفتی اعظم میں اسی واقعہ کے تحت ہے

"گزشتہ صفحات میں گزرا کہ ملفوظ میں جس عبدالرحمن فزاری کا واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ کتابت کی غلطی سے عبدالرحمن فزاری کے بجائے عبدالرحمن قاری ہو گیا۔"

(مفتی اعظم نمبر ص735)

یہ تو ہمارے علما سے جواب ہوا اب دیکھیں کتابت کی غلطی پر دیوبندی اگر اپنے رشید خلیل کی ہی مان لیتے تو ایسی لغوبات نہ کرتے ملاحظہ کیجئے البراہین قاطعہ۔

اور جس حسن علی کے دستخط تو خوامخواہ اس پر مطاعن لفظی کرنی بھی دور از دیانت ہے کیونکہ مطبع کی غلطی کا احتمال قوی ہے چنانچہ اس فتوی میں بہت الفاظ غلط موجود ہیں سو حسن ظن کرنا اور کاتب اور صاحب مطبع کی غلطی پر حمل کرنا مناسب تھا مگر یہ تو جب ہوتا کہ مؤلف کو حسن ظن پر عمل کرنا مدنظر اور اندیشہ آخرت ہوتا۔

" کیوں کہ مؤلف کی عادت تو یہی ٹھہری کے اصل مؤلف کو الزام لگاتا ہے اور
کاتب کی خطا پر تو حمل کرتا ہی نہیں۔" (ص 31)

اب معترض بقول رشید و خلیل:

✵ ......خوامخواہ مطاعن لفظی کرتا ہے

✵ ......دور از دیانت ہے

✵ ......حسن ظن پر عمل نہ کرنے والا ہے

✵ ......اندیشہ آخرت سے بے خبر

✵ ......الزام لگانے والا

✵ ......کاتب کے خطا پر حمل نہ کرنے والا

اگر گنگوہی کی بات پر عمل کرتے تو اسے کاتب و مطبع کی غلطی کے احتمال قوی کو تسلیم کرتے مگر دیانت کا خون کر کے 6 طوق معترضین نے اپنے گلے میں لٹکا لیے۔

پھر یہ اعتراض کہ قرات سے قاری نہ سمجھا جائے بلکہ وہ قبلہ بنی قارہ سے تعلق رکھتے تھے اس کے متعلق بھی "جہان مفتی اعظم ہند" میں وضاحت موجود ہے کہ

خط کشیدہ عبارت نہ اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے نہ حضور مفتی اعظم کی توضیح بلکہ یہ سراسر کسی کا تصرف ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آگے جو تفصیلی واقعہ اعلی حضرت نے بیان فرمایا ہے وہ مشکوۃ شریف میں صفحہ ۳۲۸ پر اجمالاً اور مسلم شریف ثانی ص، ۱۱۴ پر تفصیلی موجود ہے جس میں عبدالرحمن فزاری درج ہے نہ کہ "عبدالرحمن قاری" کتابت یا نقل کی غلطی سے فزاری قاری ہو گیا۔

قاری چوں کہ قرآن کا علم رکھنے والے کو کہا جاتا ہے۔ اور ایک کافر پر اس کا اطلاق غیر موزوں محسوس ہوا، اس لیے ناقل کو خط کشیدہ عبارت بڑھانی پڑی، صاحب ملفوظ اس سے بری ہیں۔ اس توضیح کے بعد اس کے متعلق مخالفین کا اعتراض بیجا اور بے محل ہو گیا جس کے جواب کی کوئی ضرورت نہیں۔ (جہان مفتی اعظم ص 731)

اس وضاحت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ الفاظ کسی کا اضافہ تھے جس سے صاحب ملفوظ بھی اور جامع ملفوظات بھی بری ہیں۔

اس اعتراض کا ہم نے ہر پہلو سے مدلل ومسکت جواب دیا ہے۔

اس کے بعد بھی کسی کو کوئی اعتراض ہوا تو ان شاء اللہ عزوجل اس کا جواب دیا جائے گا۔

از قلم عبید الرضا ارسلان قادری رضوی

اعلیٰ حضرت، بادشاہ نوشیرواں اور دیوبندی فتوے بازیاں

علامہ ابوحامد رضوی حفظہ اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی وہ شخصیت ہے کہ آپ بیان کرنے پر آئیں تو دلائل کا سمندر بہا دیں اور ایک ہی مسئلہ پر کئی ایک دلائل بیان کر دیں۔ اس پر آپ کی کتب شاہد ہیں اسی طرح اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اختصار پر آئیں تو سمندر کو کوزے میں بند کر دیں۔ قسم دوم میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے جس کو ملفوظات میں بیان کیا گیا ہے۔

ملفوظات میں لکھا ہے:

عرض: نوشیرواں کو عادل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

ارشاد: نہیں۔ اور اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہے (تو) کفر ہے ورنہ حرام۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص ۴۳۸، مکتبۃ المدینہ کراچی)

یہاں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اختصار سے کام لیتے ہوئے ایک ظالم بادشاہ نوشیرواں کے بارے میں بیان فرمایا کہ اس کو عادل نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ ایک کافر و ظالم بادشاہ تھا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے احکام (کفر و ظلم) کو حق سمجھ کر عادل کہتا ہے تو کفر ہے اور اگر اس کو حق تو نہیں سمجھتا لیکن اس کو عادل کہتا ہے تو حرام ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے جب یہ بیان فرمایا تو مشرکین مکہ (یہ دیوبندیوں کے الفاظ ہیں جو انہوں نے استعمال کئے ہیں) کی اولاد وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ نے اپنے روحانی

باپ نوشیرواں کا بدلہ لینے کے لئے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پر طرح طرح کی الزام تراشی، بہتان بازی اور فتوی بازی کی۔

دیوبندی امام دانش لکھتا ہے:

حاشیہ بوستان پر یہ حدیث لکھی ہے: انا ولدت في عهد الملك العادل۔
یعنی میں عادل بادشاہ نوشیرواں کے زمانے میں پیدا ہوا۔
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوشیرواں کو عادل کہا اور ظاہر ہے کہ آپ نے جھوٹ نہیں فرمایا۔ بلکہ حق جان کر کہا۔ اس لئے خان صاحب کے فتوے سے خدا کی ہزار بار پناہ سید المرسلین اور شیخ سعدی اور گلستان، بوستان کو اچھی کتابیں جان کر پڑھنے والے سب کون ہوئے اور خود اعلیٰ حضرت اور ان کے متبعین انھیں کے فتوے سے کیا ہوئے۔ العیاذ باللہ (حق پر کون؟ ص ۶۳، عظیم بک ڈپو دیوبند)

اسی طرح وہابی اسمعیلی دیوبندی نذر محمد لکھتا ہے:

اور حاشیہ بوستان پر یہ حدیث لکھی ہے انا ولدت فی عهد المک العادل میں عادل بادشاہ نوشیرواں کے زمانے میں پیدا ہوا۔ حوالہ ۲۱۔ بوستان ص ۸ مولفہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ۔

مگر اس سب کے باوجود مولوی احمد رضا فرماتے ہیں جس نے نوشیرواں کو عادل جانا وہ کافر ہے جیسا کہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں لکھا ہوا ہے۔ نوشیرواں کو عادل اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہا تو کفر ہے ورنہ حرام ہے۔ (حوالہ ۲۱۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت ۸ حصہ چہارم، حسینی پریس بریلی وص، ۴۳ ۸، مکتبہ المدینہ)

تنبیہ۔ یہ ہے مولوی احمد رضا بریلوی کا دین و مذہب کہ اگر نوشیرواں کو عادل اس کے احکام کو حق جان کر کہا تو کفر ہے ورنہ حرام ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوشیرواں کو عادل کہا اور ظاہر ہے کہ آپ نے جھوٹ نہیں فرمایا بلکہ حق جان کر کہا مولوی احمد رضا بریلوی کے اس فتویٰ سے ہزار بار خدا کی پناہ سید عالم اور شیخ سعدی اور گلستان بوستان کو اچھی کتابیں جان کر پڑھنے والے سب کون ہوئے۔ اس ملفوظ میں مولوی احمد رضا بریلوی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سعدی پر نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ فتویٰ لگا دیا، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فتویٰ لگانے والے خود کافر و مردود ہیں۔

(عقائد بریلویت پر ایک نظر، ص ۲۰، مکتبہ نشر السنۃ یوپی)

ان دونوں دیوبندیوں کی گفتگو آپ نے دیکھ لی کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے بغض و عناد نے ان کو کہاں تک پہنچا دیا ہے۔ نہ تفتیش، نہ تحقیق اور بوستان کے حاشیہ سے ایک روایت لکھ کر کن کن پر فتوے لگانے کی کوشش کی ہے۔

قارئین کرام! بوستان کا حاشیہ کس کا ہے یہ تو آپ ان دیوبندیوں سے پوچھ لیں۔ ان دیوبندیوں کے اعتراضات کے جوابات ہم آخر میں دیتے ہیں پہلے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اس حدیث کی حیثیت اکابرین امت کے نزدیک بلکہ خود دیوبندیوں کے نزدیک کیا ہے۔

علامہ علی قاری اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

(۱) علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ولدت فی زَمَنِ الْمَلِكِ العَادِل قَالَ السخاوی لا اصل لهٗ وَقَالَ الزرکشی

كذب باطل و قال السيوطى قال البيهقى في شُعَبِ الإِيمَانِ تَكَلَّمَ شيخنا ابو عبد الله الحافظ بطلان ما يرويه بعض الجهلاء عَنْ نَبِيِّنَا صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وُلِدتُ فى زمن الملک العادل يعنى انو شروان۔۔

میں ملک العادل کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ زرکشی کہتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے، باطل ہے سیوطی کہتے ہیں بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں ہمارے شیخ ابوعبداللہ الحافظ ان روایات کے بطلان کے قائل تھے کہ جو بعض جہلاء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ میں ملک العادل یعنی نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہوا۔

(الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ، ۳۶۲، المکتب الاسلامی)

ایک اور مقام لکھتے ہیں:

الحديث "ولدت فى زمن الملک العادل" قال الحافظ لا اصل له

حافظ نے فرمایا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع، ص ۲۰۴، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

آپ نے دیکھ لیا کہ جس روایت کو لے کر وہابی دیوبندی مولوی، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کو گستاخ ثابت کر رہے ہیں اور طرح طرح کے فتوے لگا رہے ہیں اس کی حیثیت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کیا ہے۔ جس روایت کی کوئی اصل نہیں، جو باطل و جھوٹ وہ دیوبندیوں کے نزدیک اتنی زیادہ معتبر ہے کہ اس کی وجہ سے گستاخی کے فتوے صادر کر رہے ہیں۔

علامہ زرکشی اور حدیث ”ولدت فی زمن الملک العادل“ کی حیثیت

(۲) علامہ محمد بن عبد اللہ بن بہادر زرکشی ” اللآلي المنثورة في الأحاديث المشهورة“ میں فرماتے ہیں:

الحدیث الرابع والعشرون ”ولدت فی زمان الملک العادل“

روى الحافظ السمعاني عن أبي بكر الحيري رحمه الله تعالى قال حكي لي شيخ من الصالحين أنه رأى النبي ﷺ في المنام قال: فقلت له: يا رسول الله بلغني أنك قلت: "ولدت في زمن الملك العادل" وإني سألت الحاكم أبا عبد الله الحافظ عن هذا فقال: كذب لم يقله رسول الله ﷺ فقال النبي ﷺ: صدق أبو عبد الله. وقال الحليمي رحمه الله تعالى في »الشعب« : هذا الحديث لا يصح وإن صح فإطلاق العادل عليه لتعريفه بالاسم الذي كان يدعى به لا لوصفه بالعدل والشهامة له بذلك ، أو وصفه بذلك بناء على اعتقاد الفرس فيه أنه كان عادلا كما قال الله تعالى فما أغنت عنهم آلهتهم أي ما كان عندهم آلهة ولا يجوز أن يسمي رسول الله ﷺ من يحكم بغير حكم الله عادلا.

حافظ سمعانی ابوبکر الحیری رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں مجھے کسی صالح شخص نے بتایا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت کی وہ کہتے ہیں: میں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عرض کی کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا اور میں نے حاکم ابوعبداللہ سے اس کے

بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ جھوٹ ہے نبی کریم ﷺ نے ایسا کچھ نہیں فرمایا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابوعبداللہ نے سچ کہا۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الشعب" میں فرمایا یہ حدیث اولاتو درست نہیں اگر درست مان لیں تو عادل کا اطلاق محض اس نام سے پکارنا ہے جس سے پکارا جاتا تھا نہ کہ عادل کا اطلاق اس کے وصف کو بیان کرنا تھا یا بطور وصف فرمایا ہو یا اہل فارس کے اعتقاد کی بناء پر کہ وہ اس کو عادل سمجھتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا: ان کے معبود انہیں کچھ فائدہ نہیں دیں گے یعنی ان کے معبود ہی نہیں ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ایسے شخص کو عادل کہیں جو اللہ کے حکم کے بغیر فیصلہ کرتا ہو۔

(اللآلي المنثورة في الأحاديث المشهورة المعروف به التذكرة في الأحاديث المشتهرة ص ١٧٩، دار الكتب العلميه بيروت)

علامہ طاہر پٹنی اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

(٣) علامہ طاہر پٹنی "تذکرۃ الموضوعات" میں فرماتے ہیں:

ولدت في زمن الملك العادل « لا أصل له ولا يجوز أن يسمى من يحكم بغير حكم الله عادلا وما يحكى عن ابن قدامة مرفوعا » ولدت في زمن الملك كسرى، لا يصح لانقطاع سنده في الإكمال شرح مسلم۔

"ولدت في زمن الملك العادل" اس کی کوئی اصل نہیں اور ممکن نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر فیصلہ کرنے والے کو عادل کہا جائے اور ابن قدامہ نے جو اس حدیث کو مرفوعا روایت کیا ہے "ولدت فی زمن الملک کسری" درست

نہیں کہ ان کی سند منقطع ہے"

(تذکرۃ الموضوعات ص ۸۸، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ)

علامہ صغانی اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

(۴) علامہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی موضوعات میں اسے ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومن الأحاديث الموضوعة قولهم: (ولدت في زمن الملك العادل)

اور موضوع احادیث میں سے ولدت في زمن الملک العادل ہے۔

(الموضوعات للصغانی ص ۳۵)

علامہ احمد الغزی اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

(۵) علامہ احمد بن عبد الکریم الغزی العامری نے "الجد الحثیث فی بیان ما لیس بحدیث" میں یہی حدیث نقل کرنے کے بعد کہا:

"ولدت في زمن الملك العادل كسرى" نقل الحافظ ابن رجب عن الشيخ أبي عمرو بن قدامة أنه قال جاء في الحديث أن النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال، وذكره ولا يصح لانقطاع سنده بل قال الزركشي إنه كذب باطل وجاء عن بعض الصالحين أنه رأى النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم في المنام فقال يا رسول الله بلغني أنك ولدت في زمن الملك العادل كسرى وإني سألت الحكم أبا عبد الله الحافظ عن هذا فقال هذا كذب لم يقله رسول الله - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - فقال النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدق أبو عبد الله وقال الحليمي إنه لا يصح ولا يجوز أن يسمي رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من يحكم بغير حكم الله عادلا۔

حافظ ابن رجب اپنے شیخ ابوعمرو بن قدامہ سے نقل کرتے ہیں ابن قدامہ کہتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔۔اور یہ حدیث درست نہیں کہ سند میں انقطاع ہے بلکہ زرکشی کہتے ہیں یہ بالکل باطل وجھوٹ بات ہے۔

کسی صالح شخص نے بتایا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی وہ کہتے ہیں: میں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا اور میں نے حاکم ابو عبداللہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ جھوٹ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کچھ نہیں فرمایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوعبداللہ نے سچ کہا۔

حلیمی کہتے ہیں یہ حدیث درست نہیں اور ممکن نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص کو عادل کہیں جو اللہ کے حکم کے بغیر فیصلہ کرے۔

(الجد الحثیث في بیان مالیس بحدیث ص ۱۰۳)

صاحب اسنی المطالب اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

(۶) الحوت محمد بن درویش بن محمد "اسنی المطالب فی احادیث مختلف المراتب" میں اسی حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا:

لا أصل له۔

اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(أسنی المطالب في أحادیث مختلفة المراتب ص ۳۱۳، دار الکتب العملیه بیروت)

علامہ سخاوی اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

(۷) امام سخاوی "المقاصد الحسنة" میں اسی حدیث کو نقل کرنے بعد فرماتے ہیں:

لا اصل له۔۔۔(المقاصد الحسنة ص ۵۱۹، مرکز اهل السنة برکات رضا الهند)

اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔

"علامہ عجلونی اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

(۸) علامہ عجلونی نے اسی حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا:

ذكره الصغاني بالتنكير و قال انه موضوع، وقال في المقاصد: لا اصل له ۔و نقل أبو سعيد الحافظ ابن السمعاني أن أبا بكر القاضي الجبري حكى أن شيخا من الصالحين رأى النبي صلى الله عليه وآله وسلم في المنام فقال له يا رسول الله بلغني أنك ولدت في زمن الملك العادل وإني سألت الحاكم أبا عبد الله الحافظ عن هذا فقال هذا كذب ولم يقله رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم صدق أبو عبد الله، وقال الحليمي في الشعب لا يصح وإن صح فإطلاق العادل عليه التعريفه بالاسم الذي يدعي به لا بوصفه بالعدل والشهادة له بذلك، أو وصفه بذلك بناء على اعتقاد المعتقدين فيه أنه كان عدلا كما قال تعالى " (فما أغنت عنهم آلهتهم) أي ما كان عندهم آلهة ولا يسمى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من يحكم بغيره حكم الله عادلا انتهى.

وما يحكى عن ابن أبي عمر بن قدامة ما ذكره ابن رجب في ترجمته أنه قال جاء في الحديث أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ولدت في زمن العادل كسرى لا يصح

لانقطاع سنده، و إن صح فلعل القائل للحكاية لم يضبط.

امام صغانی نے فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور امام سخاوی فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ حافظ سمعانی ابوبکر الحیری رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں مجھے کسی صالح شخص نے بتایا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی وہ کہتے ہیں: میں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا اور میں نے حاکم ابوعبداللہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ جھوٹ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کچھ نہیں فرمایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوعبداللہ نے سچ کہا

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الشعب" میں فرمایا یہ حدیث اولاً تو درست نہیں اگر درست مان لیں تو عادل کا اطلاق محض اس نام سے پکارنا ہے جس سے پکارا جاتا تھا نہ کہ عادل کا اطلاق اس کے وصف کو بیان کرنا تھا یا بطور وصف فرمایا ہو مگر اہل فارس کے اعتقاد کی بناء پر کہ وہ اس کو عادل سمجھتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:

ترجمہ، ان کے معبود انہیں کچھ فائدہ نہیں دیں گے یعنی ان کے معبود ہی نہیں ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص کو عادل کہیں جو اللہ کے حکم کے بغیر فیصلہ کرتا ہو۔

اور ابن عمر بن قدامہ کے بارے میں جو کہا جاتا ہے اور جس کو حافظ ابن رجب نے ان کی سیرت میں لکھا کہ انہوں نے فرمایا: حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ولدت فی زمن الملک العادل" یہ درست نہیں کہ سند منقطع ہے

اگر درست مان لیں تو شاید حکایت بیان کرنے والے نے ضبط نہ کیا ہو۔

(کشف الخفاء، مزیل الالباس، جلد ۲، ص ۴۱۰، مکتبۃ العلم الحدیث)

علامہ سیوطی اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

(۹) امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں بیہقی نے "شعب الایمان" میں کہا:

حديث ولدت في زمان الملك العادل، كذب باطل قلت: قال البيهقي في شعب الإيمان تكلم شيخنا أبو عبد الله الحافظ في بطلان ما يرويه بعض الجهلاء عن نبينا ﷺ ولدت في زمن الملك العادل يعني أنوشروان۔۔۔۔

ہمارے شیخ نے اس حدیث کے باطل ہونے کا فرمایا ہے جسے بعض جہلا نے روایت کیا ہے کہ "ولدت فی زمن الملک العادل" یعنی میں بادشاہ نوشیرواں کے زمانے میں پیدا ہوا۔ (الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ، ص ۵۴)

علامہ الامیر الکبیر المالکی اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

(۱۰) علامہ محمد الامیر الکبیر المالکی لکھتے ہیں:

"ولدت فی زمن الملک العادل" کذب و باطل، وھو کسری انوشروان۔

یہ حدیث کذب و باطل ہے۔

(النخبۃ البہیۃ فی الاحادیث المکذوبۃ علی خیر البریۃ، ص ۱۳۰، المکتب الاسلامی)

علامہ مرعی المقدسی اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

(۱۱) شیخ مرعی بن یوسف المقدسی لکھتے ہیں:

و حدیث: "ولدت فی زمن الملک العادل" یعنی کسری۔ لا اصل لہ و ھو

کذب باطل۔

اس حدیث کی کوئی اصل نہیں یہ کذب وباطل ہے۔

(الفوائد الموضوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، ص ۱۱۴، دار الوراق)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

(۱۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و اما کسری بادشا و مدائن بکسر کاف و فتح آن و سکون سین مکبر و مصغر معرب خسرد که لقب بادشاه فرس ست و کسری دران دقت پرویز بن هرمز بن نوشیروان بودواین سخن خطا ست به نوشیروان در وقت ولادت حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود چنانچه بر زبانها مشهور ست که دلدت فی زمن ملک العادل ونزد محدثین ابن صحیح نیست و چون درست باشد وصف مشرک بعدل و حال آنکه شرک ظلم عظیم است قال اللّٰه تعالی ان الشرک لظلم عظیم و سیگویند که مراد بعدل نیجا سیاست رعیت و دادستانی و فریادرسی ست که اهل عرف آنرا اعدل میخوانندا ما جریان اسم عادل بر زبان سید انبیاء صلوات الله وسلامه علیه بعید ست۔

رہا کسری شاہ مدائن (فارس) کا حال، تو کسری بکسر کاف اور بفتح کاف وسکون سین، بصیغہ مکبر و مصغر، خسرو کا معرب ہے اور یہ شاہ فارس کا لقب ہے اس زمانہ میں کسری یعنی شاہ فارس پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں تھا۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ

نوشیروان بادشاہ تھا حالانکہ یہ غلط ہے اس لئے کہ نوشیروان حضور اکرم سید البشر ﷺ کے زمانہ ولادت کے وقت تھا۔ جیسا کہ زبانوں پر مشہور ہے کہ **ولدت في زمن الملك العادل** (میں بادشاہ انصاف پسند کے زمانہ میں پیدا ہوا) مگر محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ اور یہ کیسے درست ہوسکتا ہے کہ شرک کی صفت کے ساتھ عدل کی صفت کی جائے۔ حالانکہ شرک بذات خود ظلم عظیم ہے اللہ تعالی فرماتا ہے: **ان الشرك لظلم عظيم** (بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے) مؤرخین کہتے ہیں کہ عدل سے مراد رعایا کی دیکھ بھال فریادرسی اور دادرسی ہے جسے محاورہ میں عدل کہتے ہیں۔ لیکن اسم عادل کی ادائیگی حضور اکرم ﷺ کی زبان سے ہو، بہت بعید ہے۔

(مدارج النبوۃ فارسی، جلد۲، ص ۲۲۴، نوریہ رضویہ سکھر ومترجم، ص ۳۲۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

قارئین کرام! حوالے اور بھی بہت ہیں ابھی انہی حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگر کسی وہابی کو غیرت آئی اور اس نے اپنے ان ملاؤں کو بچانے کی کوشش کی تو سب حوالے بیان کئے جائیں گے۔ بہرحال ان حوالوں سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ وہابی اسمعیلی دیوبندی جس بات کو حدیث کہہ کر اعلی حضرت امام اہل سنت پر اعتراض کررہے تھے اور فتوے لگا رہے تھے اس کی حقیقت کیا ہے اور اکابرین نے اس کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ وہابی اسمعیلی دیوبندی اپنے اکابرین کی روش پر چلتے ہوئے ان سب حوالوں کا انکار کردے اور کوا بریانی کے شوربے میں ایسا مست ہو کہ اس کو کچھ نظر ہی نہ آئے یا

گنگوہی کی طرح بن کر ان سب کو رد کر دے اور اپنا پورا زور اس کے صحیح ہونے پر لگا دے تو ایسے دیوبندی کا علاج بھی ہمارے پاس ہے۔ آیئے ہم ایسے دیوبندی کا علاج اسی کے گھر سے کر دیتے ہیں۔

وہابی اسمعیلی اشرفعلی تھانوی اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

وہابی اسمعیلی اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

روایت نمبر: ۲۲: روایت: ''میں عادل بادشاہ (نوشیرواں) کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں'' اس کی کچھ اصل نہیں۔

حدیث: ''میں عادل بادشاہ (نوشیرواں) کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں''، اس کی کچھ اصل نہیں، اور حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شعب'' میں کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں [یہاں تک حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مکمل ہوا]۔

(منگھڑت روایات پر تعاقب ص ۱۰۷، مکتبہ عمر فاروق)

لیجئے! وہابیہ اسمعیلیہ کے گرو جناب تھانوی صاحب نے ہی وہابی کے اعتراض کا قصہ تمام کر دیا اور وہابی اسمعیلی کے لایعنی اعتراض کا جواب دے دیا۔ اگر وہابی اسمعیلی کو اپنے گرو تھانوی پر اعتبار نہیں ہے اور وہ ان کی بات نہیں مانتا تو مزید وہابیہ اسمعیلیہ کو بھی دیکھ لیں۔

۱۲ سے زائد وہابی اسمعیلی احمدی اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

وہابی اسمعیلی دیوبندی رضوان الدین معروفی لکھتا ہے:

"میں انصاف پرور بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا" "ولدت فی زمن الملک

العادل" ترجمہ: میں انصاف پرور بادشاہ (نوشیرواں) کے زمانے میں پیدا ہوا،

حکم: موضوع ہے۔

تحقیق: امام سخاوی، ملا علی قاری، شیخ عجلونی، علامہ پٹنی علامہ صغانی اور علامہ شوکانی، رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، یہ سبھی حضرات اس روایت کو موضوع قرار دیتے ہیں۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا اصل له۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کذب باطل یہ روایت جھوٹی اور باطل ہے۔

بلکہ علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ بتلایا کہ:

قاضی ابوبکر الحیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "ایک بزرگ نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور سوال کیا کہ ہم کو یہ بات پہنچی کہ "انک ولدت فی زمن العادل" یعنی آپ عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوئے تو میں نے اس کے متعلق ابوعبداللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس کی کیا حقیقت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کے یہ جھوٹ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حاکم ابوعبداللہ نے صحیح جواب دیا (خواب پورا ہوا)

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "شعب الایمان" میں اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ انہوں (ابن قدامہ) نے فرمایا کہ: **قد جاءنی الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ولدت فی زمن الملک العادل کسری۔**

مگر ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس کی نسبت ثابت نہیں ہے کیونکہ ناقل اور ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کی درمیانی سند میں انقطاع پایا جاتا ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "**الدرر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ ۱/۲۰**" میں اس کو کذب باطل لکھا ہے۔

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال السیوطی ر قال البیھقی ر فی شعب الایمان تکلم شیخنا ابو عبد اللہ الحافظ فی بطلان ما یرویہ بعض الجھلاء عن نبینا صلی اللہ علیہ والہ وسلم .. ولدت فی زمن الملک العادل یعنی انوشیرون ..

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ امام بیہقی نے لکھا کہ ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے اس روایت کے بطلان پر کلام کیا ہے، جس کو جہلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ.. **ولدت فی زمن الملک العادل** یعنی انوشیرواں.. (جبکہ یہ روایت ثابت ہی نہیں ہے..) (**المقاصد الحسنۃ : ۴۵۴۔المصنوع : ص ۲۰۴۔الاسرار المرفوعۃ : ۲۵۹۔موضوعات الصغانی : ج ۱ ص ۲۔تذکرۃ الموضوعات : ج ۱ ص ۸۸۔**)

(**عمدۃ الاقاویل فی تحقیق الاباطیل، ص ۳۹۰، معروفی کتب خانہ انڈیا**)

نوٹ: یہ کتاب درج ذیل وہابیہ اسمعیلیہ کی پسند فرمودہ ومصدقہ ہے:
(۱)وہابی خیر محمد الحجازی المکی (۲) اسمعیلی غلام محمد وستانوی (۳)احمدی نعمت اللہ (۴) وہابی زین العابدین (۵) احمدی عبداللہ معرفی (۶) اسمعیلی قاری ظفر الاسلام (۷) احمدی مفتی انور علی (۸) اسمعیلی دیوبندی احمد (۹) دیوبندی وہابی اعجاز احمد (۱۰) اسمعیلی کوثر علی (۱۱) احمدی خالد سیف اللہ (۱۲) وہابی احمدی نقی الدین مظاہری۔

اکابرین ومحققین اہل سنت کے علاوہ کتنے وہابی اسمعیلی ہیں جنہوں نے اس حدیث کے موضوع، کذب، باطل ہونے پر اجماع کیا ہے۔ وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کو چاہئے کہ پہلے اپنے ان مردہ ضمیروں پر حکم لگائیں پھر ہم سے بات کریں۔ وہابی اسمعیلی نذر محمد ہو یا کوئی اور کیا اپنے وہابیہ اسمعیلیہ جن میں ان کا مبھوت باپ تھانوی بھی شامل ہے پر کوئی حکم لگائے گا؟ اوران کو بھی گستاخ گستاخ کی کہانی سنائے گا؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو وہابیہ اسمعیلیہ کو مبارک ہو کہ ان کے فتوے انہی کے گھر کام آ گئے اور اگر جواب انکار میں ہے تو فیصلہ ہمارے قارئین کرلیں گے کہ وہابی اسمعیلی کون سی نسل ہے۔

وہابی پالن پوری کی مصدقہ کتاب اور حدیث "ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

وہابی اسمعیلی مفتی سعید احمد پالن پوری کی مصدقہ کتاب میں وہابی دیوبندی محمد یاسین لکھتا ہے:

حدیث: "ولدت في زمن الملك العادل."

"ولدت في زمن الملك العادل" (میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا

ہوں) یہی روایت "ولدت" کی جگہ "بعثت" کے لفظ کے ساتھ بھی مروی ہے اور بعض میں "العادل" کے بعد "کسری" کا بھی اضافہ ہے۔

تحقیق: یہ روایت بہ اتفاق محدثین بے اصل، جھوٹی اور موضوع و باطل ہے اور یہ روایۃً و درایۃً دونوں لحاظ سے موضوع ہے۔ روایۃً موضوع اس لیے ہے کیوں کہ اس کی کوئی سند اور اصل نہیں اور یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ بے سند روایت حدیث نہیں ہوتی۔

درایۃً موضوع ہونے کی وجہ تاریخی اعتبار سے غلط ہونا ہے، کیوں کہ "کسریٰ" ایرانی بادشاہ کا لقب ہے اور ایرانی بادشاہوں میں عدل و انصاف سے مشہور صرف ایک گزرا ہے، جس کا نام نوشیرواں ہے۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ ولادت اور اس کے درمیان کافی طویل عرصہ ہے۔ بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے یہ شرعاً بھی صحیح نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ یہ بات ممکن ہی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کو عادل کہیں، جو حکم الٰہی کے بغیر فیصلے کرنے والا مگر یہ وجہ اتنی مضبوط نہیں؛ کیوں کہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ حقیقت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو عادل نہیں کہا؛ بلکہ عام طور پر لوگوں میں وہ اسی حیثیت سے مشہور تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شہرت پر نظر کر کے یہ بات فرمادی۔

مگر یاد رہے یہ تیسری وجہ اور احتمال تبھی قابل گفتگو ہے، جب کہ اس کلام کا حدیث رسول ہونا ثابت ہو جائے لیکن جب ثابت ہی نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب ایسے احتمال کو منسوب کرنا بھی درست نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہ حدیث موضوع و باطل اور جھوٹی و بناوٹی ہے۔ چناں چہ تقریباً تمام ہی محدثین نے ''لا أصل له، موضوع، کذب، باطل '' ہی کہا ہے۔

ایک حکایت: اس حدیث کے موضوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرما دیا، یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں ہے۔ امام اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عام طور پر یہ قصہ سننے میں آتا ہے کہ قاضی ابوبکر الحیری کے سامنے ایک نیک وصالح بزرگ نے انہیں سنایا کہ مجھے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھ تک آپ کا یہ ارشاد پہنچا کہ آپ نے فرمایا: "ولدت في زمن الملک العادل" میں نے اس کے متعلق حافظ حدیث حاکم ابوعبداللہ (صاحب مستدرک) سے پوچھا، تو انھوں نے کہا: یہ سراسر جھوٹ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہا ہی نہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "صدق أبوعبداللہ" (ابوعبداللہ کی بات سچی ہے۔)

ملاحظہ: یہ تو محض ایک نیک خواب ہے، جو یوں ہی بہ طور خوش طبعی وسرور قلبی ذکر کیا جاتا ہے؛ ورنہ تو ظاہر ہے کہ کسی امتی کا خواب شرعی مسائل و دلائل کے سلسلے میں نہ تو اثبات کی دلیل ہوسکتا ہے اور نہ ہی نفی وانکار کی دلیل بن سکتا ہے۔

(تذکرة الموضوعات: ۳۹، الموضوعات للصغاني ۳۰، المقاصد الحسنة: ۱۲۷۱، المصنوع: ۳۹۰، الأسرار المرفوعة: ۵۷۶، اللآلي المنثورة: ۱/۱۷۹، الجد الحثیث: ۵۹۷، کشف الخفاء: ۹۱۵، ۲۹۲۷، فتح المغیث ۳/۳۶، الفوائد المجموعة: ۳۰، النخبة البهية: ۴۰۵/۷۵، أسنى المطالب: ۴۴۹، ۸۱۶۴، الفوائد الموضوعة: ۱۲۳)

(مروجہ موضوع روایات کا علمی جائزہ، ص 237، مکتبہ مسیح الامت دیوبند)

یہ ایک اور وہابی اسمعیلی کی گواہی ہے جو بانگ دہل باتفاق محدثین اس حدیث کو کذب، منگھڑت، موضوع و باطل کہہ رہا ہے اور اس حدیث کو نہ روایۃً درست مانتا ہے اور نہ ہی درایۃً اس کو ٹھیک کہتا ہے بلکہ ہر طرح سے اس کے کذب ہونے کا قائل ہے۔ وہابیہ اسمعیلیہ اپنے فتاوی کی مشق ادھر کریں اور ان کو مشق ستم بنائیں۔ اہل سنت سے بات کرنے کی اور وہ بھی دلائل سے ان میں جرأت نہیں ہے ان کو گھٹی میں جھوٹ، عیاری، مکاری و دھوکہ بازی دے جاتی ہے یہ ساری زندگی اسی پر گزارتے ہیں اور اسی پر مرجاتے ہیں۔ لہذا تحقیق ان کا کام نہیں اور نہ ہی یہ تحقیق کے قابل ہیں ان کو صرف اپنے وہابی اسمعیلی مردوں بلکہ مٹی میں ملے ہوؤں کی طرح الزام تراشی و بہتان بازی آتی ہے۔ اور یہ یہی سیکھ کر یہی کرتے ہیں۔

احمدی ظفر اقبال اور حدیث ”ولدت فی زمن الملک العادل“ کی حیثیت

وہابی دیوبندی ظفر اقبال لکھتا ہے:

(۳۲۸) **ولدتُ في زمن الملك العادل** ترجمہ: میری پیدائش شاہ عدل گستر (نوشیرواں) کے دور میں ہوئی ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے سراسر جھوٹ اور باطل قرار دیا ہے۔

(موضوع روایات، ص ۱۳۹، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ہم نے اپنے قارئین کے لئے ایک اور حوالہ بھی بیان کردیا ہے۔ اس وہابی اسمعیلی نے بھی وہابیہ اسمعیلیہ کے جھوٹ کو روز روشن کی طرح کردیا ہے۔ وہابیہ اسمعیلیہ کو چاہئے کہ اپنوں ہی کی مان لو۔

وہابی اسمعیلی یونس جونپوری اور حدیث

"ولدت فی زمن الملک العادل" کی حیثیت

وہابی اسمعیلی دیوبندی مفتی طارق امیر خان لکھتا ہے:

إنما ولدت بعهد الملك العادل [میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں] یہ حدیث زبان زد ہے، متعدد لوگوں نے اپنی کتابوں میں بلا سند **إنما ولدت في زمن الملك العادل** کے الفاظ سے نقل کی ہے، بعض جگہ **ولدت** [پیدا ہوا ہوں کے بجائے **بعثت** [بھیجا گیا ہوں] آیا ہے، بوستاں کے حاشیہ پر **أنا ولدت في زمان الملك العادل** [میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں] آیا ہے، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتوحات مکیہ" (ص: ۴/۳) میں لکھا ہے: **قال** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **في تاريخ ميلاده عن كسرى وهو من جملة النواب الملوك، قال: ولدت في زمان الملك العادل** [آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زمانہ ولادت کی تاریخ بتاتے ہوئے کسری۔ جو منجملہ قائم مقام بادشاہوں میں سے تھا۔ کے بارے میں فرمایا: میں عادل بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوں]۔

لیکن محدثین کے نزدیک کوئی لفظ بھی ثابت نہیں:

قال الصغاني: حديث: ولدت في زمن ملك عادل. موضوع

صغانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ حدیث: میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں، من گھڑت ہے۔

اور علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "موضوعات" میں فرماتے ہیں:

میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں، سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ بے اصل ہے، اور زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹ، باطل ہے، اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں کہا ہے کہ ہمارے شیخ ابو عبد اللہ حافظ نے بعض جہلاء سے منقول ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب اس روایت کو باطل کہا ہے: میں عادل بادشاہ، یعنی نوشیروان کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں، انتہی۔

قاضی ابوبکر حیری کو ایک بزرگ نے بتایا کہ انہوں نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں، اور میں نے اس بارے میں حاکم ابو عبد اللہ حافظ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ جھوٹ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو عبد اللہ نے سچ کہا ہے، انتہی۔

اس حکایت کو حافظ ابوالقاسم ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تبیین کذاب المفتری" میں ابو حازم عبدوی حافظ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے قاضی ابوبکر حیری سے اس حکایت کو نقل کیا ہے، اور تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "طبقات" میں ابو حازم سے اسی طرح نقل کیا ہے، یہ ائمہ، حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین جیسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابو حازم عبدوی رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابوبکر حیری رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن عبد الواحد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ اسماعیل بن عبد الغافر رحمۃ اللہ علیہ حافظ محمد بن عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ ابو احمد سنجی رحمۃ اللہ علیہ ابوالقاسم ابن عساکر

رحمۃ اللہ علیہ اور ابوسعد بن سمعانی رحمۃ اللہ علیہ یہ سب اس حدیث کے جھوٹ اور باطل ہونے پر متفق ہیں۔۔۔۔حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "البدایہ والنہایہ" میں یہ حکایت نقل کی ہے، اور حکایت میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں: مجھے عادل بادشاہ کسریٰ کے زمانے میں مبعوث کیا گیا ہے، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیخ ابوعمر نے جس حدیث سے احتجاج کیا ہے وہ بے اصل ہے، اور نہ ہی مشہور کتابوں میں ہے، ان پر تعجب ہے اور ابوالمظفر پر بھی، پھر ابوشامہ پر بھی کہ انھوں نے ایسی چیز قبول کر لی ہے، اور ان کے اعتماد پر اسے تسلیم کرلیا ہے، انتہی۔

سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "مقاصد الحسنہ" میں فرماتے ہیں: یہ حکایت انقطاع سند کی وجہ سے صحیح نہیں ہے، اور اگر صحیح بھی ہو تو شاید حکایت کو نقل کرنے والے نے شیخ کے الفاظ صحیح ضبط نہیں کیے، اگرچہ حکایت صحیح نقل کی ہے (سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مکمل ہوا)

(حضرت جونپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ بظاہر شیخ ابوعمر نے اس حدیث کے مشہور ہونے کی وجہ سے اس کے ثبوت کا گمان کیا ہوگا، سو اسے نقل بھی کر دیا، حالانکہ یہ ان کا وہم ہے۔

(سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اور اگر صحیح بھی ہو تو کسریٰ پر عادل ہونے کا اطلاق اس لئے کیا تاکہ جس نام کا وہ کسریٰ خود دعوے دار تھا اسی نام کے ذریعہ اس کی پہچان کروائی جائے۔ نہ یہ کہ وہ واقعی صفت عدل سے متصف تھا، اور نہ اس کی گواہی دینا مقصود ہے۔ کیونکہ معتقدین کا کسریٰ کے بارے میں اسی طرح کا اعتقاد تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ان

کے معبودوں نے انہیں فائدہ نہ دیا"۔ یعنی جو ان کے زعم کے مطابق معبود تھے، کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایسے شخص کو عادل کہا ہو جو اللہ کے حکم کے علاوہ حکم دے، انتہی]

(یونس جونپوری کا من گھڑت روایات پر تعاقب، ص ۲۰۳ تا ۲۰۹، مکتبہ عمر فاروق)

لیجئے! یہ ایک اور بھاری بھر کم حوالہ ہے جس نے وہابیہ اسمعیلیہ کی نیّا بیچ سمندر غرق کر دی اور اس کے سارے حیلے بہانے خاک میں ملا دیئے اہل سنت کے حق میں گواہی دی اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے کہے ہوئے کو سچ اور صرف سچ مان کر وہابیہ کی ناک دار دیو میں دفن کر دی ہے اور اپنے ہی وہابیہ اسمعیلیہ کو گویا کہ بتا دیا کہ امام احمد رضا کل بھی حق پر تھا اور آج بھی حق پر ہے اور جو کچھ اس نے اس حوالے سے لکھا وہ بھی حق ہی حق ہے۔ وہابی اسمعیلی دیوبندی کو چاہئے کہ اپنے ان آبا کو آنکھیں دکھائیں اور جو فتوے لگانے ہیں ان پر لگائیں اور بوستان کا حاشیہ ان کو پڑھائیں۔

"وہابی اسمعیلی اعتراض کا جواب"

وہابی اسمعیلی امام علی دانش لکھتا ہے:

توہین رسالت کس نے کی؟

ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

اعلیٰ حضرت اپنی کتاب تمہید ص 27 پر لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ترجمہ: اے نبی بیشک ہم نے بھیجا تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا تا کہ اے

لوگو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر فرض ہے اس لئے سیدنا امام ابو یوسف فرماتے ہیں جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کوئی عیب لگائے یقیناً وہ کافر اور خدا کا منکر ہو گیا۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

یہ فتویٰ یقیناً ٹھیک ہے۔ یہی اعلیٰ حضرت ملفوظات حصہ چہارم ص 8 پر کہتے ہیں۔

عرض: نوشیرواں کو عادل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ ارشاد نہیں اور اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہا تو کفر ہے، ورنہ حرام۔ (حق پر کون؟ ص ۶۳، عظیم بک ڈپو دیوبند)

اولاً: وہابی اسمعیلی دیوبندی نے تمہید ایمان کے فتوے کو درست تسلیم کیا ہے۔

ثانیاً: ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہابی اسمعیلی دیوبندی نے یہ فتوی کیوں نقل کیا ہے۔؟ آپ ہی پوچھ لیجئے کہ یہ فتوی کیوں نقل کیا ہے۔ اگر وہابی اسمعیلی دیوبندی کی طرف سے جواب آئے تو ہمیں بھی آگاہ کیجئے گا۔ اور ہمیں اس کی کوئی امید نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہابی اسمعیلی دیوبندی یہ کہے کہ اعلیٰ حضرت نے "ولدت فی زمن الملک العادل" کا انکار کیا ہے اور یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی ہے لہٰذا یہ فتوی اسی لئے نقل کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتوے سے گستاخ۔

اگر وہابی اسمعیلی دیوبندی نے اسی لئے یہ فتوی نقل کیا ہے تو پھر یہ خود وہابیہ اسمعیلیہ کے گلے کا پھندا ہے کیونکہ خود اس نے بھی اس فتوے کو ٹھیک کہا ہے تو ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ وہابی اسمعیلی کا یہ فتوے کس کس کے گلے میں آتا ہے۔

اکابرین اہل سنت پر وہابی اسمعیلی فتوی

وہابی اسمعیلی دیوبندی رضوان الدین معروفی لکھتا ہے:

تحقیق: امام سخاوی، ملا علی قاری، شیخ عجلونی، علامہ پٹنی علامہ صغانی رحمہم اللہ تعالی علیہم اجمعین، یہ سبھی حضرات اس روایت کو موضوع قرار دیتے ہیں۔

(عمدۃ الاقاویل فی تحقیق الاباطیل، ص ۳۹۰، معروفی کتب خانہ انڈیا)

وہابی اسمعیلی دیوبندی اقرار کر رہا ہے کہ یہ سب اکابرین اس روایت کو موضوع کہتے ہیں اور ہم نے بھی کئی حوالے دیئے ہیں جن میں اکابرین نے اس روایت کو موضوع کہا ہے۔ اب وہابی اسمعیلی دیوبندی امام دانش کا فتوی کن پر لگا وہ آپ نے دیکھ لیا ہے۔ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی بلکہ آگے بھی دیکھئے۔

وہابی اکابرین پر وہابی اسمعیلی فتوی

وہابی اسمعیلی دیوبندی رضوان الدین کی کتاب کی تصدیق کرنے والے درج ذیل دیوبندی ہیں:

(۱) وہابی خیر محمد الحجازی المکی (۲) اسمعیلی غلام محمد وستانوی (۳) احمدی نعمت اللہ (۴) وہابی زین العابدین (۵) احمدی عبداللہ معرفی (۶) اسمعیلی قاری ظفر الاسلام (۷) احمدی مفتی انور علی (۸) اسمعیلی دیوبندی احمد (۹) دیوبندی وہابی اعجاز احمد (۱۰) اسمعیلی کوثر علی (۱۱) احمدی خالد سیف اللہ (۱۲) وہابی احمدی نقی الدین مظاہری۔ (عمدۃ الاقاویل فی تحقیق الاباطیل، ص ۴، معروفی کتب خانہ انڈیا)

یعنی ۱۲ دیوبندی تیرھواں یہ خود لکھنے والا اس کے علاوہ تھانوی بھی انہی کے ساتھ ہے اور

بھی کئی دیو بندی ہیں جن کے ہم نے حوالے دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب اس وہابی اسمعیلی دیو بندی کے مصدقہ فتوے سے گستاخ ہوئے۔

یہ ہوتی ہے خدائی مار جو وہابیہ اسمعیلیہ کو دن رات پڑ رہی ہے وہابی اسمعیلی عوام کو گمراہ کرنے کے لئے جال لگاتے ہیں لیکن اپنے ہی وہابیہ اسمعیلیہ کو پھنسا کے گھر کا منہ کرتے ہیں۔

وہابی اسمعیلی دیو بندی اعتراض

وہابی اسمعیلی دیو بندی امام دانش لکھتا ہے:

مسلمانو! غور کرو نوشیرواں کے بارے میں شیخ سعدی لکھتے ہیں:

سزد گر بدور تو نازم چناں

چوں سید بدوران نوشیرواں

یعنی میرا اپنے بادشاہ کی حکومت میں ہونے پر ناز کرنا ایسا ہی لائق ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نوشیرواں کے زمانے میں پیدا ہونے پر ناز فرمایا ہے۔

(حق پر کون؟ ص ۶۳، عظیم بک ڈپو دیو بند)

اسی طرح وہابی اسمعیلی دیو بندی نذر محمد لکھتا ہے:

سوال ۲۱۔ نوشیرواں کو عادل کہہ سکتے ہیں جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بوستان میں فرمایا۔

سزد گر بدرش تو بنازم چناں

کہ سید بدوران نوشیرواں

یعنی میرا اپنے بادشاہوں کی حکومت میں ہونے پر ناز کرنا ایسا ہی لائق ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوشیرواں کے زمانے میں پیدا ہونے پر ناز فرمایا اور حاشیہ بوستان پر یہ حدیث لکھی ہے **انا ولدت فی عھد الملک العادل** میں عادل بادشاہ نوشیرواں کے زمانے میں پیدا ہوا۔ حوالہ ۲۱۔ بوستان ص ۸ مولفہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ۔ (عقائد بریلویت پر ایک نظر، ص ۲۰، مکتبہ نشر السنۃ یوپی)

وہابی اسمٰعیلی دیوبندی کے پاس یہ بھی ایک تیر تھا اہل سنت کو بدنام کرنے کے لئے لیکن جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے بحمد اللہ اہل سنت کو اللہ اور اس کے رسول کی مدد حاصل ہے۔ اہل سنت پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص نظر عنایت ہے اور کیوں نہ ہو؟ کیونکہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی اہل سنت کے جنتی ہونے پر مہر لگائی ہے۔ بہر حال اس کا جواب ہم خود نہیں بلکہ کے وہابیہ اسمٰعیلیہ کے نیم حکیم جناب اشرفعلی تھانوی سے دلوا دیتے ہیں۔

وہابی اسمٰعیلی دیوبندی لکھتا ہے:

حضرت تھانوی فرماتے ہیں اور بعض کتابوں میں جو پایا جاتا ہے جیسا ''بوستان'' میں ہے:

سزد گر بدورش بنازم چناں
که سید بد در ان نوشیرواں

اس کا جواب ابھی (اوپر) گزر چکا ہے (یعنی حسن ظن بالراوی کی بناء پر نقل کر دیا) (منگھڑت روایات پر تعاقب ص ۱۰۷، مکتبہ عمر فاروق)

لیجئے! وہابی اسمٰعیلی دیوبندی نے اہل سنت کو گستاخ ثابت کرنے کے لئے بزعم خود جو سہارا

لیا تھا تھانوی صاحب نے وہ بھی اس سے چھین لیا ہے۔ اب وہابی اسمٰعیلی دیوبندی کو چاہئے کہ طبلہ لے اور وہی بجائے کیونکہ لکھنے لکھانے کا کام ان کے بس کا نہیں ہے۔

وہابی اسمٰعیلی دیوبندی کا اعتراض

حاشیہ بوستان پر یہ حدیث لکھی ہے:

"انا ولدت في عهد الملك العادل۔"

یعنی میں عادل بادشاہ نوشیرواں کے زمانے میں پیدا ہوا۔

(حق پر کون؟ ص ۶۳، عظیم بک ڈپو دیوبند)

اور حاشیہ بوستان پر یہ حدیث لکھی ہے انا ولدت فی عهد المک العادل میں عادل بادشاہ نوشیرواں کے زمانے میں پیدا ہوا۔ حوالہ ۲۱۔ بوستان ص ۸ مولفہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ۔ (عقائد بریلویت پر ایک نظر، ص ۲۰، مکتبہ نشر السنۃ یوپی)

وہابی اسمٰعیلی دیوبندی حدیث نور جس کو کئی اکابرین نے بیان کیا ہے اور اسی طرح اور بھی کئی احادیث (جیسے حدیث مشورہ) ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور اپنی وہابیت دکھاتے ہوئے انکار کر دیتے ہیں لیکن یہاں وہابیہ کے بغض وعناد، غیض وغصہ کو دیکھئے اور اہل سنت سے چھپی ہوئی دشمنی کا اظہار دیکھئے یہاں کوئی حوالہ نہیں سوائے وہابی دیوبندی کے اپنے گھر کے لیکن اس کے باوجود بھی سب کچھ معتبر ہو گیا اور اس سے روایت کو بیان کر کے اس کو صرف معتبر ہی نہیں بلکہ قابل استدلال بلکہ قابل فتوی جان کر فتوے بازی شروع کر دی اور اہل سنت پر گستاخ وکافر کی بارش کر دی۔

میں وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ سے پوچھتا ہوں کہ بتائیں کیا اس طرح روایت معتبر ہوتی

ہے۔ اگر ہوتی ہے تو پھر حدیث نور و مشورہ وغیرہ معتبر کیوں نہیں ہیں۔؟ اور اگر نہیں ہوتی تو یہ معتبر اور فتووں کے قابل کیسے ہوگئی۔

قارئین کرام! جیسا کہ ہم ماقبل بیان کر چکے ہیں اور اکابرین اہل سنت کے علاوہ خود وہابیہ اسمعیلیہ سے ہی ثابت کر چکے ہیں کہ یہ روایت کذب، باطل، جھوٹی، موضوع وغیرہ ہے۔ تو اس کے مقابل ایک حاشیہ وہ بھی دیوبندی کا انہی کے اصولوں سے کیسے معتبر ہوگیا۔؟ اور یہ سارے فتوے کیسے لگ گئے۔؟

پوری وہابیت اسمعیلیت کو کھلا چیلنج

ہم پوری وہابیت اسمعیلیت کو کھلا چیلنج دیتے ہیں کہ وہابی اسمعیلی دیوبندی حضرات اس روایت کو اسی طرح ثابت کریں جس طرح اس کے رئیس المحرفین مکار دیوبند سرفراز گکھڑوی نے اہل سنت سے مطالبہ کیا ہے۔ یعنی کم از کم دو، تین معتبر ترین کتابوں سے اس کو بیان کریں۔ پھر اس روایت کی سند اور اس کے ہر ہر روای کی توثیق بیان کریں۔ اس کے بعد کم از کم اتنے اکابرین سے اس روایت کا صحیح ہونا ثابت کریں جس سے کفر و گستاخی کا فتوی لگ سکے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کو وایخنی کا نشہ چڑھ جائے گا اور وہ ہمارے اس چیلنج کو دیکھ کر ایسے مدہوش ہوں گے کہ ان کو قیامت تک ہوش نہیں آئے گا۔ اور ہمارا چیلنج کبھی بھی پورا نہیں کرسکیں گے۔ اگر یقین نہ آئے تو آزما کے دیکھ لیں۔

وہابی اسمعیلی دیوبندی اعتراض

وہابی اسمعیلی امام دانش لکھتا ہے:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوشیرواں کو عادل کہا اور ظاہر ہے کہ آپ نے جھوٹ

نہیں فرمایا۔ بلکہ حق جان کر کہا۔ اس لئے خان صاحب کے فتوے سے خدا کی ہزار بار پناہ سید المرسلین اور شیخ سعدی اور گلستان، بوستان کو اچھی کتابیں جان کر پڑھنے والے سب کون ہوئے اور خود اعلیٰ حضرت اور ان کے متبعین انھیں کے فتوے سے کیا ہوئے۔ العیاذ باللہ (حق پر کون؟ ص ۶۳، عظیم بک ڈپو دیوبند)

اسی طرح وہابی اسمعیلی دیوبندی نذر محمد لکھتا ہے:

مگر اس سب کے باوجود مولوی احمد رضا فرماتے ہیں جس نے نوشیرواں کو عادل جانا وہ کافر ہے جیسا کہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں لکھا ہوا ہے۔

نوشیرواں کو عادل اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہا تو کفر ہے ورنہ حرام ہے۔

(حوالہ ۲۱۔ ملفوظات اعلی حضرت ۸ حصہ چہارم، حسینی پریس بریلی وص، ۴۳۴، مکتبہ المدینہ)

تنبیہ: یہ ہے مولوی احمد رضا بریلوی کا دین ومذہب کہ اگر نوشیرواں کو عادل اس کے احکام کو حق جان کر کہا تو کفر ہے ورنہ حرام ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوشیرواں کو عادل کہا اور ظاہر ہے کہ آپ نے جھوٹ نہیں فرمایا بلکہ حق جان کر کہا مولوی احمد رضا بریلوی کے اس فتویٰ سے ہزار بار خدا کی پناہ سید عالم اور شیخ سعدی اور گلستان بوستان کو اچھی کتابیں جان کر پڑھنے والے سب کون ہوئے۔ اس ملفوظ میں مولوی احمد رضا بریلوی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سعدی پر نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ فتویٰ لگا دیا، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فتویٰ لگانے والے خود کافر ومردود ہیں۔

(عقائد بریلویت پر ایک نظر، ص ۲۰، مکتبہ نشر السنۃ یوپی)

قارئین کرام! دیکھ لیجئے وہابیہ اسمعیلیہ نے بغض اہل سنت میں کیسے کیسے کارنامے کئے ہیں۔اور فتووں کی کیسی بارش کی ہے۔

اولاً: جب یہ روایت ثابت ہی نہیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوشیرواں کو عادل فرمایا ہی نہیں۔ جب فرمایا ہی نہیں تو وہابی اسمعیلی دیوبندی حضرات نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بھی نہیں نکلے گا۔

ثانیاً: اگر بالفرض مان بھی لیا جائے تو بھی وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو وہابی اسمعیلی دیوبندی حضرات نے کوا بریانی کھا کر نکالا ہے۔ کیونکہ اگر مان بھی لیا جائے کہ اس پر اسم عادل کا اطلاق کیا ہے تو کس معنی میں کیا ہے وہ بھی اکابر علما کے علاوہ خود وہابیہ اسمعیلیہ نے بھی بیان کر دیئے ہیں۔

چنانچہ وہابی اسمعیلی دیوبندی لکھتا ہے:

بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے یہ شرعا بھی صحیح نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ یہ بات ممکن ہی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کو عادل کہیں، جو حکم الٰہی کے بغیر فیصلے کرنے والا مگر یہ وجہ اتنی مضبوط نہیں؛ کیوں کہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ حقیقت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو عادل نہیں کہا؛ بلکہ عام طور پر لوگوں میں وہ اسی حیثیت سے مشہور تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شہرت پر نظر کر کے یہ بات فرمادی۔ مگر یاد رہے یہ تیسری وجہ اور احتمال تبھی قابل گفتگو ہے، جب کہ اس کلام کا حدیث رسول ہونا ثابت ہو جائے لیکن جب ثابت ہی نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب ایسے احتمال کو منسوب کرنا بھی درست نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہ حدیث موضوع و باطل اور جھوٹی و بناوٹی ہے۔ چناں چہ تقریباً تمام ہی محدثین نے "لا أصل له، موضوع، کذب، باطل" ہی کہا ہے۔

(مروجہ موضوع روایات کا علمی جائزہ، ص 237، مکتبہ مسیح الامت دیوبند)

اسی طرح ایک اور دیوبندی لکھتا ہے:

(سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اور اگر صحیح بھی ہو تو کسری پر عادل ہونے کا اطلاق اس لئے کیا تاکہ جس نام کا وہ کسری خود دعوے دار تھا اسی نام کے ذریعہ اس کی پہچان کروائی جائے۔ نہ یہ کہ وہ واقعی صفت عدل سے متصف تھا، اور نہ اس کی گواہی دینا مقصود ہے۔ کیونکہ معتقدین کا کسری کے بارے میں اسی طرح کا اعتقاد تھا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "ان کے معبودوں نے انہیں فائدہ نہ دیا"۔ یعنی جو ان کے زعم کے مطابق معبود تھے، کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایسے شخص کو عادل کہا ہو جو اللہ کے حکم کے علاوہ حکم دے۔

(یونس جونپوری کا من گھڑت روایات پر تعاقب، ص ۲۰۳ تا ۲۰۹، مکتبہ عمر فاروق)

نوشیرواں کے کارنامے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

چنانچه بر زبانها مشهور ست که ولدت فی زمن ملک العادل و نزد محدثین این صحیح نیست و چون درست باشد وصف مشرک بعدل و حال آنکه شرک ظلم عظیم است قال الله تعالی ان الشرک لظلم عظیم و سیگویند که مراد بعدل نیجا

سیاست رعیت و دادستانی و فریادرسی ست که اهل عرف آنرا عدل میخوانندا ما جریان اسم عادل بر زبان سید انبیاء صلوات الله وسلامه علیه بعید ست۔

جیسا کہ زبانوں پر مشہور ہے کہ **ولدت في زمن الملك العادل** (میں بادشاہ انصاف پسند کے زمانہ میں پیدا ہوا) مگر محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ اور یہ کیسے درست ہوسکتا ہے کہ شرک کی صفت کے ساتھ عدل کی صفت کی جائے۔ حالانکہ شرک بذات خود ظلم عظیم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ان الشرك لظلم عظيم** (بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے) مؤرخین کہتے ہیں کہ عدل سے مراد رعایا کی دیکھ بھال فریادرسی اور دادرسی ہے جسے محاورہ میں عدل کہتے ہیں۔ لیکن اسم عادل کی ادائیگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے ہو، بہت بعید ہے۔

(مدارج النبوۃ فارسی، جلد۲، ص ۲۲۴، نوریہ رضویہ سکھر و مترجم، ص ۲۲۳، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

لیجئے! وہابی اسمٰعیلی دیوبندی کے ذہن میں جو کتا بندھا ہوا تھا اور جس کو لے کر یہ اہل سنت پر بھونک رہے تھے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دے دیا۔ اب وہابی اسمٰعیلی ہی بتائیں کہ اس بادشاہ کے شرک کو صحیح جاننا درست ہے اور شرک کو درست کہنے والا وہابیہ اسمٰعیلیہ کے نزدیک کافر نہیں ہوگا۔ اور کیا ایک مشرک کو عادل کہنا درست ہے حرام نہیں ہے۔ وہابی اسمٰعیلی جو بھی جواب دے اپنے گھر کی کتابیں کم از کم پڑھ کر دے ورنہ بعد میں جو ذلت و رسوائی اسے ملنی ہے اس کے لئے تیار رہے۔

وہابی اسمٰعیلی دیوبندی سلیمان ندوی لکھتا ہے:

ایرانیوں میں اس (نوشیرواں) کی عدل پروری اب تک مشہور ہے مگر اس کو یہ

مبارک لقب اپنے عزیزوں اور افسروں اور ہزاروں بے گناہ کے قتل کی بدولت ملا۔(سیرت النبی ج4 ص164)

یہ وہابی اسمٰعیلی دیوبندی تھانوی کا مرید ہے جو نوشیرواں کی عدل پروری بیان کر رہا ہے۔ وہابیہ اسمٰعیلیہ بتائیں کیا بے گناہ کے قتل کو درست سمجھنا کفر نہیں ہے؟ اگر ہے تو وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ اعتراض کیوں کر رہے ہیں؟ اور کفر نہیں ہے تو اپنے وہابیہ اکابرین کے کوئی ایک دو حوالے دے دیں جو یہ کہتے ہوں۔ پھر ہم آپ کو بتائیں گے کہ حقیقت کیا ہے اور یہ وہابی اسمٰعیلیہ جہنم میں کہاں جاتے ہیں۔ اسی طرح بے گناہوں کے قاتل کو عادل کہنا درست ہے حرام نہیں ہے۔؟

قارئین! حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ بیان کیا حق اور سچ بیان کیا لیکن وہابیہ اسمٰعیلیہ کیونکہ اپنی عادت خبیثہ سے مجبور ہیں لہٰذا انہوں نے بلا سوچے سمجھے اعتراض کر دیا اور یہ کوئی نیا کارنامہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے وہابیہ اسمٰعیلیہ کے دار دیو کے مہتمم جناب قاری طیب صاحب بھی یہی کارنامہ سر کر چکے ہیں اور حضرت علامہ مولانا شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ نے وہابیہ کے اس مبہوت کو اسی وقت وہ جوابِ لاجواب دیا کہ آج تک وہابیہ اسمٰعیلیہ اس کا جواب نہ دے سکے اور ان شاء اللہ قیامت تک اس کا جواب نہیں دے سکتے اور پھر ہم نے جو وہابیہ اسمٰعیلیہ کے ساتھ کیا ہے اگر اس کو ساتھ ملا لیا جائے تو وہابیہ کے اگر سارے مردوں کی گلے سڑی ہڈیاں بھی جمع ہو جائیں تو بھی جواب نہیں دے سکتے۔

ناصبیت اور دیوبندیت (قسط دوئم)

محمد ممتاز تیمور حفظہ اللہ تعالیٰ

الحمدللہ و کفٰی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین الصطفٰی۔ اما بعد!

اب ہم نورالحسن بخاری صاحب کا وہ خط اور اس کا تجزیہ آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

یزید (رض) کے مسلمان ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے جو لوگ اس زمانہ میں یزید کو کافر کہتے ہیں۔ ان کا اپنا ایمان مشتبہ ہے۔ (۲) البتہ فسق و فجور کے متعلق اختلاف ہے، بعض اکابر امت نے ان کے فسق کو تسلیم کیا ہے اور فاسق لکھا ہے۔

(۳) اس فسق و فجور کی مہم میں زیادہ تر تو اعدائے دین کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے

(رشید ابن رشید صفحہ نمبر 364، ابو یزید محمد دین بٹ، آئرن مرچنٹ، چوک شہید گنج، لنڈا بازار، لاہور- پاکستان)

اس حوالہ سے واضح ہوا کہ جو یزید کو کافر کہے اس کا اپنا ایمان مشتبہ ہے، اب دیکھئے اس کی زد میں کون کون آتا ہے، مفتی محمد حسن لکھتے ہیں:

بعض اکابر امت تو اس کے کفُر کے قائل اور اس پر لعنت کو جائز سمجھتے ہیں۔

(یزید اکابر علماء اہل سنت دیوبند کی نظر میں صفحہ نمبر 65)

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ بعض اکابر امت نے یزید کو کافر کہا ہے، تو نورالحسن بخاری صاحب کے فتویٰ کی رو سے ان سب کا اپنا ایمان مشتبہ ٹھہرا۔ ایسے ہی قاری طیب لکھتے ہیں:

امام احمد کے نزدیک قتل حسین میں یزید کا ہاتھ بلا شبہ کارفرما تھا کیونکہ امام احمد اسے فساد عظیم فرما کر یزید کو اس پر مستحق لعنت فرما رہے ہیں جس کے معنی یزید کے قاتل حسین ہونے کے صاف نکلتے ہیں خواہ امر قتل سے وہ قاتل ہے۔ یا رضا بالقتل سے قاتل ٹھہرے اسے بھی حکما قاتل ہی کہا جائے گا۔ (شہید کربلا صفحہ نمبر 146)

عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں:

امام احمد بن حنبل اور بعض دیگر اسلاف نے یزید پر لعنت بھیجی ہے اور ابن جوزی جو کہ سنت و شریعت کی حفاظت میں متعصب سمجھے جاتے ہیں، اپنی کتاب میں اسلاف سے یزید پر لعن کا قول نقل کیا ہے، اور تفتازانی نہایت جوش و خروش سے یزید اور اس کے انصار پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور بعض لوگ اس میں توقف و سکونت اختیار کرتے ہیں۔ (فتاوی عبدالحئی صفحہ نمبر 72)

ان نقل کردہ اقتباسات سے معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبل، ابن جوزی اور دیگر ائمہ نے یزید کی تکفیر کی ہے، اور نور الحسن کے فتویٰ سے ان کا اپنا ایمان متشبہ ہے، اور فسق کا قول بھی اعدائے دین کی جانب منسوب کیا، جس سے یزید کو فاسق کہنے والے دیوبندی دین کے دشمن کہلائے۔ بہر حال ان معروضات سے نور الحسن صاحب کا یزیدی ہونا واضح ہوگیا۔

منظور سنبھلی اور مولوی عتیق الرحمٰن سنبھلی

یہ دونوں باپ بیٹے بھی یزید کی محبت میں گرفتار تھے، مولوی عتیق الرحمٰن نے یزید کی حمایت میں ایک کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر تصنیف کی۔ یہ کتاب منظور سنبھلی کی خواہش اور ان کے ایما پر لکھی گئی۔ اس کا دیباچہ بھی منظور سنبھلی صاحب نے ترتیب دیا، اس

کتاب کی وجہ سے خود علمائے دیوبند نے ان حضرات پر تنقید کی۔ چنانچہ قاضی مظہر لکھتے ہیں

''مولانا سنبھلی کا یہ لکھنا بھی صحیح نہیں ہے کہ یزید کے بارے میں یہ فیض ان کو اپنے والدِ ماجد سے ملا ہے، بلکہ حمایتِ یزید کے بارے میں تو ان کا فیض ان کے والدِ ماجد کو ملا ہے، چنانچہ ان کے والدِ ماجد حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کا بیان ہے ....تبصرہ: حضرت مولانا نعمانی کے مندرجہ بالا بیان سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ یزید کے بارے میں ان کا جو سابقہ نظریہ تھا، اس کی اصلاح ان کو اپنے صاحبزادے مولانا عتیق الرحمن کے مندرجہ مضمون سے ہوئی، لیکن مولانا عتیق الرحمن اپنی تصنیف کے اِنتساب میں اس کے برعکس لکھ رہے ہیں (۲) حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی ایک علمی شخصیت ہیں، اور آپ کی تبلیغی اور تصنیفی بڑی خدمات ہیں، لیکن انہوں نے حسینؓ و یزید کی بحث میں جو دو باتیں یہاں بیان فرمائی ہیں، وہ ان کے علمی مقام سے بہت فروتر ہیں''

(ناقدانہ جائزہ، قسط اوّل، مشمولہ ماہنامہ حق چار یار، لاہور، صفحہ ۴۱، ۴۳، بابت نومبر ۱۹۹۲ء۔ ایضاً: ایک ناقدانہ جائزہ، صفحہ ۱۹۔۲۱، ۲۲، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور۔ اشاعت: جنوری ۲۰۱۴ء)

''اگر علمائے حق کی بغاوت کا وہی مطلب لیا جائے جو حضرت مولانا نعمانی نے لیا ہے، اور اس بغاوت پر فخر کیا جائے، تو پھر مولانا نعمانی اور ان کے صاحبزادے مولانا عتیق الرحمن سنبھلی کی یزیدیت کی ساری عمارت ہی دھڑام سے گر پڑتی ہے، کیونکہ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اسی حیثیت سے باغی تھے جس حیثیت سے علمائے حق انگریزی اِستبداد کے خلاف باغی تھے، تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اِقدام شرعاً صحیح تھا، اورانہوں نے (کافر نہ سہی) ایک فاسق و فاجر حکمران (یزید) کے خلاف بغاوت کی تھی، جو اہل السنت والجماعت کے لیے قابلِ فخر ہے"

(ناقدانہ جائزہ، قسط اوّل، مشمولہ ماہنامہ حق چار یار، لاہور، صفحہ ۴۴، بابت نومبر ۱۹۹۲ء۔ ایک ناقدانہ جائزہ، صفحہ ۲۴، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور۔ اشاعت: جنوری ۲۰۱۴ء)

"ہمارے خیال میں یہ مصنف موصوف کی اس بے ادبی، گستاخی اور بے اعتمادی کا نتیجہ ہے جو انہوں نے سلف وخلف صالحینِ اہلِ سنت کو حسینؓ و یزید کے قضیہ میں بڑی دیدہ دلیری سے شیعیت سے مُتَّہم کیا ہے (العیاذ باللہ)۔ ہم حیران ہیں کہ حضرت مولانا نعمانی نے جو اپنے صاحبزادے کی اس کتاب کی بھرپور تائید کی ہے۔ کیا انہوں نے مذکورہ زیرِ بحث عبارتیں سُنی نہیں ہیں، اور صاحبزادے کے فہم پر اعتماد کر کے اپنی تائید لکھوا دی، حالانکہ مولانا نعمانی مناظر بھی رہے ہیں۔ بعض احباب کا گمان ہے کہ حضرت مولانا نعمانی، صاحبِ فراش ہیں۔ امراض کا ہجوم ہے، سماعت اور بصارت بہت کمزور ہو چکی ہے، کہیں صاحبزادہ صاحب نے اپنی طرف سے ہی اپنے والدِ ماجد کا یہ بیان زینتِ کتاب نہ کر دیا ہو، لیکن میری رائے یہ ہے کہ یہ بیان حضرت مولانا کا ہی ہے جو انہوں نے اِملاء کرایا ہے"۔

(ناقدانہ جائزہ، قسط :۱، مشمولہ ماہنامہ حق چار یار، لاہور، صفحہ ۴۸، ۴۹، بابت نومبر ۱۹۹۲ء۔ ایک ناقدانہ جائزہ، صفحہ ۳۱، ۳۲، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور۔ اشاعت: جنوری ۲۰۱۴ء)

’’آپ کو اندازہ نہیں کہ آپ کی اس کتاب سے صحیح المسلک علما کتنے بیزار ہوئے ہیں، اور محمود احمد عباسی کے پیروکار، اور حامیانِ یزید کتنے خوش ہوئے ہیں کہ مرکز ’’الفرقان‘‘ سے ان کو تائید حاصل ہو گئی‘‘

(ناقدانہ جائزہ، قسط: ۳، مشمولہ ماہنامہ حق چاریار، لاہور، صفحہ ۳۳، بابت فروری ۱۹۹۳ء۔ ایک ناقدانہ جائزہ، صفحہ ۵۰، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور۔ اشاعت: جنوری ۲۰۱۴ء)

قاضی مظہر کے داماد اور سرفراز خان صفدر کے بیٹے عبدالحق بشیر قارن لکھتے ہیں:

’’مولانا نعمانی اور زیرِ نظر کتاب: مصنف نے آغازِ کتاب میں یہ تاثر دیا ہے کہ مذکورہ کتاب مولانا نعمانی مُدَّ ظِلُّہٗ کے ایما پر لکھی گئی ہے، مولانا مُدَّ ظِلُّہٗ کی نصف صدی سے زائد کی دِینی واِصلاحی اور تقریری وتحریری خدمات اور ان کے طرزِ استدلال کی روشنی میں یقین نہیں آتا کہ:

۱......جس شخص نے طویل عرصہ تک اکابر کی شخصی عبارات کے تحفظ کے لیے مناظرانہ جنگ لڑی ہو، وہ اکابر کی اِجماعی تحقیقات سے اِنحراف بھی کر سکتا ہے؟۔

۲......جس شخص نے جماعتِ اسلامی سے اپنی گہری وابستگی محض اس لیے ختم کر لی ہو کہ مودودی صاحب نے اسلافِ اُمت پر عدمِ اعتماد کا اظہار کر کے گمراہی کا راستہ اختیار کر لیا ہے، وہ خود اسی جُرم عدمِ اعتماد کا مرتکب بھی ہو سکتا ہے؟

۳......جس شخص نے اکابر کی تحقیقات کی روشنی میں اپنی تینتیس ۳۳ سالہ شخصی تحقیق (عدمِ سماعِ موتی) سے رُجوع کر لیا۔

(الفرقان، جمادی الاولیٰ، ۱۳۸۶ھ، ص ۳۲ حاشیہ) وہ اکابر کی تیرہ سوسالہ متواتر تحقیقات سے رُوگردانی بھی کرسکتا ہے؟

ان قرائن وواقعات کی روشنی میں ہم تو یہ یقین کرنے کے لیے تیار نہیں کہ مذکورہ کتاب کو مولانا نعمانی مُدَّ ظِلُّہٗ کی تائیدوتوثیق حاصل ہوگی، لیکن اگرخدانخواستہ بہ قول مصنف واقعی ان کی اس جدید تحقیق کو مولانا مُدَّ ظِلُّہٗ کی تائید حاصل ہے تو پھر مخالفین کا یہ امکانی اعتراض افسوس ناک اور پریشان کن ہوگا کہ مولانا نعمانی کے پاس تحقیقات پرکھنے کے لیے پیمانے جُدا جُدا ہیں۔ مودودی صاحب کی تحقیق پرکھنے کا پیمانہ الگ، اور صاحبزادہ صاحب کی تحقیق پرکھنے کا پیمانہ جُدا۔ فاضلِ بریلوی کی تحقیقات کے لیے پیمانہ اور، فاضل سنبھلی کی تحقیقات کے لیے پیمانہ اور۔ مودودی صاحب تاریخی حوالوں کی روشنی میں عثمانؓ ومعاویہؓ پر تنقید کریں تو گمراہی ، اور صاحبزادہ صاحب اسی تاریخ کے حوالہ سے نواسۂ رسولؐ اور نواسۂ صدیقؓ کی تنقیص کریں تو عین حق۔ فاضلِ بریلوی سلف سے ہٹ کر نظریات قائم کریں تو مناظرے، اور فاضلِ سنبھلی سلف کے خلاف کھلا اعلانِ بغاوت کریں تو شاباش و آفرین؟''۔

(ماہنامہ حق چار یار، لاہور، صفحہ ۳۳، بابت اکتوبر ۱۹۹۲ء۔ ایضاً: ایک ناقدانہ جائزہ، ص ۹۱ تا ۹۳، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور۔ اشاعت: جنوری ۲۰۱۴ء)

عبداللہ دیوبندی خطیب لال مسجد

عظیم الدین صدیقی دیوبندی نے یزید کی مدح میں ایک کتاب حیات سیدنا یزید شائع کی ،اس میں عبداللہ دیوبندی خطیب مرکزی مسجد اسلام آباد کا مندرجہ ذیل خط شائع کیا:

خط ملا۔ آج ہی شیخ القرآن سے بات کی کتاب "حیات سیدنا یزید" ان کو ابھی تک نہیں ملی ۔تبصرہ اور رائے کی درخواست بھی کی ، انہوں نے قبول فرمالیا۔ ویسے وہ بھی حضرت امیر یزید کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو ہمارا ہے لیکن میری طرح برملا اظہار وجوہ نہیں کرتے ۔ یہ مجبوری نا معلوم ہماری کب تک چلے گی؟ کوئی آنے والا نہیں ہے، ورنہ دستی کتب مزید منگواتا۔

(حیات سیدنا یزید، مجلس حضرت عثمان غنی، کراچی)

یہ تقریظ عبداللہ دیوبندی کی یزیدیت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے ،مگر کچھ دیوبندی اس مقام پر یہ کہتے ہیں کہ یہ خط جعلی ہے یا عبداللہ صاحب نے رجوع کرلیا تھا،اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو قاضی مظہر حسین نے اپنی کتاب مشاجرات صحابہ اور راہ اعتدال کی جلد دوئم میں درج کی ہے۔ ہم اس کے اقتباسات آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ،جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ علمائے دیوبند کی یہ تاویل ہرگز قابل مسموع نہیں۔

☼......جاری ہے......☼

سلسلہ: نقوش المظفرین

تحریر: ابوالہمّام محمد اشتیاق فاروقی مجدّدی حفظہ اللہ

الحمدللہ و کفی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین الصطفی۔ اما بعد!

قاطع نجدیت ضیغم اہل سنت مولانا حسن علی رضوی میلسی رحمۃ اللہ علیہ

قاطعِ کفر و بدعت، ضیغمِ اہلِ سنت، حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت ماہِ محرم الحرام 1937ء میں ہندوستان کے تاریخی شہر ہانسی کے ایک ایسے علمی و دینی خانوادے میں ہوئی، جو علم، تقویٰ، خدمتِ دین اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات کا امین تھا۔ آپ کے والدِ گرامی، حضرت مولانا محمد بشیر احمد قادری رضوی مصطفوی رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ محمد کریم الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے نیک سیرت، باعمل اور اہلِ سنت کے مخلص عالم دین تھے ۔انہیں حضور مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعتِ ارادت ونسبتِ روحانی کا شرف حاصل تھا۔ اس تعلقِ عقیدت اور روحانی وابستگی کا اندازہ حضور مفتیِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب سے بھی ہوتا ہے، جو آپ نے ضیغمِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرمایا:

"آپ کے والد محترم سلمہ ربہ و کرم کو داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کرلیا ہے
شجرہ مرسل ہے ان سے فقیر کا سلام مسنون فرما دیجئے۔"

(برہان صداقت بر دنجدی بطالت صفحہ 11، ناشر مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال، اشاعت: باراول)

ضیغمِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ کے آباء و اجداد قصبۂ مہم (ضلع انبالہ) سے ہجرت کر کے شہر ہانسی

میں آباد ہوئے، جہاں اس خانوادے نے علم و دین، تقویٰ وطہارت اور خدمتِ اسلام کی درخشاں روایات قائم کیں۔ حضرت ضیغمِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی دینی وعصری تعلیم کا آغاز بھی اسی شہر سے کیا۔ 1945ء میں آپ اسلامیہ پرائمری اسکول، ہانسی میں داخل ہوئے اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

1947ء میں قیامِ پاکستان کے بعد آپ اپنے والدین کے ہمراہ 1948ء میں پاکستان ہجرت کر کے میلسی میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہاں آپ نے دینی وعصری علوم کی تحصیل جاری رکھی اور مڈل تک کی تعلیم یہیں سے مکمل کی۔

بچپن ہی سے آپ کے قلب وذہن میں دینی علوم کے حصول کا غیر معمولی شوق موجزن تھا ۔ چنانچہ اسی شوقِ صادق نے آپ کو ملک کے ممتاز علمی مراکز تک پہنچایا۔ آپ کو جامعہ غوثیہ نعیمیہ، گجرات میں حکیمُ الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا، جہاں آپ نے مختلف علوم وفنون کی تحصیل کی اور ان کے علمی فیوض سے خوب مستفید ہوئے۔ اسی طرح جامعہ مظہرِ اسلام، فیصل آباد میں نائبِ اعلیٰ حضرت، حضور محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے صحاحِ حدیث اور دیگر کتبِ حدیث کا درس حاصل کیا، اسنادِ حدیث سے سرفراز ہوئے اور ان کے علمی فیوض وافادات سے مستفیض ہوئے۔

دورانِ تعلیم جودی رضوی مسجد، فیصل آباد میں آپ امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلکِ اعلیٰ حضرت اہلِ سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت میں نہایت اخلاص، استقامت اور انہماک کے ساتھ مصروفِ عمل رہے۔ یہی وہ

دور تھا جس میں آپ کی علمی، تبلیغی، تصنیفی اور اصلاحی خدمات کی بنیاد استوار ہوئی، اور آپ اہلِ سنت کے علمی و دینی حلقوں میں ایک باوقار، فعال اور متصلب عالمِ دین، ضیغمِ اہلِ سنت، قاطعِ نجدیت و دیوبندیت، اور باطل کے لیے شمشیرِ بے نیام کی حیثیت سے متعارف ہونے لگے۔

مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت اور باطل مذاہب و افکار کی تردید کے لیے آپ نے متعدد علمی جرائد و مجلّات جاری کیے۔ انہی میں مولانا مختار احمد نعیمی صاحب کے ساتھ مل کر داتا دربار، لاہور سے ماہنامہ "آستانۂ فیضِ عالم" کا اجرا فرمایا، جس نے تعلیماتِ اہلِ سنت کی اشاعت و ترویج، علمی و تحقیقی مضامین کی نشر و اشاعت اور دینی شعور کی بیداری میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

نیز حضور محدثِ اعظم پاکستان کے خلف اکبر، حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی صاحب کے حکم پر جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام، فیصل آباد کے ہفت روزہ "محبوبِ حق" میں نائب مدیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ بعد ازاں میلسی سے سہ ماہی "نورِ بصیرت" کا اجرا فرمایا، جس کے ذریعے تعلیماتِ اہلِ سنت کی نشر و اشاعت، دینی شعور کی بیداری اور باطل نظریات کی علمی تردید کا سلسلہ جاری رکھا۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ نے تدریس کے میدان میں قدم رکھا اور جامعہ مظہرِ اسلام، فیصل آباد تشریف لے گئے، جہاں حضور محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ سرپرستی مسندِ درس پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس علمی مرکز میں آپ نے بے شمار تشنگانِ علم کو علومِ دینیہ سے سیراب کیا، اور یہ مبارک سلسلۂ درس و

تدریس حضور محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے وصالِ مبارک تک بلا انقطاع جاری رہا۔
بعد ازاں آپ نے میلسی میں دینی تعلیم کے فروغ اور تعلیماتِ اہلِ سنت کی اشاعت کے لیے "جامعہ رضویہ سراجُ العلوم" کی بنیاد رکھی۔ بعد میں حضور محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر اس ادارے کا نام "مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباحُ العلوم" رکھ دیا گیا۔
اسی دوران آپ غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ملتان حاضر ہوئے اور جامعہ انوارُ العلوم کے فاضل، حضرت مولانا سید کاظم القادری صاحب کو میلسی تشریف لانے کی دعوت دی۔ چنانچہ ان کی تشریف آوری سے میلسی میں "مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوارِ احمد رضا" کا قیام عمل میں آیا، جو تعلیمِ دین، اشاعتِ مسلکِ اہلِ سنت اور تربیتِ علماء کا ایک اہم مرکز ثابت ہوا۔
تدریسی و انتظامی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ آپ مسجد فریدیہ، بلدیہ میونسپل پارک، میلسی میں امامت و خطابت کی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ یوں تدریس، دعوت، تبلیغ، اصلاحِ معاشرہ اور اشاعتِ تعلیماتِ اہلِ سنت آپ کی حیاتِ علمی و دینی کا نمایاں وصف بن گیا۔
مسلکِ اہلِ سنت کی اشاعت، ترویج اور تحفظ کے لیے آپ نے مختلف دینی و تبلیغی انجمنوں کی سرپرستی فرمائی۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر آپ نے "انجمن خدام الاولیاء" کی بنیاد رکھی، جس کا نام بعد ازاں "انجمن فدایانِ رسول" رکھ دیا گیا۔ اس انجمن کے اغراض و مقاصد میں اہلِ سنت کی علمی و دینی کتب کی اشاعت، مسلکِ اعلیٰ حضرت کا تعارف و فروغ، عوام میں صحیح اسلامی عقائد کی نشر و اشاعت، نیز مخالفین و معترضین کے بے بنیاد اعتراضات، شبہات اور علمی خیانتوں کا مؤثر، مدلل اور محققانہ رد شامل تھا۔ ان علمی، دعوتی اور تنظیمی مساعی

نے طلبہ، علما اور محققین میں احقاقِ حق، ابطالِ باطل اور مسلکِ اہلِ سنت کے علمی دفاع کا جذبہ بیدار کیا۔

آپ نے 1377ھ میں حضور محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت حاصل کیا۔ بعد ازاں حضور محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ چشتیہ صابریہ میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

1381ھ، بمطابق 30 اپریل 1962ء، بروز دوشنبہ، حضرت مولانا معین الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔

پھر 20 رمضان المبارک 1384ھ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتیِ اعظم ہند حضرت مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

علاوہ ازیں، ملک العلماء حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ، نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسرِ قرآن حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان المعروف جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ، اور برہانِ ملت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کو اجازت وخلافت کا شرف حاصل ہوا۔ یوں آپ اکابرِ اہلِ سنت اور خلفائے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے اور ان کی عطا کردہ اجازت وخلافت کے ذریعے علومِ شریعت وطریقت کی اشاعت، تربیتِ سالکین، اصلاحِ خلق اور مسلکِ اہلِ سنت کی ترویج میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔

احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے آپ نے متعدد بدعقیدہ افراد اور مخالفینِ اہلِ سنت

کے ساتھ علمی مباحثے اور مناظرے کیے، جن میں عبد الشکور دین پوری دیو بندی اور سلطان محمود مظفر گڑھی کے ساتھ ہونے والے مناظرے خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ وہ دوبارہ آپ کے مقابلے کی جرأت نہ کر سکے۔

اسی طرح جب مولانا غلام مہر علی گولڑوی چشتیاں شریف اور مولوی دوست محمد قریشی کے درمیان مختلف مسائل میں نوک جھونک ہوئی اور مولوی دوست محمد قریشی نے مناظرے کا چیلنج دیا، تو ضیغمِ اہلِ سنت نے اس کے جواب میں دس سوالات پر مشتمل ایک اشتہار شائع فرمایا۔ ان سوالات کا کوئی تسلی بخش جواب پیش نہ کیا جا سکا، چنانچہ مولوی دوست محمد قریشی مناظرے کے میدان میں آنے سے گریزاں رہے۔

آپ مجددِ دین وملت، عظیم البرکت، امامِ اہلِ سنت، الشاہ امام احمد رضا خان قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص عقیدت مند، جاں نثار اور مسلکِ اہلِ سنت کے نہایت متصلب عالمِ دین تھے۔ امامِ اہلِ سنت، مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو گہری قلبی وابستگی اور والہانہ عقیدت حاصل تھی۔ اسی جذبۂ محبت کے تحت آپ نے متعدد مرتبہ بریلی شریف حاضر ہو کر اپنی علمی و روحانی نسبت کا اظہار کیا۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت، اہلِ سنت و جماعت کی اشاعت، ترویج، تحفظ اور استحکام کو آپ نے اپنی دینی و علمی زندگی کا بنیادی مقصد بنایا اور عمر بھر اسی میدان میں سرگرمِ عمل رہے۔

دفاعِ اہلِ سنت اور ردِ باطل آپ کی علمی خدمات کا نمایاں باب ہے۔ جب بھی باطل افکار، گمراہ کن نظریات یا بدعقیدہ عناصر کی جانب سے اہلِ سنت کے عقائد و مسلک پر اعتراضات سامنے آتے، آپ علمی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے قلم اٹھاتے اور مضبوط

دلائل، محققانہ استدلال اور مستند حوالہ جات کے ساتھ ان کا مدلل جواب دیتے۔ اس سلسلے میں آپ نے متعدد علمی و تحقیقی تصانیف یادگار چھوڑیں، جبکہ مختلف دینی جرائد و مجلّات میں بھی گراں قدر مقالات تحریر کیے۔ آپ کی یہ علمی کاوشیں آپ کے عمیق مطالعہ، تحقیقی بصیرت، مسلکی تصلب اور دفاعِ عقائدِ اہلِ سنت سے غیر متزلزل وابستگی کی آئینہ دار ہیں۔

آپ کی تصانیف کی تعداد 850 سے زائد ہے، جن میں سے تقریباً ایک سو کتابیں زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ ان میں سے چند معروف تصانیف درج ذیل ہیں:

1......محاسبۂ دیوبندیت بجواب مطالعۂ بریلویت: یہ خالد محمود مانچسٹروی کی کتاب مطالعۂ بریلویت کا مدلل جواب ہے۔ اس کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں، جبکہ باقی جلدیں اشاعت کی منتظر ہیں۔ یہ کتاب متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

2......قہرِ خداوندی بر دھماکہ دیوبندی: یہ علامہ ارشد القادری صاحب کی کتاب زلزلہ کے جواب میں لکھی گئی ایک دیوبندی مولوی کی کتاب دھماکہ کا دندان شکن جواب ہے۔ یہ کتاب متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

3......الفتنۃ الکبریٰ المعروف شیطان کے سینگ: اس کتاب میں رائے ونڈی جماعت کے عقائدِ باطلہ اور نظریاتِ فاسدہ کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ انجمن انوار القادریہ، کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

4......احسن التحریر علیٰ اخبث التقدیر، یعنی آئینۂ صداقتِ اہلِ سنت: یہ دیوبندی مولوی عبید الرحمٰن اور یوسف رحمانی دیوبندی کی جانب سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کیے گئے الزامات و افترآت کا مدلل جواب ہے۔ یہ ادارہ غوثیہ رضویہ، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

5......التحریر فی التعبیر المعروف جوابِ خواب: یہ دیوبندی اعتراض کا مدلل جواب ہے، جس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کے متعلق بے جا اعتراض کیا گیا تھا۔ یہ انجمن انوار القادریہ، کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

6......برہانِ صداقت بر نجدی بطالت: یہ دیوبندی مولوی محمد عمر قریشی کی کتاب سیفِ حقانی کا مدلل جواب ہے۔ یہ مکتبہ فریدیہ، ساہیوال اور انجمن انوار القادریہ، کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

7......آئینۂ حق و باطل: یہ دیوبندی مولوی ریحان الدین قاسمی کی کتاب بریلی کا نیا دین کا مدلل جواب ہے۔ یہ کتاب متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

8......اکابرِ دیوبند اپنے آئینہ میں: اس کتاب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کیے جانے والے اس اعتراض "کہ آپ بے جا تکفیر کرتے" کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ یہ رضا پبلی کیشنز، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

9......برقِ آسمانی بر فتنۂ شیطانی: یہ مولوی یوسف رحمانی کی کتاب سیف رحمانی علیٰ عنقِ رضا خانی کا مدلل جواب ہے۔ یہ البرہان پبلیکیشنز، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

10......شانِ نورانیت و بشریت کا بیان: یہ جامعہ رضویہ انوار القادریہ، میلسی سے شائع ہوئی ہے۔

11......اہلِ سنت کی یلغار بجواب اہلِ حدیث کی پکار: یہ جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت پاکستان، کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

12......انوار الحق بجواب اظہار الحق: یہ محمد حنیف نامی شخص کے رسالہ اظہار الحق "جس

میں علمِ غیب اور نمازِ جنازہ کے بعد دعا پر اعتراضات کیے گئے تھے" کا مدلل جواب ہے،۔ یہ حافظ علی گوہر، قصبہ محمد شاہ، میلسی کے زیرِ اہتمام ہمدرد پرنٹنگ پریس، ملتان روڈ سے شائع ہوئی ہے۔

13......اثباتِ مزارات: یہ انجمن انوار القادریہ، کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

14......کونڈوں کی فضیلت بجواب کونڈوں کی حقیقت: یہ ایک اشتہار کا مدلل جواب ہے۔ یہ جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت پاکستان، کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

15......مظہرِ اعلیٰ حضرت، شیرِ بیشۂ اہلِ سنت: یہ حضرت مولانا حشمت علی خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وخدمات پر مشتمل تذکرہ ہے۔

16......محدثِ اعظم پاکستان: یہ حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وخدمات پر مشتمل تذکرہ ہے، جو انجمن انوار القادریہ، کراچی سے شائع ہوا ہے۔

17......مناقبِ مجددِ اعظم (نغماتِ رضا): انجمن انوار القادریہ، کراچی۔

18......وصایا شریف پر اعتراضات کے جوابات: انجمن انوار القادریہ، کراچی۔

اس کے علاوہ آپ کی دیگر تصانیف میں (19) حسام الحرمین کی حقانیت صداقت و ثقاہت (20) نورِ مجسم یا البشر مثلکم (21) تنبیہ الجہال (22) اکابرِ دیوبند کا تکفیری افسانہ (23) سیف الجبار علی متن الافتخار (24) جرم وسزا (25) اظہارِ حقیقت (26) ضربِ کبیر (27) قرآن اور دیوبندی مولویوں کا ایمان (28) تحقیقی تعاقب (29) مجددِ اعظم اصطلاحِ مسلکِ اعلیٰ حضرت (30) عجائب انکشاف (31) آئینۂ شفاف محدثِ اعظم پاکستان (32) امامِ اہلِ سنت محدثِ

اعظم پاکستان کا عالمگیر علمی وروحانی فیضان (33) مناظرۂ بریلی نصرتِ خداداد معہ تقدیمِ رضوی (34) محاکمہ کا محاسبہ (ردِ طاہر القادری (35) بیس تراویح؛ چیلنج پر چیلنج (36) لاؤڈ اسپیکر پر نماز معہ تحقیقاتِ اکابرِ اہلِ سنت (37) تقدیمِ رضوی بر قولِ فیصل (38) آئینۂ نجد و دیوبند (39) ایک غلط فہمی کا ازالہ (40) تین اعتقادی رشتے بجواب تین خونی رشتے (41) گستاخوں سے اتحاد و اشتراک (42) اور دیوبندی مولویوں کے عقائدِ باطلہ کی ننگی تصویر شامل ہیں۔

آپ کے صاحبزادگان کے نام یہ ہیں: مولانا مفتی سردار احمد رضا مصطفوی رضوی، مولانا مفتی انوار احمد رضا مصطفوی رضوی (خلیفۂ مفتیِ اعظم ومجاہدِ ملت)، مولانا دلدار احمد رضا برہانی رضوی، صاحبزادہ اقمار احمد رضا قادری اختری، صاحبزادہ حامد رضا قادری اختر القادری ،صاحبزادہ مصطفیٰ رضا قادری، اور صاحبزادہ دیدار احمد رضا قادری ترابی۔

آپ 21 جون 2026ء، بمطابق 6 محرم الحرام 1448ھ، کو اس فانی دنیا سے پردہ فرما گئے۔آپ کی نمازِ جنازہ 22 جون 2026ء، بروز پیر، کمیٹی باغ میلسی میں ادا کی گئی ،جس کے بعد آپ جامعہ انوارِ رضا، میلسی میں آرام فرما ہوئے۔اللہ عزوجل آپ کے درجات بلند فرمائے، آپ کی دینی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور آپ کو جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین۔

آپ کی حیات و خدمات پر آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر مفتی انوار احمد رضا مصطفوی رضوی (خلیفۂ مفتیِ اعظم ومجاہدِ ملت) نے "سوانح عمری: آئینۂ حیاتِ ضیغمِ اہلِ سنت اقتباس" کے نام سے ایک جامع کتاب ترتیب دی ہے، جو مکتبہ مدینۃ النور، گوجرانوالہ سے

شائع ہو کر، ان شاء اللہ، جلد منظرِ عام پر آئے گی۔

ماخذ و مراجع: جہان مفتی اعظم ہند۔ برہان صداقت بر دنجدی بطالت، مضمون کچھ مصنف کے بارے میں، غلام مصطفیٰ عجمی، مکتبہ فریدیہ ساہیوال۔ برہان صداقت بر دنجدی بطالت، مضمون کچھ مصنف کے بارے میں، علامہ سردار احمد رضا مشرف القادری، انجمن انوار القادریہ کراچی۔ مفتی اعظم اور ان کے خلفاء جلد اول، محمد شہاب الدین رضوی، رضا اکیڈمی بمبئی۔

11 جولائی 2026ء بروز ہفتہ

اثر ابن عباس اور تحذیر الناس میں انکار ختم نبوت (قسط دوئم)

محمد ممتاز تیمور قادری حفظہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوۃ و السلام علیک یارسول اللہ

تحذیر الناس کا موضوع

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

اس صورت حال سے یہ حقیقت واضح ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام کی کتاب تحذیر الناس ختم نبوت پر لکھی ہوئی کتاب نہیں بلکہ ایک دوسرے موضوع پر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت میں بیان کردہ سات زمینوں اور سات آسمانوں میں امر الٰہی کیسے اترتا رہا اور یہ کہ سورۃ الطلاق کی اس آیت کی تفہیم کیا ہے؟ (مطالعہ بریلویت جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 14)

ڈاکٹر صاحب نے اس مقام پر حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بات تسلیم کی ہے کہ تحذیر الناس کا موضوع ختم نبوت نہیں تھا، بلکہ قاسم نانوتوی صاحب کی یہ کتاب اثر ابن عباس کے متعلق تحریر کی گئی تھی۔ لیکن آج تک علمائے دیوبند کی جانب سے یہی راگ الاپا گیا کہ تحذیر الناس ختم نبوت پر لکھی گئی اچھوتی کتاب ہے، چنانچہ عبد القدوس ترمذی لکھتے ہیں:

ختم نبوت کے عظیم اور اہم عنوان پر حضرت نانوتوی نے اپنی کتب میں بہت سے مقامات پر کلام فرمایا ہے اور خاص اس موضوع پر تحذیر الناس بھی تحریر فرمائی ہے، (حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت صفحہ نمبر 7، مئی 2012، جامعۃ الطیبات للبنات الصالحات، گوجرانوالہ)

سیف الرحمٰن قاسم لکھتے ہیں:

حضرت نانوتوی کا ایک کمال یہ ہے کہ انہوں نے اس موضوع پر اُس زمانے میں کام کیا جب ہندوستان میں خود کو مسلمان کہنے والا کوئی شخص ختم نبوت کا منکر نہ تھا۔ اگر ان کی زندگی میں یہ فتنہ اٹھتا تو خدا جانے وہ کیا کچھ کر گزرتے۔ ان کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے اعلان اور اس کے اظہار کے لئے بہانے کی تلاش میں رہتے تھے قبلہ نما، انتصار الاسلام اور مباحثہ شاہجہانپور وغیرہ (جن کے مفصل حوالہ جات آرہے ہیں) کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ اور کتاب تحذیر الناس کا تو موضوع ہے ہی شان رسالت اور ختم نبوت کا بیان۔ اس اعتبار سے مولانا کو ہندوستان میں تحریک تحفظ ختم نبوت کا بانی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا (حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت صفحہ نمبر 15، مئی 2012، جامعۃ الطیبات للبنات الصالحات، گوجرانوالہ)

ہمارے پاس اس قسم کے بے شمار حوالہ جات ہیں جہاں علمائے دیوبند یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تحذیر الناس ختم نبوت کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ اب یا تو ڈاکٹر صاحب کا قلم کذب بیانی پر آمادہ ہے، یا اس جرم کا بوجھ دیگر علمائے دیوبند کے کھاتے میں ڈالا جائے گا، اس کا فیصلہ تو ہم علمائے دیوبند پر ہی چھوڑتے ہیں اور قارئین کی توجہ خالد محمود صاحب کے قلم کی عیاری کی جانب مبذول کرواتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ دعویٰ انتہائی سوچ سمجھ کر کیا ہے تا کہ قارئین کو یہ باور کرایا جاسکے کہ جب تحذیر الناس کا موضوع ہی ختم نبوت نہیں ہے تو پھر یہ دعویٰ کہ نانوتوی صاحب نے اس عقیدہ کا انکار کیا ہے، درست نہیں۔ جبکہ ہمارے

معاند کی یہ جدو جہد امانت و دیانت کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ موصوف کے اس دعویٰ کی قلعی کھولنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم تحذیر الناس کے مکمل پس منظر اور اس پر اہل سنت کے اعتراض کو واضح کرتے جائیں، تاکہ معاملہ واضح ہو سکے۔

قاسم نانوتوی اور تحذیر الناس پس منظر

محمد علی جالندھری صاحب لکھتے ہیں:

"انگریز ملک پر قابض ہوا۔ ۱۸۵۷ سے ۱۸۶۹ء تک بارہ سال کے عرصہ کے بعد انگریزوں نے لندن سے ایک کمیشن بھیجا تھا ہندوستان میں اس بات کی تحقیق کے لئے کہ "ہم نے جنگ جیت لی۔ ہمارا ہندوستان پر قبضہ ہو گیا اس بارہ سال کے عرصہ میں مسلمانوں نے ہماری حکومت مان لی یا نہیں۔ وہ جو ہمارے ساتھ آزادی کی جنگ انہوں نے لڑی تھی۔ اس کے اثرات کیا ہیں، اور ان کے دلوں کے کیا جذبات ہیں اور ان کے حالات کیا ہیں" اس کمیشن نے ایک سال ہندوستان کا دورہ کیا۔ اس کے بعد وہ کمیشن واپس چلا گیا۔ ہندوستان میں ۱۸۷۰ء میں وائٹ ہال میں میٹنگ ہوئی۔ جس میں انہوں نے اپنی رپورٹ پیش کی....... کمیشن کی رپورٹ یہ تھی کہ مسلمانوں کا یہ مذہبی عقیدہ ہے کہ کسی غیر ملکی کے ماتحت نہیں رہ سکتے۔ ان کا مذہب اجازت نہیں دیتا کہ وہ مسلمان غیر مسلم حکومت کے تابع رہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں میں ولولہ جہاد موجود ہے۔ یہ کسی طرح کسی درجے تک بھی کم نہیں ہوا۔ ۱۸۵۷ء میں جو جذبہ جہاد ان لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا تھا وہ جوں کا توں موجود ہے۔ جب بھی کوئی لیڈر مسلمانوں کو مل گیا تو ۱۸۵۷ء

والے حالات پیدا ہو جائیں گے" (پادریوں کی رپورٹ) پادریوں کی رپورٹ مندرجہ ذیل ہے "ہندوستان کے مسلمان پیروں کو بہت مانتے ہیں۔ہم نے ہندوستان پر قبضہ جب کیا تھا تو مسلمانوں میں کچھ غدار تلاش کئے تھے۔ان غداروں کے مل جانے کی وجہ سے ہم ہندوستان پر قابض ہوئے تھے۔وہ غدار سیاسی اور فوجی حیثیت کے تھے جو حاصل کئے گئے تھے.....اب قبضہ ہمارا ہو چکا ہے اور ہندوستان کے ہر چپہ چپہ پر ہم قابض ہو چکے ہیں۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہبی نقطہ نگاہ سے مسلمانوں میں غدار تلاش کیا جائے۔اگر کوئی غدار مل جائے تو اس سے نبی ہونے کا دعویٰ کرا دیا جائے اور راس کی نبوت کو سرکاری امداد سے کامیاب کیا جائے۔اس صورت میں ہندوستان کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے"

(خطبات ختم نبوت ج ۲ ص ۲۰۷ تا ۲۰۹)

منظور چنیوٹی لکھتے ہیں:

"انگریز نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب برصغیر میں اپنا پنجہ استبداد اچھی طرح گاڑ لیا۔تو انگریز نے اپنے قبضہ کو طول دینے اور استحکام حاصل کرنے کی خاطر کئی مختلف اقدامات کئے۔اس نے ایک کمیشن مقرر کیا۔سر ولیم ہنٹر کمیشن کی رپورٹ کے مطابق انہیں ایک ایسے آدمی کی ضرورت محسوس ہوئی جو مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کرے اور زبان وقلم سے جہاد کی منسوخی کا اعلان کرے۔اور انگریز کی اطاعت فرض قرار دینے کی خدمت سرانجام دے۔اس خدمت کے لئے ان کی نظر انتخاب قادیان کے ایک قدیم وفادار خاندان پر

پڑی۔مرزا اغلام مرتضیٰ کا بیٹا آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے انگریز کی اس طلب پر لبیک کہی'' (مقالات ختم نبوت ص ۵۳)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ برٹش گورنمنٹ نے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے اور جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے ایک نبی کھڑا کیا، مگر اس سے پہلے اس کی راہ ہموار کی گئی۔اسی سلسلہ کی ایک کڑی تحذیر الناس ہے، اس رسالہ کا بظاہر پس منظر یوں ہے کہ دہلوی صاحب کی عبارت جو ہم اوراق سابقہ پر نقل کر چکے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظیر کے ممکن ہونے پر دلالت کرتی تھی۔مولانا فضل حق خیر آبادی (ف ۱۲۷۸ھ ۱۸۶۱ء) نے تقویۃ الایمان کی ایک عبارت ''اس شہنشاہ کی تو یہ شان.....کے برابر پیدا کر ڈالے'' پر امتناع النظیر اور امکان نظیر کی بحث چھیڑی اور ایک مختصر سا رسالہ اس کے رد میں لکھا'' (احسن نانوتوی ۹۴) جس کی تفصیل ہم اوراق سابقہ میں رقم کر چکے ہیں۔اس عبارت کی تائید میں دیوبندی امام قاسم نانوتوی نے ایک کتاب تحذیر الناس لکھی اور اس میں اثر ابن عباس پیش کیا، قاسم نانوتوی دیوبندی کی اس کتاب نے بھی اس شورش میں مزید اضافہ کیا، لیکن اس کتاب کی اس وقت کے جید علما و اکابرین اہل سنت نے سخت مخالفت کی، تحذیر الناس کے متعلق مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

''اسی زمانہ میں ''تحذیر الناس'' نامی رسالہ کے بعض دعاوی کی وجہ سے بعض مولویوں کی طرف سے خود سیّدنا الامام الکبیر پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری تھا''۔

(سوانح قاسمی ج ا ص ۳۰۷، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

ایسے ہی دیوبندی ترجمان لکھتا ہے:

"آپ (نانوتوی) کے زمانہ میں ہی یہ کتاب معرکۃ الآراء بن گئی تھی۔ متعدد حضرات نے اس پر اعتراضات کئے تھے" (ندائے دارالعلوم ۱۴۳۶ھ صفر ص ۳۸)

اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے ملفوظات میں ہے:

"جس وقت مولانا (نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحئی کے"

(ملفوظات حکیم الامت ج ۵ ص ۲۹۶، افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۲۵۲، سن طباعت ۱۹۸۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

یہی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''اسی طرح مولانا محمد قاسم نانوتوی نے کتاب تحذیر الناس لکھی تو سب نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کی مخالفت کی''

(قصص الاکابر ص ۱۶۱، سن طباعت ۱۴۳۲ھ، تالیفات اشرفیہ ملتان)

یہی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا نانوتوی ایک بزرگ سے ملنے کے لئے ریاست رامپور تشریف لے گئے ...... جب رام پور پہنچے تو وہاں وارد و صادر کا نام اور پورا پتہ وغیرہ داخلہ شہر کے وقت لکھا جاتا تھا حضرت نے اپنا نام خورشید حسن (تاریخی نام) بتایا اور لکھا دیا اور ایک نہایت ہی غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے۔ اس میں بھی ایک کمرہ چھت پر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ''تحذیر الناس'' کے خلاف اہل بدعات میں ایک شور برپا تھا۔

مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں''

(ارواح ثلاثہ ص ۲۰۱، حکایت نمبر ۲۶۳، اسلامی کتب خانہ، اردو بازار لاہور)

خود قاسم نانوتوی دیوبندی نے بھی اپنی تکفیر کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ کہتے ہیں:

''دہلی کے اکثر علماء (مولانا نذیر حسین محدث کے علاوہ) نے اس نکارہ کے کفر پر فتویٰ دیا ہے''

(قاسم العلوم ص ۳۰۸۔۳۰۹، حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص ۳۳۲)

نانوتوی صاحب مزید فرماتے ہیں:

''مفتیان دہلی وغیرہ جو کچھ میری نسبت بوجہ تحذیر الناس فرماتے ہیں تہمت ہی لگاتے ہیں، یہ شور عالمگیر جس میں بجز تکفیر و تضلیل قاسم گناہ گار اور کچھ نہیں''۔

(تنویر النبراس ص ۲۳، حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص ۳۳۱)

جن حضرات نے قاسم نانوتوی کی تکفیر کی تھی، وہ کوئی بریلوی نہیں تھے بلکہ سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو اس وقت تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے ان علما کے متعلق نانوتوی صاحب کی رائے بھی قابل غور ہے، وہ فرماتے ہیں:

''کیونکہ میں ان (لوگوں) کو اس زمانے کے اہل ایمان کا رہنما جانتا ہوں''۔

(قاسم العلوم ص ۳۰۹)

خالد محمود دیوبندی صاحب نے رسالہ ابطال اغلاط قاسمیہ کے حوالے سے لکھا:

''حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی بعض نادر تحقیقات اور علمی ترقیقات بعض علماء کو پسند نہ آئیں یا انہوں نے بعض روایات کو کمزور جانا اور نہ چاہا کہ ان سے استدلال

کیا جائے تو انہوں نے حضرت کے خلاف رسالہ ابطال اغلاط قاسمیہ لکھا جو ۱۳۰۰ھ میں بمبئی کے ایک مطبع سے شائع ہوا مولانا ارشاد حسین رام پوری اور مولانا فضل رسول بدایونی کے جانشین مولانا عبدالقادر بدایونی کے بھی اس پر دستخط ہیں ان میں سے کسی صاحب نے مولانا محمد قاسم صاحب پر فتویٰ کفر نہیں دیا نہ انہیں ختم نبوت کا منکر کہا لے دے کر بعض عبارات کا لزوم ثابت کیا"۔

(مطالعہ بریلویت ج ۳ ص ۲۹۸)

خالد محمود دیوبندی نے یہ تو تسلیم کرلیا کہ ان علما حضرات نے لزوم کفر کا فتویٰ تو دیا تھا اور جہاں تک یہ مغالطہ کہ انہوں نے ختم نبوت کا منکر نہیں کہا تو اس پر عرض ہے کہ جناب پھر انہوں نے لزوم کفر کس چیز کا ثابت کیا ہے؟ ذرا اس راز سے بھی پردہ اٹھایئے ،اور اگر خالد محمود دیوبندی نے اس رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا ہوتا تو ایسی غیر تحقیقی بات نہ کرتے ،اس رسالہ میں واضح طور پہ موجود ہے:

"در معنی منکر ختم نبوت اند" (رسالہ ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۷)

کیوں مانچسٹری صاحب ! کچھ افاقہ ہوا یا مرض جوں کا توں برقرار ہے،اس پر عبدالحئی لکھنوی صاحب کے دستخط بھی موجود ہیں (ابطال اغلاط قاسمیہ ۳۹) اور علامہ لکھنوی کا موقف تکفیر کا ہے،۔ خیر ہم اس رسالہ کے حوالہ سے تفصیلی بحث آئندہ جلد کے جواب تک موقوف رکھتے ہیں اور موضوع کو آگے بڑھاتے ہیں۔ مولانا فضل حق خیر آبادی نے جب تقویۃ الایمان کی عبارت "اس شہنشاہ کی تو یہ شان۔۔۔۔۔ کے برابر پیدا کر ڈالے" پر امتناع النظیر اور امکان نظیر کی بحث چھیڑی اور ایک مختصر سا رسالہ اسکے رد میں لکھا" (احسن

نانوتوی ۹۴) تو دیوبندی امام قاسم نانوتوی نے ایک کتاب تحذیر الناس لکھی اور اس میں اثر ابن عباس پیش کیا، جو نہ صرف سند کے لحاظ سے شاذ منکر وضعیف ہے، بلکہ اس کا متن بھی ختم نبوت کے خلاف ہے۔ سلیم اللہ خان دیوبندی لکھتے ہیں:

''جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے.....تو محدثین کے اصول سے یہ روایت شاذ ہے، قابل اعتبار اور صحیح نہیں شمار کی گئی''۔

(کشف الباری عما فی صحیح البخاری، جزء بدء الخلق ص ۱۱۲)

ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

''امام بیہقیؒ نے ابن عباسؓ کی اس روایت کے راویوں کے معتبر ہونے کے باعث اسناد کو قابل اعتبار تو کہا مگر محدثین واصولیین کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر احادیث معروفہ کے خلاف ہے اس وجہ سے شاذ اور معلول ہے اور احادیث شاذ کو محدثین نے حجت نہیں سمجھا''۔

(معارف القرآن ج ۸ ص ۱۶۰، مکتبہ الحسن، لاہور ۹)

سیف الرحمٰن قاسم دیوبندی لکھتے ہیں:

''اس حدیث کا مفہوم ظاہری نظر میں عقیدہ ختم نبوت کے معارض ہے اب اگر اس حدیث کو لیا جائے تو ختم نبوت کا انکار نظر آتا ہے''

(حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص ۲۷۴، جامعہ الطیبات للبنات الصالحات، کالج روڈ گوجرانولہ)

ان تمام حوالہ جات سے ہمارے دعویٰ کی تصدیق ہوگئی کہ یہ اثر شاذ و مردود ہے، لیکن اس

کے باوجود دیوبندی حضرات نے اس کی صحت کے ترانے پڑھے، جس پر اس وقت کے علما نے انہیں خبردار کیا، مولوی احسن نانوتوی نے جب اس اثر کی تائید کی تو مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں تنبیہ کی۔ سیّد شجاعت علی شاہ گیلانی لکھتے ہیں:

"لیکن پھر بھی مولوی نقی علی خان نے اپنی علیحدہ حسین باغ میں نماز پڑھائی اور نماز کے بعد اثر ابن عباس کی صحت تسلیم کرنے کی وجہ سے مولانا محمد احسن نانوتوی کی تکفیر کی"

(تحذیر الناس ایک تحقیقی مطالعہ ص ۱۷، ادارہ تحقیقات اہل سنت، بلال پارک، بیگم پورہ، لاہور)

اتنی تنبیہ کے باوجود ان حضرات نے اپنی ہٹ دھرمی کو نہ چھوڑا اور احسن نانوتوی صاحب نے اس اثر کو قاسم نانوتوی صاحب کی خدمت میں پیش کیا، اس پر جناب نے "تحذیر الناس"، لکھی، جس کی بنیادی وجہ ختم نبوت پر نقب لگانا تھا، اگر ہمارا یہ دعویٰ کسی کو ہضم نہ ہو تو اس پر بھی ہم علماء دیوبند کی گواہی پیش کئے دیتے ہیں، ڈاکٹر رشید احمد جالندھری لکھتے ہیں:

"مزید یہ کہ بعض ممتاز علماء ختم نبوت کی بحث میں لفظ "بالفرض" اور "اگر" کا سہارا لیتے ہوئے لکھ گئے کہ "بالفرض" اگر رسول اکرم کے بعد بھی کوئی نبی آجائے تو اس سے آپ کے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہونے پر کوئی حرف نہیں آئے گا، ختم نبوت پر لکھتے ہوئے "نکتہ آفرینی" پیدا کرنے کی یہ کوشش ایک نئی مذہبی بحث کا موجب بن گئی۔ غرضیکہ سیاسی اور اقتصادی طور پر ایک شکست خوردہ جماعت کے عام مذہبی تصورات اور علمائے وقت کے سقیم اور لاطائل مجادلات نے مرزا غلام احمد

قادیانی اوران کے ساتھی حکیم نورالدین صاحب کے فکری اور نفسیاتی سانچے کو تیار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا''۔ (دارلعلوم دیوبند ایک ناقدانہ جائزہ ص ۱۷۹)

اس حوالہ بالا سے واضح ہوا کہ مرزا قادیانی کو بنیادی سانچہ جس شخصیت نے فراہم کیا اسے دنیا قاسم نانوتوی کے نام سے جانتی ہے، جناب نے جس فرقے کی بنیاد رکھی اسے "دیوبندیت" کہا جاتا ہے، موصوف اس مخصوص مکتبہ فکر کے بانی ہیں، جیسا کہ مناظر احسن گیلانی دیوبندی لکھتے ہیں:

''جس کا مطلب یہی ہوا کہ نظریہ عدم تقلید کے امام الائمہ اس وقت موجود تھے، جب دیوبندی تحریک کے بانی ابھی بارہ ساڑھے بارہ سال کی عمر سے متجاوز نہ ہوئے تھے'' (سوانح قاسمی ج ا ص ۲۱۹)

انظر شاہ کاشمیری رقم طراز ہیں:

''حضرت نانوتوی علیہ الرحمۃ صرف ازہر الہند دارالعلوم دیوبند کے بانی نہیں بلکہ فکر کے امام ہیں'' (حیات محدث کاشمیری ص ۳۸)

انور شاہ کاشمیری کہتے ہیں:

''ہم نے عقائد میں تو امام تسلیم کیا ہے حضرت مولانا نوتوی کو اور فروع میں امام تسلیم کیا ہے حضرت حافظ مولانا رشید احمد گنگوہی کو اور دونوں سے ہم کو صاف اور مبیض علم ملا تو اب معلوم ہوا کہ دیوبندیت منحصر ہے۔ ان دونون بزرگوں کی اتباع میں'' (المہند علی المفند ص ۱۷۵)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دیوبندیت کی بنیاد قاسم نانوتوی صاحب نے

رکھی، جس میں ان کی معاونت رشید احمد گنگوہی صاحب نے کی، ان حضرات نے تقلید کا لبادہ تو اوڑھا مگر نظریاتی طور پر یہ حضرات اسماعیل دہلوی صاحب سے مستفید تھے، چنانچہ گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

"مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنیوالے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے [حالانکہ یہ جھوٹ ہے۔ از ناقل]۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاءہ الا المتقون اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ا ص ۲۱)

یہی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"کتاب تقویۃ لایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اور حدیث سے ہیں اور اسکا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب ہے اجر کا اس کے رکھنے جو کفر کہتا ہے خود یا کافر ہے یا بدعتی ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج 1 ص ۱۶)

ان عبارات سے یہ واضح ہوا کہ دیوبندیت کی نظریاتی بنیاد میں بھی وہی تخم تھا، جس سے

اسماعیلی نظریات کا پھیلاؤ کیا گیا، بہر حال

؎ خامہ کس قصد سے اٹھا کہاں جا پہنچا

ہم واپس قلم کو پس منظر کے رقم کرنے کی طرف منعطف کرتے ہیں۔ ہم عرض کر رہے تھے کہ اثر ابن عباس عقیدہ ختم نبوت کے متعارض تھا اور اس اثر کے ظاہری مضمون کو تسلیم کرنے کے سبب علمائے دیوبند پر تنقید جاری تھی، اس اثنا میں احسن نانوتوی صاحب نے ایک استفتا ترتیب دیا، جناب نے لکھا:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ زید نے بہ تبع ایک عالم کے، جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی، در بارہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ جو در منثور وغیرہ میں ہے:

إِنَّ اللهَ خَلَقَ سَبْعَ أَرْضِينَ، فِي كُلِّ أَرْضٍ آدَمُ كَآدَمِكُمْ، وَنُوحٌ كَنُوحِكُمْ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمِكُمْ، وَعِيسَى كَعِيسَاكُمْ، وَنَبِي كَنَبِيِّكُمْ

کہ یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے، اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں، اور ہر طبقہ میں مخلوقِ الٰہی ہے۔ اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء علیہم السلام کا ہونا معلوم ہوتا ہے، لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے، مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثابت نہیں۔ اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ: وہ خاتم مماثل آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوں: اس لیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ میں ہے، اور سب مخلوقات سے افضل ہے، وہ اسی طبقہ کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع۔ اور ہمارے

اسماعیلی نظریات کا پھیلاؤ کیا گیا، بہرحال

؎ خامہ کس قصد سے اٹھا کہاں جا پہنچا

ہم واپس قلم کو پس منظر کے رقم کرنے کی طرف منعطف کرتے ہیں۔ ہم عرض کر رہے تھے کہ اثر ابن عباس عقیدہ ختم نبوت کے متعارض تھا اور اس اثر کے ظاہری مضمون کو تسلیم کرنے کے سبب علمائے دیوبند پر تنقید جاری تھی، اس اثنا میں احسن نانوتوی صاحب نے ایک استفتا ترتیب دیا، جناب نے لکھا:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ زید نے بہ تبع ایک عالم کے، جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی، در بارہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ جو در منثور وغیرہ میں ہے:

إِنَّ اللهَ خَلَقَ سَبْعَ أَرْضِينَ، فِي كُلِّ أَرْضٍ آدَمُ كَآدَمِكُمْ، وَنُوحٌ كَنُوحِكُمْ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمِكُمْ، وَعِيسَى كَعِيسَاكُمْ، وَنَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ

کہ یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے، اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں، اور ہر طبقہ میں مخلوقِ الٰہی ہے۔ اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء علیہم السلام کا ہونا معلوم ہوتا ہے، لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے، مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثابت نہیں۔ اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ: وہ خاتم مماثل آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوں: اس لیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ میں ہے، اور سب مخلوقات سے افضل ہے، وہ اسی طبقہ کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع۔ اور ہمارے

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب اولاد آدم سے افضل ہیں، تو بلا شبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہوئے۔ پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ انتہی۔

اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ شرع سے اگر اس کے خلاف ثابت ہوگا، تو میں اسی کو مان لوں گا، میرا اصرار اس تحریر پر نہیں۔

پس علمائے شرع سے استفسار یہ ہے کہ: الفاظ حدیث ان معنوں کو محتمل ہیں، یا نہیں، اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر، یا فاسق، یا خارج اہل سنت و جماعت سے ہوگا، یا نہیں؟ (تحذیر الناس صفحہ نمبر 12-13)

اس استفتا کا خلاصہ یہ ہے کہ احسن نانوتوی صاحب ہر زمین میں خاتم ماننے کے باوجود اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل تسلیم نہیں کرتے، جبکہ نانوتوی صاحب ان خواتم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل مانتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

بہر حال بعد لحاظ معنی خاتم النبیین اور تشبیہ مندرجہ نبی کنبیم کو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اور زمینوں میں عکوس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی تناسب کے ساتھ ہیں اور مفہوم تناسب سے اس تشبیہ کا تشبیہ فی النسبۃ ہونا بھی ظاہر ہو گیا۔ یعنی کمالات اصل میں جو تشبیہ تھی وہی نسبت کمالات معکوس میں بھی محفوظ ہے۔ اس صورت میں اگر اصل و نقل میں تساوی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت پھر بھی ادھر رہے گی۔ (تحذیر الناس ص 91)

نانوتوی صاحب کے نزدیک دیگر انبیاء کے خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل ہیں اور اس

مساوات میں ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں۔اب اگر اس عقیدہ کو مانا جائے تو یہ اثر آیت خاتم النبیین سے ٹکرائے گا،اس ٹکراؤ کو ختم کرنے کے لئے نانوتوی صاحب نے آیت خاتم النبیین کے معنیٰ میں تبدیلی کی اور کہا کہ اس کا معنیٰ آخری نبی نہیں جس اثر ابن عباس کے انبیا کا وقوع ماننے سے کوئی ٹکراؤ ہو بلکہ اگر اس کا معنیٰ خاتم رتبی کیا جائے تو اثر ابن عباس کے انبیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوں یا زمانہ کے بعد آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

✲ ......جاری ہے...... ✲

اعلیٰ حضرت کے شعر پر تھانوی کا فتویٰ اور اس کی حقیقت

تحریر: ابوالہمام محمد اشتیاق فاروقی مجدّدی حفظہ اللّٰہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امام مجدد، اعلیٰ حضرت، الشاہ محمد احمد رضا خان قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایک نعت شریف لکھی ہے، جس کا ایک شعر یہ ہے:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

امداد الفتاویٰ میں اس شعر کے بارے میں لکھا ہے:

”دوسرے شعر میں لفظ مالک خدا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس صورت میں شعر کا مطلب صاف لفظوں میں یہ ہوا کہ حضرت شیخ محبوب الٰہی ہیں اور محبوب و محب میں کوئی فرق نہیں ہوتا لہٰذا حضرت شیخ بھی عیاذاً باللہ خدا ہوئے اور میں تو خواہ کچھ ہی ہو خدا ہی کہوں گا۔ اس اصرار علی الشرک کی وجہ سے بھی اس فتوے کے مستوجب ہیں جو شعر اول کے متعلق دیا جاچکا ہے اور کسی تاویل سے یہ حکم نہیں بدل سکتا۔ اس لئے کہ الفاظ بالکل صاف ہیں کوئی ان کی تاویل کرنا بھی چاہے تو کیا کر سکتا ہے۔“

(امداد الفتاویٰ جلد 6 صفحہ 76، 77 مکتبہ دار العلوم کراچی۔ عبد القادر عبد القادر، مقالات حکیم الامت، جلد 19، صفحہ 405، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

اس پر ساجد خان دیوبندی کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

ساجد خان کا تبصرہ

"کیا اس واضح فتوے کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت تھانوی نے احمد رضا خان کو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیم کیا؟"

(دفاع اہل السنۃ والجماعۃ جلد اول صفحہ 58 مکتبہ ختم نبوۃ)

تھانوی فتوے کی حقیقت

اب آیئے، جناب تھانوی اور دیوبندی اصولوں کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ اس شعر پر "امداد الفتاویٰ" میں جو فتویٰ دیا گیا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تحریر جناب تھانوی کی اپنی نہیں ہے، جیسا کہ مقالے کے شروع میں لکھا گیا ہے:

"عبد القادر عبد القادر" از محمد عبد الواحد بہ توضیح احکام شریعہ بہ نسبت بعض عقائد مبتدعین متعلقہ حضرت غوث الاعظم"

(امداد الفتاویٰ جلد 6 صفحہ 76 مکتبہ دار العلوم کراچی۔ عبد القادر عبد القادر، مقالات حکیم الامت، جلد 19، صفحہ 393، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

لیکن بقول عبد الواحد صاحب، یہ جواب جناب تھانوی کی اجازت سے دیا گیا ہے، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

"ان سوالات کے متعلق احکام شرعی کا اظہار تو حضرت اقدس نے اپنے متعدد اور قدیم فتووں میں فرما دیا ہے جو اہل فہم کے لئے ہر طرح اطمینان اور تسلی کا باعث ہو

سکتے ہیں۔لیکن ان افترا پردازوں کے دام فریب سے بچانے کے لئے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے، صرف احکام شرعی کا اظہار جومختصر الفاظ میں ہو کافی نہیں ہوسکتا۔اس لئے حضرت اقدس کی اجازت سے سوالات متذکرہ صدر کے بارے میں مفصل جواب حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔"

(امدادلفتاویٰ جلد6 صفحہ 70، 71 مکتبہ دارالعلوم کراچی)

یعنی جناب تھانوی کے پاس جو سوالات بھیجے گئے تھے، ان کے جوابات جناب نے دیے تھے۔تاہم عبدالواحد صاحب کے نزدیک احکامِ شرعیہ کے وہ مختصر جوابات کافی نہ تھے، اس لیے انہوں نے تھانوی کی اجازت سے ان سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کیے۔

البتہ ان جوابات کو جناب تھانوی نے ملاحظہ کیا تھا یا نہیں، اس بارے میں اس فتویٰ پر خود جناب تھانوی کی طرف سے کسی قسم کی تصدیق موجود نہیں ہے۔

مزید برآں، یہ سوالات "زین المجالس" نامی کتاب کے متعلق کیے گئے تھے، جیسا کہ عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں:

"بہرحال مؤلف زین المجالس کی وہ ہفوات بیہودہ جن کو سائل نے پرچہ اول کے نمبر (ا) میں درج کیا ہے، صریحاً غلط اور افتراء پردازی ہے اور اس کے مطابق عقیدہ رکھنے والا شخص یقیناً مشرک و کافر ہے اور اس طرح کے مندرجہ ذیل اشعار بھی جن کا حضرت شیخ قدس اللہ سرہ الشریف کی منقبت میں نظم کیا جانا مشہور ہے۔ غلط اور رد کئے جانے کے قابل ہیں۔

بنالیتا ہے سلطاں آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عز و جلال اس دیں کے سلطان کا
میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب
کیونکہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

شعر اول میں حضرت کا عز وجلال خدا سے کم نہ ہونا اس دلیل سے ظاہر کیا گیا ہے۔"

(امدادلفتاویٰ جلد 6 صفحہ 76 مکتبہ دارالعلوم کراچی)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو "زین المجالس" کا شعر سمجھتے ہوئے اس پر حکم لگایا گیا ہے، کیونکہ یہاں یہ تصریح بھی موجود ہے:

"مندرجہ ذیل اشعار بھی جن کا حضرت شیخ قدس اللہ سرہ الشریف کی منقبت میں نظم کیا جانا مشہور ہے۔ غلط اور رد کئے جانے کے قابل ہیں۔"

یعنی دونوں اشعار کو ایک ہی شخص کا کلام سمجھ کر ان پر ایک ہی حکم عائد کیا گیا ہے، کیونکہ سوالات "زین المجالس" کے حوالے سے کیے گئے ہیں۔ پہلے اسی کتاب کے متعلق سوالات مذکور ہیں، پھر جواب میں اسی "زین المجالس" کے اشعار پر بھی حکم لگایا گیا ہے۔ اسی لیے آخر میں لکھا ہے:

"پس مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسی کتاب کا پڑھنا پڑھانا، سننا اور سنانا ترک کر دیں اور جنہوں نے لاعلمی سے ایسا عقیدہ رکھا ہے توبہ کر کے اپنا ایمان درست کریں۔"

(امدادلفتاویٰ جلد 6 صفحہ 82 مکتبہ دارالعلوم کراچی)

لہٰذا ساجد خان دیوبندی کا یہ کہنا کہ:

"کیا اس واضح فتوے کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت تھانوی نے احمد رضا خان کو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تسلیم کیا؟"

یعنی ساجد خان دیوبندی اسی بات پر زور دے رہا ہے کہ جناب تھانوی نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار پر حکم لگایا۔

حقائق سے واضح ہے کہ یہ فتویٰ سرے سے جناب تھانوی کا نہیں ہے۔ اس فتویٰ کے مؤلف نے محض یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ جواب اس نے جناب تھانوی کی اجازت سے تحریر کیا، لیکن اس دعوے کی تائید میں خود جناب تھانوی کی کوئی تصدیق موجود نہیں۔

تاہم اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ "امداد الفتاویٰ" یا "مقالاتِ حکیم الامت" میں اشاعت کے بعد یہ فتویٰ جناب تھانوی کا مصدقہ قرار پاتا ہے اور اسے انہی کا فتویٰ مان لیا جائے، تب بھی یہ حقیقت اپنی جگہ برقرار رہتی ہے کہ شعر نقل کرتے وقت جناب تھانوی نے غلطی کا ارتکاب کیا، کیونکہ اس شعر کا دوسرا مصرع یوں ہے:

"کیونکہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا"

حالانکہ "حدائقِ بخشش" میں امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مصرع اس طرح لکھا ہے:

"یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا"

"امداد الفتاویٰ" میں "یعنی" کی جگہ "کیونکہ" لکھا گیا ہے۔ پھر ساجد دیوبندی نے "دفاع اہل السنۃ" میں بھی "کیونکہ" ہی لکھا ہے اور آخر میں "حدائقِ بخشش" کا حوالہ بھی دیا ہے، حالانکہ اس شعر میں کہیں بھی "کیونکہ" کا لفظ موجود نہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب تھانوی نے "حدائقِ بخشش" میں یہ شعر پڑھا ہی نہیں۔ نیز عبدالواحد صاحب نے بھی اسے "زین المجالس" کا شعر سمجھا، کیونکہ انہوں نے بھی "کیونکہ" ہی لکھا ہے۔ یوں دو مختلف شخصیات کے الگ الگ اشعار کو یکجا کر کے ان پر ایک ہی حکم لگا دیا گیا، حالانکہ یہ شعر "زین لمجالس" کا ہے:

بنالیتا ہے سلطاں آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عز و جلال اس دیں کے سلطان کا

یہ شعر امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ہی نہیں، اور نہ ہی "حدائقِ بخشش" میں اس کا کوئی وجود ہے۔ امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اصل شعر یہ ہے:

میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر سے "امداد الفتاویٰ" میں جو مضمون اخذ کیا گیا ہے، اس شعر کا موضوع ہرگز وہ نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شعر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثنا میں کہی گئی ایک نعت شریف سے ماخوذ ہے، جبکہ "امداد الفتاویٰ" میں اسی شعر کا تعلق حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے جوڑ کر اس پر حکم لگایا گیا ہے۔

مزید برآں، "امداد الفتاویٰ" میں عبدالواحد صاحب کا فتویٰ بھی حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق عقائد کے ضمن میں درج ہے۔ اسی مناسبت سے اس رسالے کا عنوان بھی "عبد القادر عبدالقادر" رکھا گیا، جو "مقالات حکیم الامت" جلد 19 اور "امداد الفتاویٰ" جلد 6 میں اسی نام سے موجود ہے۔

اس شعر کے بارے میں امداد الفتاویٰ میں یہ لکھا گیا ہے:

"شعر کا مطلب صاف لفظوں میں یہ ہوا کہ حضرت شیخ محبوب الٰہی ہیں اور محبوب و محب میں کوئی فرق نہیں ہوتا لہذا حضرت شیخ العیاذ اباللہ خدا ہوئے۔"

پھر یہ بھی لکھتے ہیں:

"مندرجہ ذیل اشعار بھی جن کا حضرت شیخ قدس اللہ سرہ الشریف کی منقبت میں نظم کیا جانا مشہور ہے۔"

یعنی بقول ساجد دیوبندی، اس کے مطابق حکیم صاحب تھانوی نے امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو دیکھے بغیر اسے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت سمجھ کر اس پر فتویٰ دیا ہے، حالانکہ امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شعر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں کہا گیا ہے، نہ کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت میں۔

جب جناب تھانوی کو یہ علم ہی نہیں کہ اس کلام کا اصل موضوع کیا ہے، بلکہ اصل کلام کیا ہے، تو پھر اس پر حکم کس بنیاد پر لگایا گیا؟

مزید یہ کہ عبدالواحد صاحب اور جناب تھانوی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ "زین المجالس" کس کی کتاب ہے، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

"معلوم نہیں کتاب زین المجالس کس شخص کی تالیف ہے جس میں ایسے باخدا بزرگ پر خدائی دعویٰ کرنے کی ناحق تہمت لگا کر اپنی عاقبت خراب کی ہے اور مسلمانوں کو گمراہ کر کے شرک میں مبتلا کرنے کی تدبیر نکالی ہے۔"

(مقالات حکیم الامت، جلد 19، عبدالقادر عبدالقادر، ص 402، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

بلکہ جناب تھانوی کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ اشعار "زین المجالس" میں موجود بھی ہیں یا نہیں۔ان حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ یہ فتویٰ اور حکم نہ امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ہے اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر۔

آیئے امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پورا کلام ملاحظہ کرتے ہیں، جس سے یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی کہ یہ کلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتِ شریف ہے:

در نعت اکرم حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کِھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسّس میں ہے دریا تیرا

اَغنیا پلتے ہیں دَر سے وہ ہے باڑا تیرا
اَصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رَستا تیرا

فرش والے تِری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خُسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھَریرا تیرا

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا
بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چُھپے چور انوکھا تیرا
آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچّے سورج وہ دِل آرا ہے اُجالا تیرا
دِل عبث خوف سے پتّا سا اُڑا جاتا ہے
پلّہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا
ایک میں کیا مرے عِصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اِشارہ تیرا
مُفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نِکمّا تیرا
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

چھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا
خوار و بیمار و خطا وار و گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا
میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا
تُو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دُھلیں
کہ خُدا دِل نہیں کرتا کبھی مَیلا تیرا
کس کا منہ تکیے کہاں جایئے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مِٹ جائے یہ پالا تیرا
تو نے اِسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیّہ تیرا
موت سنتا ہوں سِتَم تلخ ہے زہرا بہٗ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غَسالہ تیرا
دُور کیا جانیئے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مَرے بیکس و تنہا تیرا
تیرے صدقے مجھے اِک بوند بہت ہے تیری
جس دِن اَچّھوں کو مِلے جام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نِگاہ
جوت پڑتی ہے تِری نور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضؔا اُس کو شفیع
جو مِرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

(حدائقِ بخشش، صفحہ 4،5، مشتاق بک کارنر لاہور)

امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس پورے کلام میں صرف مقطع میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے، جبکہ اس کے علاوہ پورا کلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعتِ مبارکہ پر مشتمل ہے۔ پھر جب جناب تھانوی کو یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت ہے یا حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت، تو اس کلام کے ایک شعر پر فتویٰ، بلکہ کفر کا حکم، آخر کس بنیاد پر صادر کیا گیا؟ جب نہ اصل کلام کی حقیقت معلوم ہو، نہ اس کا موضوع متعین ہو، نہ اس کا صحیح محلِ ورود سامنے ہو، نہ اس کا مفہوم سمجھ میں آیا ہو، بلکہ استدلال خود دیوبندی اصولوں کے بھی خلاف ہو، تو ایسے کلام پر حکم لگانے کی علمی، شرعی اور تحقیقی حیثیت آخر کیا باقی رہ جاتی ہے؟

دوسری طرف دیوبندی اصول بھی ملاحظہ ہوں۔ جناب تھانوی نے شعر، یعنی نظم وکلام، کے بارے میں خود یہ اصول بیان کیا ہے:

"ارشاد فرمایا کہ میری یہ وصیت ہے کہ بزرگوں کے نظم و کلام سے کسی مسئلہ پر استدلال کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ کیونکہ شعر میں اکثر معانی الفاظ میں تابع ہوجاتے ہیں۔ پہلے سے جو مسئلہ معلوم تھا اس پر اس کو منطبق کرلینا تو درست ہے لیکن اس

سے کوئی مستقل مسئلہ نکالنا درست نہیں۔"

(مجالس حکیم الامت صفحہ 258 دار الاشاعت کراچی)

جب خود جناب تھانوی کے نزدیک نظم و کلام سے استدلال کرنا مناسب نہیں، تو پھر انہی کے مقرر کردہ اصولوں کی روشنی میں اسی شعر پر حکم لگانا کیسے درست قرار دیا جا سکتا ہے؟

چنانچہ مثنوی مولانا رومی، جو حضرت مولانا محمد جلال الدین رومی صاحب کا منظوم کلام ہے، کے بارے میں جناب تھانوی نے اپنی کتاب "کلید مثنوی" میں چند تنبیہات ذکر کی ہیں۔ ان تنبیہات میں پہلی تنبیہ کے تحت وہ لکھتے ہیں:

"ناظرین مثنوی کیلئے ضروری ہے کہ وہ سلیم الطبع اور صحیح العقیدہ اور صاحب استعداد علمی ہوں جس میں بقدر ضرورت منقول بھی دخل ہو اور زبان فارسی اور علم دین سے کافی واقفیت اور مذاق سخن رکھتے ہوں اور علم تصوف میں اگر ماہر نہ ہو تو کم از کم اس سے مناسبت ضرور رکھتے ہوں اور اگر خود محقق نہ ہوں تو کسی محقق کی صحبت میں ایک معتد بہ مدت تک رہ کر اس سے مستفید ہوئے ہوں اور اگر صاحب حال ہوں تو نور اعلیٰ نور ہے کیونکہ مثنوی کے مضامین کو صاحب حال ہی سمجھ سکتا ہے اور غیر صاحب حال اس قدر نہیں سمجھ سکتا بعض اس مقام پر اس کے گمراہ ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔"

(کلید مثنوی، دفتر اول، تنبیہات، صفحہ 20، ادارہ تالیفات اشرفیہ محرم 1426ھ)

جناب تھانوی خود بھی، اور عبد الواحد صاحب بھی، دیوبندی اصولوں سے امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا صحیح مفہوم نہ سمجھ سکے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر فتویٰ صادر

کر کے خود جناب اشرفعلی تھانوی اپنے مقرر کردہ اصولوں سے انحراف کے مرتکب اور گمراہ ہوئے۔

مزید یہ کہ امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس پورے کلام میں کوئی ایسا شعر موجود نہیں جو بظاہر شریعت کے خلاف ہو، اس کے باوجود اس پر حکم لگا دیا گیا۔ اس کے برعکس، مولانا روم کے اس کلام کے متعلق، جو بظاہر شریعت کے خلاف معلوم ہوتا ہو، جناب تھانوی تنبیہ نمبر 2 میں یوں رقم طراز ہیں:

"مثنوی کے بعض مضامین گو بظاہر مخالف شریعت معلوم ہوتے ہیں مگر وہ حقیقت میں مخالف نہیں ہیں پس ناظرین کو چاہئے کہ ایسے مضامین کو دیکھ کر نہ مولانا پر مخالف شریعت کا طعن کریں اور نہ ان کی ظاہری گمراہی میں مبتلا ہوں۔"

(کلید مثنوی، دفتر اول، تنبیہات، صفحہ 21، ادارہ تالیفات اشرفیہ محرم 1426ھ)

منظوم کلام (یعنی اشعار) پر حکم لگانے کے حوالے سے منظور سنبھلی صاحب کا اصول بھی ملاحظہ فرمائیں:

"ناظرین کرام! ہر وہ شخص جس کو کسی زبان کے ادب سے تھوڑی سی بھی دلچسپی ہوگی وہ بخوبی جانتا ہوگا کہ شعراء اپنے کلام میں کس قدر بعید استعارات اور کنایات سے کام لیتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات سطحی نظر میں اُن کا کلام خالص کفر ہوتا ہے۔ لیکن اگر بہ نظر دقیق دیکھا جائے تو اُس میں حقیقت کا ایک زبردست سبق ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء کرام شعرا کے کلام پر فتویٰ کفر دیتے ہوئے نسبۃً زیادہ احتیاط سے کام لیتے ہیں اور اگر اس اصول کو نظر انداز کر دیا جائے تو یقین ہے کہ

تکفیر کی یہ آگ اکابر دیوبند ہی تک نہیں پہنچے گی بلکہ اس کی چنگاریاں بہت سے اسلامی خرمنوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیں گی۔" (سیف یمانی صفحہ، 65، المشرق للنشر والتوزیع لاہور۔ سیف یمانی، صفحہ، 60 ادارہ اشاعۃ الحق ناظم آباد کراچی)

یاد رہے کہ اس کتاب "سیف یمانی" پر جناب تھانوی کی تصدیق بھی موجود ہے۔ اپنی تقریظ میں وہ لکھتے ہیں:

"احقر اشرف علی عفی عنہ نے رسالہ سیف یمانی بالاستیعاب دیکھا جو بعض اہل اہواء کے اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے تحقیقی جواب بھی ہے اور الزامی بھی بلا مبالغہ اس کو "وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ" کا مصداق پایا اللہ تعالیٰ مصنف کو اس نصرت حق پر جزائے خیر عطا فرمائے اور رسالہ کو سرمایہ رشد و ہدایت بنائے"

(سیف یمانی صفحہ، 3، المشرق للنشر والتوزیع لاہور)

جناب تھانوی نے منظور سنبھلی کی کتاب کی تصدیق تو کر دی اور "نصرتِ حق" کا تمغہ بھی دیا، مگر خود "امداد الفتاویٰ" میں اسی نصرتِ حق سے بغاوت کرتے ہوئے منظوم کلام، یعنی اشعار، پر فتویٰ ٹھوک دیا۔

ایک اور مقام پر جناب تھانوی نے لکھا ہے:

"ارشاد فرمایا کہ میری یہ وصیت ہے کہ بزرگوں کے نظم و کلام سے کسی مسئلہ پر استدلال کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ کیونکہ شعر میں اکثر معانی الفاظ میں تابع ہو جاتے ہیں۔ پہلے سے جو مسئلہ معلوم تھا اس پر اس کو منطبق کر لینا تو درست ہے لیکن اس سے کوئی مستقل مسئلہ نکالنا درست نہیں۔"

(مجالس حکیم الامت صفحہ 258 دار الاشاعت کراچی)

"امداد الفتاویٰ" میں امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جو کلام نقل کیا گیا ہے، اس میں کوئی ایسی بات موجود نہیں جو شریعت کے خلاف ہو۔ جناب تھانوی اور عبدالواحد صاحب نے اس شعر میں لفظ "مالک" سے "خدا" مراد لیا ہے، حالانکہ یہ بھی ان دونوں صاحبان کی جہالت ہے۔ مزید یہ کہ خود دیوبندی اصولوں کے مطابق بھی لفظ "مالک" اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص نہیں، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

فی الحال جناب تھانوی کا ایک اور اصول، جو انہوں نے مثنوی مولانا رومی کے بارے میں بیان کیا ہے، ملاحظہ ہو۔ اس میں جناب تھانوی لکھتے ہیں کہ اگر مثنوی کے کسی کلام سے کوئی شخص اہلِ اللہ کے بارے میں "خدا" ہونے کا گمان کرے، تو ایسا گمان کرنے والا جاہل ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"اور اس قسم کے مضامین مثنوی میں اور مقامات پر بھی ہیں ایسے مضامین سے جہلا اور غلاۃ کو بہت دھوکا ہوتا ہے اور وہ ایسے مضامین سے مختلف قسم کی گمراہیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں مثلاً بعض تو اہل اللہ کو خدا سمجھ جاتے ہیں اور اس بناء پر ان کیلئے خواص الوہیت مثلاً علم غیب محیط عموم قدرت وتصرف کیف ماشاء وغیرہ وغیرہ ثابت کرتے ہیں۔ اور بعض ان کو معصوم اور قید شرع سے آزاد سمجھ جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ اس لئے ضرورت ہے کہ ایسے مضامین کی حقیقت واضح کر دی جائے تاکہ لوگ گمراہی سے محفوظ رہیں۔ سو واضح ہو کہ اتحاد اہل اللہ مع الحق کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ حقیقتاً خدا ہو جاتے ہیں یا خدا ان میں حلول کر جاتا ہے نعوذ باللہ منہ"

(کلید مثنوی، دفتر اول، تنبیہات، صفحہ 27، ادارہ تالیفات اشرفیہ محرم 1426ھ)

جناب تھانوی صاحب کا مثنوی مولانا روم کے متعلق بیان کردہ یہ اصول بھی بغور ملاحظہ فرمائیں، پھر بالخصوص اس کے آخری جملے کو بار بار پڑھیں، جس میں وہ لکھتے ہیں:

"سو واضح ہو کہ اتحاد اہل اللہ مع الحق کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ حقیقتاً خدا ہو جاتے ہیں یا خدا ان میں حلول کر جاتا ہے۔"

اب جبکہ قارئین جناب تھانوی کا یہ اصول ملاحظہ فرما چکے ہیں، تو امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر بھی ملاحظہ فرمائیں:

میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اب "امداد الفتاویٰ" میں درج اس فتویٰ کو ملاحظہ فرمائیں، جس میں یہ لکھا ہے:

"اس صورت میں شعر کا مطلب صاف لفظوں میں یہ ہوا کہ حضرت شیخ محبوب الٰہی ہیں اور محبوب و محب میں کوئی فرق نہیں ہوتا لہٰذا حضرت شیخ بھی عیاذاً باللہ خدا ہوئے اور میں تو خواہ کچھ ہی ہو خدا ہی کہوں گا۔"

اب انصاف سے فیصلہ فرمایئے کہ کیا یہ فتویٰ جناب تھانوی کے مذکورہ بالا اصول کے بالکل برعکس نہیں؟ مزید برآں، انہی "تنبیہات" میں آگے یہ بھی لکھا ہے:

"جیسے روزمرہ کی بول چال میں اتحاد کہتے ہیں مثلاً دو شخصوں میں دوستی بہت بڑھ جاتی ہے تو ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ ہم تو ایک ہی ہیں دو تھوڑا ہی ہیں علی ہذا دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں اور فلاں دو تھوڑا ہی ہیں وہ تو دونوں ایک ہی ہیں۔ حالانکہ وہاں یقیناً ایسا اتحاد نہیں ہوتا جیسا کہ گمراہ لوگ اہل اللہ اور خدا کے درمیان

سمجھتے ہیں۔"

(کلید مثنوی، دفتر اول، تنبیہات، صفحہ 27 ،ادارہ تالیفات اشرفیہ محرم 1426ھ)

جناب تھانوی کی ان تنبیہات کے باوجود امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر پر اعتراض کرنا خود جناب تھانوی کے مقرر کردہ اصولوں کی رو سے جہلا ہی کا کام ہے۔

اس شعر کے پہلے مصرع میں لکھا ہے:

"میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب"

یہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل کا حبیب فرمایا گیا ہے، اور یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ مبارک سے ثابت ہے، جیسا کہ "جامع ترمذی" اور "سنن الدارمی" میں مذکور ہے۔

چنانچہ "جامع ترمذی" کی اسی حدیث کے اسی حصے کا دیوبندی ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ" ترجمہ: جان لو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہہ رہا۔

(ترمذی شریف، جلد دوم، ابواب المناقب، صفحہ 519، مترجم: فضل احمد دیوبندی ،دارالاشاعت کراچی، جنوری 2007ء)

اسی حدیث شریف کے مفہوم کی ترجمانی کرتے ہوئے امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب"

اسی شعر کے دوسرے مصرعے میں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا"

اور اس مفہوم پر واضح دلیل قرآنِ مجید کی آیتِ کریمہ میں موجود ہے:

"قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ" (آل عمران آیۃ 26)

جناب تھانوی اسی آیتِ مبارکہ کا ترجمہ یوں بیان کرتے ہیں:

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ (اللہ تعالیٰ سے) یوں کہیے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جس کو چاہیں دے دیتے ہیں۔"

(بیان القرآن جلد 1، صفحہ 226، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

فقیر فاروقی نے دیوبندی اصولوں کے تناظر میں "امداد الفتاویٰ" میں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شعر پر لگائے گئے فتوے اور حکم کی حقیقت واضح کر دی ہے۔ لیکن اگر اب بھی دیوبندی حضرات جناب تھانوی کے اس فتوے پر بضد ہیں اور اسے درست سمجھتے ہیں، تو اس حکم کے تقاضے سے دیوبندی اکابر بلکہ خود جناب تھانوی بھی محفوظ نہیں رہتے، کیونکہ دیوبندی حضرات بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کی عطا سے مالک ہیں۔ اختصار کے طور پر چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

نانوتوی، تھانوی کے فتوے کی زد میں

جناب قاسم نانوتوی صاحب بھی ذاتی اور عطائی تقسیم کے قائل ہیں، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

"کریم شان والے خدا اور عظیم شان والے اس خلیفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان فقط دو فرق ہیں۔ ایک یہ خدائے تعالیٰ کے کمالات ہر حیثیت اور طریقے سے اصل اور ذاتی یعنی اپنے گھر کے ہیں کسی اور کے گھر سے مانگ کر نہیں لئے گئے اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات میں اگرچہ تمام کمالات ہوں مگر وہ سب اس

مطلق بے نیاز کے عطا کئے ہوئے ہیں۔"

(قاسم العلوم بمع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ 64، 65 سال طباعت 1394ھ ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور)

امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر میں جو مضمون بیان کیا گیا ہے، اب آیئے اس پر دیوبندی اکابر کی کتب سے چند حوالے ملاحظہ کرتے ہیں تا کہ ان معترضین پر انہی کے اصولوں اور ان کے اپنے مآخذ سے حجت قائم ہو سکے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا "مالک" ہونا دیوبندی اکابر نے بھی تسلیم کیا ہے، جیسا کہ قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

عام مالکیت

"اور اللہ کے اپنے پورے اختیار کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پورے اختیار کی اطلاع دی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام مالکیت کی گواہی دی ہے۔ ان سب کی تحقیق تم نے دریافت کر لی ہوگی۔ اور یہ بھی جان لیا ہوگا کہ آیت اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً میں جس خلافت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے خواہ ملک کے اعتبار سے اور خواہ باعتبار حکومت، ہر حیثیت سے اگر کسی کو وہ خلافت نصیب ہوئی ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نصیب ہوئی"

(قاسم العلوم بمع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ 64 سال طباعت 1394ھ ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور)

دیکھیے، نانوتوی صاحب یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام مالکیت کو تسلیم کرتے ہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختار مانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کامل اختیار کے بھی قائل ہیں، اور یہ

اختیار و مالکیت ملک اور حکومت دونوں اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت کرتے ہیں۔
مزید یہ کہ اس کے حاشیے میں دیوبندی مترجم انوار الحسن شیر کوٹی صاحب لکھتے ہیں:

مالکیت بحیثیت نیابت وحکومت

"اس مقام پر یہ بات نظر میں رکھئے کہ جو آئندہ تمام مضمون میں کام آئے گی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تو اللہ کے خلیفہ ہونے کی وجہ سے تمام اختیارات وہی رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہیں۔ کیونکہ خلیفہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ کہ اصل کے قائم مقام رہ کر اس کے احکام نافذ کرے اور اس اصل منشا کے مطابق کام کرے۔ دوسرے یہ کہ بحیثیت حکومت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے قائم مقام ہیں۔ لہٰذا پہلی نیابت بحیثیت مالک اور دوسری بحیثیت حکومت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔ ان دونوں مرتبوں میں پہلا یعنی مالکیت کا مرتبہ مرتبہ فوقانی اور دوسرا مرتبہ مرتبہ تحتانی ہے۔"

(قاسم العلوم بمع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ 64 اشاعت 1394ھ ناشران قرآن لمیٹڈ)

مرتبۂ فوقانی کے بارے میں اسی مکتوب کے حاشیے میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

ملکیت کا پورا اختیار

"مرتبہ فوقانی یعنی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہونے کے باعث ملکیت کے پورے اختیار کا حاصل ہونا۔"

(قاسم العلوم بمع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ 70 سال طباعت 1394ھ ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور)

اسی کتاب کے ایک اور مقام پر نانوتوی لکھتے ہیں:

"خلافت کے باعث مالکیت جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ مخصوص تھی۔"

(قاسم العلوم بمع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ 86 سال طباعت 1394ھ ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور)

بلکہ قاسم نانوتوی تو یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دوسرے انبیا علیہم السلام اور ان کی امتوں کی مملوکہ اشیا، اور اسی طرح اس امت کی مملوکہ اشیا کے بھی مالک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

تمام امتوں کی مملوکہ چیزوں کی مالکیت

"اس بنا پر دوسرے انبیاء علیہم السلام اور ان کے امتیوں کی مملوکہ چیزیں اور اس امت محمدیہ کی مملوکہ چیزیں دوسروں کی مالکیت کی حالت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مملوکہ چیزوں میں سے ہوں گی۔"

(قاسم العلوم بمع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ 63 سال طباعت 1394ھ ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور)

اب اس صورت میں امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر پر فتویٰ کیسے دیا جا سکتا ہے؟ اگر فتویٰ ہی دینا مقصود تھا تو سب سے پہلے دیوبندی اکابر ہی اس کے مستحق قرار پاتے، کیونکہ انوار الحسن شیرکوٹی اسی مکتوب کے حاشیے میں لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت ذاتی

"یعنی اللہ تعالیٰ کے قائم مقام ہو کر بحیثیت خلیفہ مالک ہونا ملکیت کیلئے بنسبت

مرتبہ تحتانی یعنی جسمانی کے زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ خلافت الٰہیہ کے روحانی مقام سے ہٹ کر حاکمانہ حیثیت میں مالک ہونا ظاہر ہے کہ پہلے درجے کی بنسبت زیادہ قوی نہیں جیسا کہ سورج کے نور کا تعلق جتنا سورج سے ہے اتنا زمین سے ہے اتنا زمین سے نہیں جس پر سورج کا نور پڑ رہا ہے اگر چہ نور کا سورج اور زمین دونوں سے تعلق ہے۔ لیکن سورج کا نور ذاتی ہے اور زمین کا غیر ذاتی اور عارضی ہے جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو اپنے نور کو ساتھ لے جاتا ہے اور زمین بے نور ہو کر دیکھتی رہ جاتی ہے اور تاریک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور بحیثیت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت ذاتی ہے اور باقی دوسروں کی ملکیت عارضی۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ بندوں سے ملکیت چھین لیتا ہے تو بندے دیکھتے رہ جاتے ہیں اور اللہ ہر حال میں مالک رہتا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی زیادہ قریب ہے جیسا کہ آفتاب کا نور زمین بنسبت سورج سے زیادہ قریب ہے۔"

(قاسم العلوم بمع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ 67 سال طباعت 1394ھ ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور)

اللہ کا خلیفہ اللہ کی طرح مالک

اسی مکتوب کے ایک اور مقام پر انوار الحسن شیرکوٹی صاحب حاشیے میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اللہ کی طرح مالک ہوتا ہے اس لئے فے کا مال خلیفہ الٰہی ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں شمار ہوگا۔ نہ کہ مرتبہ تحتانی یعنی

حاکمانہ حیثیت میں۔"

(قاسم العلوم بمع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ 74 سال طباعت 1394ھ ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور)

نانوتوی صاحب ایک اور مقام پر "حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مالکیت" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تسلط خلافت کے باعث مالک ہونے پے مبنی ہے پس اس قبضے کو ملک تحتانی کے موجبات میں سے نہیں گمان کرنا چاہئے اور یہی وجہ ہے کہ آیت انفال میں میرا مطلب ہے "کہہ دیجئے کہ انفال اللہ اور رسول کیلئے ہیں" تمام کو اپنی ملکیت سے فرمایا ہے اور بجا فرمایا ہے کیونکہ خدمتگار غلام اور نوکر کا فعل آقا کے کام کا تمتہ اور اس کا فدیعہ ہوتا ہے جدا کوئی چیز نہیں ہوتی کہ تقسیم سے پہلے ان کی ملکیت شمار کی جائے۔ اس صورت میں جملہ (ما او جفتم) دوسروں کی طمع کے قلع ہو جانے کی طرف اشارہ ہوگا اور (لٰکن اللہ یُسَلط) سے خلیفہ ہونے کی حیثیت ملکیت کا اثبات ہے نہ کہ ملک تحتانی کی وجہ سے۔"

(قاسم العلوم بمع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ 74، 75 سال طباعت 1394ھ ناشران قرآن لمیٹڈ)

بلکہ نانوتوی صاحب تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مالک الملک بھی تسلیم کرتے ہیں، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مالک الملک ہونا

"(فللّٰه) اور (ولذی القربیٰ) کے درمیان (فللرّسول) کو لانے سے محققین نے دو معنی سمجھے ہیں۔ ایک یہ کہ للرّسول کے لام سے یعنی اس لام سے جو

للرّسول کے لفظ پر درمیان میں آیا ہے خدا اور اس کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ ہونا بر بنائے برزخیت کبریٰ (یعنی واسطہ عظمیٰ) اور جس طرح پر کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ ہونا بیان کیا ہے اس کو سمجھ کر خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مالک الملک ہونا محققین نے تسلیم کرلیا بلکہ لفظ رسول سے بھی محققین نے اول اسی معنی کی طرف اشارہ پایا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اللہ تعالیٰ کے نائب اور بندوں کی طرف اس کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور یہ بات صاف ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا اور بندے کے درمیان واسطہ بنانا ضروری ہے جیسا کہ لفظ (اطیعوا) کے اس لفظ رسول کے اول میں دوسرے مقامات میں رکھا ہے، اس مقصد کی شرح پورے طور پر کرتا ہے۔"

(قاسم العلوم بمع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ 81، 82 سال طباعت 1394ھ ناشران قرآن لمیٹڈ)

نانوتوی صاحب اور انوار الحسن شیرکوٹی کی ان عبارات پر غور کیجیے، پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر پر بھی فتویٰ لگائیے:

میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اگر جناب تھانوی کا فتویٰ امام مجدد، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہی اس شعر پر ہے، تو پھر نانوتوی صاحب بھی جناب تھانوی کے اس فتوے سے نہیں بچ پاتے بلکہ کافر قرار پاتے ہیں، یہی نہیں آگے دیکھئے! دیوبندیوں کے شیخ الہند بھی اس فتوے کی زد میں آتے ہیں، جیسا

کہ محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں:

محمود الحسن، تھانوی کے فتوے کی زد میں

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل ہی سے اللہ تعالیٰ کے بعد سب چیزوں کے مالک ہیں۔"

(ادلہ کاملہ صفحہ 151، 152 قدیمی کتب خانہ تسہیل سعید احمد پالنپوری)

آگے دیوبندیوں کے یہی شیخ الہند لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کے مالک

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام چیزوں کے مالک ہیں خواہ وہ جمادات ہوں، یا حیوانات، انسان ہوں یا غیر انسان سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مملوک ہیں اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (الاحزاب آیت 6) نبی کریم مومنوں کے خود ان کے نفسوں سے بھی زیادہ حق دار ہیں۔ یعنی مسلمانوں کی ارواح کا ان کے ابدان پر جو قبضہ اور ملکیت کا استحقاق ہے اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبضہ اور استحقاق فزوں تر ہے۔ اور جب مسلمان اپنے ابدان اور اپنی املاک کے مالک ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تمام چیزوں کے بدرجہ اولیٰ مالک ہوں گے۔" (ادلہ کاملہ صفحہ 152 قدیمی کتب خانہ تسہیل سعید احمد پالنپوری)

اس فتوے کی رو سے محمود الحسن دیوبندی اور سعید احمد پالنپوری دیوبندی، دونوں جناب تھانوی کے نزدیک کافر ثابت ہوتے ہیں۔

تھانوی خود اپنے فتوے کی زد میں

یہی نہیں، بلکہ خود جناب تھانوی بھی اپنے ہی فتوے کی رو سے کافر اور مشرک قرار پائیں گے، کیونکہ اس مسئلے میں جناب تھانوی کا اپنے ہی موقف سے واضح تضاد موجود ہے، جیسا کہ لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے مالک ہو چکے

هذا و قد ملک الدنیا با حمعها

فر ده الزهد عنها و هو مقتدر

یہ کیفیت اس حالت میں تھی کہ آپ تمام دنیا کے مالک ہو چکے تھے (یعنی وسیع سلطنت قبضہ میں تھی) پس آپ کو اس دنیا سے زہد نے ہٹا دیا باجود یہ کہ آپ قادر تھے۔" (نشر الطیب، صفحہ 159 اسلامی کتب خانہ لاہور)

نظم ہی میں نہیں، بلکہ جناب تھانوی نے نثر میں بھی ایک اور مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مالک تسلیم کیا ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری جان و مال کے مالک

" آپ بعد عشاء تشریف لاتے تو یہ لوگ لیٹے ہوتے تھے تو حضور اس قدر آہستہ سلام فرماتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سن لیں ورنہ آنکھ نہ کھلے۔ حدیث شریف میں تصریح ہے ان قیود کی۔ تو جو حضرت ہماری جان و مال کے مالک ہیں وہ تو رعایت فرمائیں یہاں خود مخدوم کی بھی اتنی رعایت نہیں کی جاتی۔"

(سفرنامہ لاہور و لکھنؤ، جمیل الکلام صفحہ 190 المکتبۃ الاشرفیہ لاہور)

اسی طرح جناب تھانوی حفظ الایمان میں لکھتے ہیں:

"اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہا تاویل اسناد الی المسبب کے بھی اطلاق کرنا ناجائز نہ ہوگا کیونکہ آپ ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا۔"

(مقالات حکیم الامت جلد 5، حفظ الایمان، صفحہ 357، ادارہ تالیفات اشرفیہ۔ حفظ الایمان صفحہ 13، قدیمی کتب خانہ)

جناب واضح الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "خدا" کہنا جائز نہیں سمجھتے، البتہ "خدا" کے معنی "مالک" کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ اسی لیے یہاں لکھا ہے کہ اگر مذکورہ تاویل کو درست مان لیا جائے، تو پھر "خدا" کا لفظ "مالک" کے معنی میں استعمال کرنا بھی درست قرار دینا پڑے گا۔ مگر "خدا" کہنا درست نہیں، اگرچہ "مالک" خدا کے معنی میں ہے۔ یعنی جناب تھانوی کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "مالک" کہنا جائز ہے، مگر "مالک" کے اس معنی کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "خدا" کہنا جائز نہیں۔

ساجد دیوبندی اور عبدالواحد صاحب کے نزدیک، جناب تھانوی "حفظ الایمان" کی اس عبارت کی وجہ سے مشرک اور کافر قرار پاتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک "مالک" خدا کے معنی میں ہے اور اس میں کسی طرح کی تاویل کی گنجائش نہیں۔ مگر جناب تھانوی "خدا" کے معنی "مالک" کو تو جائز مانتے ہیں، لیکن مالک کے معنی میں "خدا" کہنا جائز نہیں سمجھتے۔ تو جناب کے اپنے ہی اصول کے مطابق "حفظ الایمان" کی عبارت کی وجہ سے "امداد الفتاویٰ" کا یہی حکم خود جناب پر بھی لوٹ آیا۔

"نشر الطیب" میں ایک اور مقام پر جناب لکھتے ہیں:

تمام خزائن کی چابیاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں (عالم کشف میں) عطا کی گئیں تھیں۔" (نشر الطیب، صفحہ 135 اسلامی کتب خانہ لاہور)

"التنویر فی اسقاط التدبیر" میں جناب لکھتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بادشاہی کا اختیار دیا گیا تھا

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بادشاہ اور نبی بندہ ہونے میں اختیار دیا گیا آپ نے عبودیت کو اختیار کیا پس یہ بڑی دلیل ہے اس کی کہ یہ سب مقامات سے افضل اور تمام طریق قرب سے اعظم ہے۔"

(التنویر فی اسقاط التدبیر، مقالات حکیم الامت جلد 30، صفحہ، 326، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

"مقالات صوفیہ" میں جناب لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بادشاہ ہونا یقینی ہے

"شان وشوکت ظاہری بھی مثل بادشاہوں کے ہو ورنہ آپ کا بادشاہ ہونا یقینی ہے"

(مقالات حکیم الامت جلد 10، مقالات صوفیہ صفحہ 173، حاشیہ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

"نقد اللبیب فی عقد الحبیب" میں جناب لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہراً بھی بادشاہ

"حضور ظاہراً بھی بادشاہ تھے اور بادشاہ بھی ایسے کہ کسی بادشاہ کی بھی اتنی عزت نہ

تھی جتنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔"

(نقد اللبیب فی عقد الحبیب، مواعظ میلاد النبی صفحہ 604 جنوری 1992ء ادارہ اسلامیات۔ نقد اللبیب فی عقد الحبیب، خطبات حکیم الامت، جلد 5، صفحہ 408 رجب 1430ھ)

سورۃ ص، آیت 38 کے تفسیر میں جناب لکھتے ہیں:

انبیاء مالکانہ تصرفات کے مختار

"یہ ہمارا عطیہ ہے سو خواہ (کسی کو) دو یا نہ دو تم سے کچھ داروگیر نہیں (یعنی جتنا سامان ہم نے تم کو دیا ہے اس میں تم کو خازن و حارس نہیں بنایا جاتا جیسا کہ دوسرے ملوک خزائن ملکیہ کے مالک نہیں ہوتے ناظم ہوتے ہیں بلکہ تم کو مالک ہی بنا دیا ہے مالکانہ تصرفات کے مختار رہو۔"

(بیان القرآن صفحہ 888 پاک کمپنی لاہور)

دوزخ کے داروغہ فرشتہ مالک

سورۃ الزخرف آیت 77 کا ترجمہ کرتے ہوئے جناب لکھتے ہیں:

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ۔ (الزخرف آیۃ 77)

ترجمہ: "اور پکاریں گے کہ اے مالک تمہارا پروردگار (ہم کو موت دے کر) ہمارا کام ہی تمام کر دے وہ (فرشتہ) جواب دے گا کہ تم ہمیشہ اس حال میں رہو گے۔"

(بیان القرآن جلد 3، صفحہ 372، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

نوٹ: بریکٹ کے الفاظ اسی طرح بیان القرآن میں موجود ہیں۔

قرآنِ پاک میں دوزخ کے داروغہ فرشتے کو "مالک" فرمایا گیا ہے۔اس آیت کی تفسیر میں جناب لکھتے ہیں:

"اور (آگے ان کا بقیہ حال مذکور ہے کہ جب نجات سے بالکل مایوس ہوجاویں گے اس وقت موت کی تمنا کریں گے اور دوزخ کے داروغہ مالک نام فرشتہ کو) پکاریں گے کہ اے مالک (تم ہی دعاء کرو کہ) تمہارا پروردگار (ہم کو موت دے کر) ہمارا کام ہی تمام کردے وہ (فرشتہ) جواب دے گا کہ تم ہمیشہ اس حال میں رہو گے (نہ نکلو گے نہ مرو گے)۔" (بیان القرآن جلد 3، صفحہ 373، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

نوٹ: بریکٹ کے الفاظ اسی طرح بیان القرآن میں موجود ہیں۔

اگر بقولِ تھانوی "لفظِ مالک خدا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے" اور "مالک" ہونا اللہ عزوجل کی صفتِ خاصہ ہے، تو پھر قرآنِ مجید، فرقانِ حمید میں "وَ نَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ" کی آیت میں "مالک" تو فرشتے کے لیے آیا ہے، اور جناب نے بھی دوزخ کے داروغہ فرشتے کو "مالک" لکھا ہے، تو پھر جناب پر کیا فتویٰ ہوگا؟

جنابِ تھانوی تو پیر و مرشد کو بھی مرید کا "مالک" سمجھتے ہیں، جیسا کہ بیان کرتے ہیں:

مرید کا مالک بن جانا

"بیعت کے معنی بکنے کے ہیں یعنی جو شخص کسی بزرگ سے بیعت ہوتا ہے وہ ان بزرگ کے ہاتھ گویا بک جاتا ہے ان کا ہوجاتا ہے وہ من وجہ اس کے مالک ہو جاتے ہیں وہ جو چاہیں تصرف کریں اس کو چون و چراں کا حق نہیں رہتا۔"

(اسعد الابرار صفحہ 347 المکتبۃ الاشرفیہ لاہور)

فقیر نے دیوبندی اکابر اور خود جناب اشرف علی تھانوی صاحب کے اصولوں اور کتب کی روشنی میں امام مجدد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شعر پر امداد الفتاویٰ میں دیئے گئے فتویٰ اور اس کے حکم کی حقیقت واضح کر دی ہے۔ اب اگر دیوبندی اس حکم کو درست مانتے ہیں تو دیوبندیوں کے امام الکبیر جناب قاسم نانوتوی صاحب، دارالعلوم دیوبند کے پہلے شاگرد، جناب اشرف علی تھانوی کے استاد، اور دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی، بلکہ خود جناب اشرف علی تھانوی صاحب بھی اس فتویٰ کی زد میں آکر کافر قرار پاتے ہیں۔ اب دیوبندی اپنے انہی اصولوں کے پیشِ نظر طے کرلیں کہ یہ فتویٰ دیوبند کے کن کن اکابر کے گلے پڑتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے سوانحِ تھانوی، جلد سوم، ملاحظہ فرمائیں" (ماخوذ: سوانح تھانوی جلد سوم)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علمائے دیوبند کے چیلنج مناظرہ کی حقیقت اور دعوے کا بطلان

از قلم: ابو حامد مولانا احمد رضا قادری رضوی حفظ اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اہل حق اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی اور دیوبندی فرقے کے درمیان اختلافات کسی اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ان اختلافات میں سے اہم اختلاف ان کے دیوبندی اکابرین کی متنازعہ عبارات ہیں،علمائے دیوبند عوام الناس کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ اکابرین دیوبند کی ان متنازعہ عبارات کا رد امام احمد رضا خان بریلوی کی کتاب حُسَامُ الْحَرَمَیْن سے شروع ہوا لیکن انصاف و سچ کا دامن تھام کر اگر تحقیق کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلافات اور اکابرین دیوبند کا رد اوران پر فتوے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حُسَامُ الْحَرَمَیْن سے قبل قدیم علمائے اہل سنت و جماعت فرما چکے تھے۔

(1) جیسا کہ دیوبندی امام قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس دیوبندی مولوی محمد احسن نانوتوی نے اپنے مطبع صدیقی بریلی ۱۲۹۱ھ سے شائع کروائی'' (دیکھیں: قاسم العلوم: جلد اول: حاشیہ: ص ۳۰۸، ۳۰۹: نور الحسن راشد کاندھلوی) تو اس وقت کے قدیم سنی حنفی علما (رامپوری، لدھیانوی) نے قاسم نانوتوی کا رد کیا اور اس کے خلاف فتوے جاری کیے چنانچہ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ

''مولانا نانوتوی ایک بزرگ سے ملنے کے لئے ریاست رامپور تشریف لے گئے

...... جب رام پور پہنچے...... حضرت (نانوتوی) نے اپنا نام خورشید حسن (تاریخی نام) بتایا اور لکھا دیا اور ایک نہایت ہی غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے ۔اس میں بھی ایک کمرہ چھت پر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ''تحذیر الناس'' کے خلاف اہل بدعات میں ایک شور برپا تھا۔مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں''

(ارواح ثلاثہ ص حکایت نمبر 265)

خود دیوبندی امام قاسم نانوتوی صاحب نے بھی اپنی تکفیر کا اقرار کیا اور یہ کہا کہ

''دہلی کے اکثر علماء نے (مولانا نذیر حسین محدث کے علاوہ) اس نکارہ [قاسم نانوتوی] کے کفر پر فتوی دیا ہے اور فتوی پر مہریں کرا کر علاقے میں ادھر ادھر مزید مہریں لگوانے کے لئے بھیج دیا ہے ۔اب یہ خبر ہے کہ وہ فتوی عن قریب عرب شریف بھی پہنچے گا،اس رسالے کے عرب شریف بھیجنے کا ایک مقصد یہ سمجھتے ہیں کہ مولانا رحمت اللہ اس کا مطالعہ فرمائیں اور ان کے ذریعے سے عرب شریف کے علماء کی مہریں بھی اس فتوے پر ہو جائیں،اس علاقے کے احباب جواب کی امید کر رہے ہیں،مگر میں نے اپنے اسلام کو ننگ کفر سمجھ کر خاموشی کے علاوہ کوئی جواب نہیں دیا اور میں نے کہہ دیا کہ اس کا جواب انہیں (جواب لکھنے والوں) کی تکفیر ہو گی مگر یہ مجھ سے نہ ہو گا ، کیونکہ میں ان (لوگوں) کو اس زمانے کے اہل ایمان کا رہنما جانتا ہوں''

(قاسم العلوم ص ۳۰۸، ۳۰۹: نور الحسن راشد کاندھلوی، ختم نبوت اور خدمات حضرت نانوتوی ص ۳۳۲)

تحذیر الناس کی اشاعت کے بعد قاسم نانوتوی کی تکفیریں ہو رہی تھیں اور تکفیر کرنے والے علما، کوئی بریلوی علما نہیں تھے بلکہ اس وقت کے قدیم سنی حنفی علما (رامپوری، لدھیانوی) تھے۔"حُسَامُ الحَرَمَین" سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۴ ہجری میں لکھی تھی لیکن سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے قبل ہی قدیم سنی حنفی علماء (رامپوری، لدھیانوی) تحذیر الناس کا رد کر چکے تھے۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ دیوبندیوں کے مطابق بھی بریلوی اس کو کہا جاتا ہے جو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پیروکار ہو، تو جن علما و مفتیان کرام نے قاسم نانوتوی کی تکفیر کی تھی وہ علما سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار نہیں تھے یعنی خود علمائے دیوبند کے مطابق وہ بریلوی نہیں تھے۔ لیکن وہ علما و مفتیان عظام سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تحریری فتوے سے قبل ہی قاسم نانوتوی کی تکفیر کر چکے تھے اور اس کے رد میں متعدد کتابیں بھی لکھ چکے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ علمائے دیوبند کی کتاب تحذیر الناس پہلے ہی سے فتووں کی زد میں تھی، لہٰذا اس اختلاف کی بنیاد بھی "تحذیر الناس" ہے "حُسَامُ الحَرَمَین" اختلاف کی بنیاد ہرگز نہیں۔

(2) اسی طرح دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی کے "**فتاوی وقوع کذب**" کا رد بھی "حُسَامُ الحَرَمَین" (۱۳۲۴ ہجری) سے پہلے قدیم سنی علما فرما چکے تھے۔ جن میں سرفہرست حضرت علامہ مولانا نذیر احمد خان رام پوری رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ تو یہاں بھی غور کیا جائے تو اس اختلاف کی بنیاد بھی "**فتاوی وقوع کذب**" ہے "حُسَامُ الحَرَمَین" اختلاف کی بنیاد ہرگز نہیں۔ (دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی کے "**فتاوی وقوع کذب**" پر میثم عباس قادری صاحب کی کتاب "اللہ جھوٹ بولنے سے پاک ہے" کا مطالعہ کیجیے)۔

(3)اسی طرح علمائے دیوبند کی کتاب "**براہین قاطعہ**" کا رد بھی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ مولانا نذیر احمد خان رام پوری رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات کر چکی، مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی سے مناظرہ کیا جو کہ "**تقدیس الوکیل**" کے نام سے چھپا۔ جس کی تصدیق مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی، تو "**براہین قاطعہ**" پر اختلاف اور رد بھی "**حُسَامُ الْحَرَمَیْن**" سے پہلے کے ہیں۔

(4) باقی اشرفعلی تھانوی کی کتاب "حفظ الایمان" کا رد سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لیکن وہ اس رد پر تنہا نہیں تھے بلکہ دیگر ایسے حضرات بھی شامل ہیں جن کی نسبت بریلوی نہیں یا وہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد نہیں۔

الغرض اکابرین علمائے دیوبند کی اختلافی کتب اور متنازعہ عبارات کا رد اور اس ان کے خلاف فتوے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی "حُسَامُ الْحَرَمَیْن" سے قبل ہی جاری ہو چکے تھے۔ تو اصل اختلافات کی بنیاد علمائے دیوبند کی کتب، ان کی متنازعہ عبارات ہیں، جب اکابرین دیوبند سے ایسی خلاف شرع عبارات کا صدور ہوا تو جس طرح قدیم علمائے اہل سنت و جماعت نے اپنا دینی فریضہ سرانجام دیا اسی طرح جب یہ معاملات سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچے تو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنا دینی فریضہ ادا کرتے ہوئے ان کا جرم انہیں بتایا۔

دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی کا فیصلہ، علما کافر بناتے نہیں بلکہ کفر بتاتے ہیں

جب اکابرین علمائے دیوبند کی طرف سے ایسی متنازعہ عبارات سامنے آئیں تو علمائے حق اہل سنت و جماعت نے انہیں بتایا کہ ان کی ایسی عبارات کفریہ ہیں، اوران کے بارے میں شرعی حکم بتایا، تو اب بجائے توبہ ورجوع کرنے کے الٹا یہ الزام لگانے لگے کہ سنی علماء ہمارے دیوبندی علما کو کافر بناتے ہیں۔اس پر ہم علمائے دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی صاحب کا ہی حوالہ پیش کرتے ہیں کہ تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

"آج کل علما پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ علما لوگوں کو کافر بناتے ہیں، میں کہا کرتا ہوں کہ ایک نقطہ تم نے کم کردیا ہے۔اگر ایک نقطہ اور بڑھا دو تو کلام صحیح ہوجاوے۔وہ یہ کہ وہ کافر بتاتے ہیں (بالتاء) بناتے نہیں (بالنون) بنانے کے معنی کی تحقیق کرلو، وہ اس طرح آسان ہے کہ یہ دیکھو کہ مسلمان بنانا کس کو کہتے ہیں، اسی کو تو کہتے ہیں کہ یہ ترغیب دی جائے کہ تو مسلمان ہوجا، تو اسی قیاس پر کافر بنانے کے معنی کفر کی تعلیم و ترغیب ہوں گے، تو کیا تم نے کسی مسلمان کو اوّل دیکھا کہ علما اس کو یہ کہہ رہے ہوں کہ تو کافر ہوجا؟ البتہ جو شخص خود کفر کرے اس کو علما کافر بتادیتے ہیں یعنی یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کافر ہوگیا۔"

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ: ج:۱ ملفوظ: ۵۳۰، صفحہ: ۳۶۶)

دیوبندی امام نے فیصلہ سنادیا کہ کفر بکنے کی وجہ سے کافر تو بندہ خود بنتا ہے علماء صرف اس کا حکم بتاتے ہیں۔تو یہی بات ہم کہتے ہیں کہ ہمارے سنی علما نے دیوبندی علما کو پکڑ کر زبردستی ان سے ایسے خلاف شرع کلمات نہیں نکلوائے بلکہ ایسے خلاف شرع کلمات تو علمائے دیوبند

نے خود بیان کیے ہیں، علمائے حق نے انہیں کافر نہیں بنایا بلکہ اکابرین علمائے دیوبند نے جو کلمات بیان کیے تھے علمائے حق نے اس پر شرعی حکم بتایا۔ جیسے کوئی مولوی صاحب کسی شخص کو چوری کرتے ہوئے پکڑ لیں تو ظاہری سی بات ہے اب اس شخص کو چور ہی کہا جائے گا کیونکہ جرم تو اس کا ہے نہ جرم کرتا نہ چور کہلواتا، لیکن اب بجائے یہ کہ اپنے جرم سے توبہ کرے، الٹا مولوی صاحب ہی کو بُرا بھلا کہنے لگے تو اب آپ خود فیصلہ کیجیے کہ چور حق پر ہے یا مولوی صاحب؟ چور کو فسادی کہیں گے یا مولوی صاحب کو؟ الغرض اکابرین دیوبند سے اختلافات میں سے جو اہم اختلاف ہے وہ ان کی متنازعہ عبارات ہیں۔ ہم علمائے دیوبند کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایک حوالہ ایسا پیش کریں کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دیوبند کی طرف منسوب کسی کتاب، کسی فتوے یا کسی عبارت کے بغیر خواہ مخواہ کوئی ایک فتویٰ بھی علمائے دیوبند کے خلاف جاری کیا ہو۔ لیکن ان شاء اللہ عزوجل ایسا کوئی حوالہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ تو معلوم ہوا کہ اکابرین علمائے دیوبند کی متنازعہ عبارات اختلاف کی بنیاد ہیں اور ان عبارات کی وجہ سے اکابرین علمائے دیوبند پر شرعی حکم نافذ کیا گیا۔ تو اس سارے اختلاف کی بنیاد علمائے دیوبند اور ان کی متنازعہ عبارات ہیں۔ اور علمائے دیوبند کی اختلافی کتابوں کی متنازعہ عبارات پر سالوں سے مختلف صورتوں میں گفتگو چل رہی ہے لیکن آج تک علمائے دیوبند ان عبارات کو بے غبار ثابت نہ کر سکے۔

اب علمائے دیوبند کو چاہیے تھا کہ اپنے اصولوں کے مطابق **”آپ کو پہلے آپ کے گھر کی خبر لینی چاہیے“** (فضل خداوندی: ص ۱۹۶) **”پہلے اپنے گھر کی خبر تو لے لیں، پھر ہم پر اعتراض کریں“** (فضل خداوندی: ص ۱۷۲) **”پہلے اپنے گھر کو صاف کیجیے! بعد میں کسی**

دوسرے کی طرف انگلی اٹھایئے" (سفید و سیاہ پر ایک نظر: ص ۲۷) "ہم پر الزام تراشی ......اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے گھر کا گند صاف کریں" (سفید و سیاہ پر ایک نظر: ص ۱۰۴)

لہٰذا اپنے دیوبندی اصولوں کے مطابق پہلے انہیں اپنے گھر کا گند صاف کرنا چاہے لیکن آج دن تک ان کے گھر میں موجود یہ گند ان سے صاف نہ ہو سکا اور نہ کبھی ہو سکے گا، تو جب تک یہ اپنے اصولوں کے مطابق اپنے گھر کو صاف نہیں کریں گے تب تک اپنے ان اصولوں کے مطابق کسی کے خلاف الزام تراشی نہیں کر سکتے۔

لیکن بقول دیوبندی مفتی ندیم کے

"یہ لوگ (دیوبندی) پے در پے شکستوں کے بعد نہ صرف حواس باختہ ہو چکے ہیں بلکہ اب ان کے پاس آخری ہتھیار "الزامات کی بوچھاڑ" کے سوا کچھ باقی نہیں رہا (فرقہ مماتیہ اپنے فتووں کی زد میں: ص 12)

تو سالوں کی محنت اور ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود جب یہ لوگ اپنی ان متنازعہ عبارات کو بے غبار ثابت نہ کر سکے تو اکابرین اہل سنت بریلوی پر الزامات کی بوچھاڑ کر دی۔ اور کبھی اس بات پر چیلنج اور کبھی اُس بات پر چیلنج، کبھی یہ دعوی اور کبھی وہ دعوی۔

علمائے دیوبند کا دعوی اور چیلنج مناظرہ

دیوبندی مولوی ساجد نے یہ دعوی لکھا ہے کہ

"ہمارا دعوی ہے کہ خان صاحب بریلوی اپنے اور اپنے ہم مسلک علماء و اکابر کے فتاوی و اصول و عبارات کی روشنی میں ایسے پکے کافر و مرتد ہیں کہ ان اصول کو صحیح

تسلیم کرنے کے بعد بھی ان کی تکفیر نہ کرنے والا رضا خانی خود ان اصولوں کی روشنی میں کافر ہے"(نواب احمد رضا فاضل بریلوی:ص ۴۶۴)

قارئین کرام! دیوبندی نام نہاد مناظرین کا اس قسم کا دعوی کرنے کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ کسی طرح سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو متنازعہ بنا دیا جائے کیونکہ جب سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات متنازعہ ہو جائے گی تو پھر سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتووں کو غیر معتبر کہہ سکیں گے، جب سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو بدنام کر دیں گے تو پھر عوام الناس کے سامنے یہ کہہ سکیں گے کہ ان علما کے فتوے ہی غلط ہیں یا پھر یہ کہہ سکیں گے کہ یہ علما تو خواہ مخواہ کافر بناتے ہیں لہذا اکابرین دیوبند کی متنازعہ عبارات پاک وصاف ہیں۔

لیکن سالوں گزر چکے، آج کے دیوبندی اصاغر تو کیا ان کے بڑے بڑے اکابر بھی اپنی ان متنازعہ عبارات کو اسلامی ثابت نہ کر سکے اور نہ قیامت تک کر سکیں گے۔ باقی علمائے حق کے بارے میں یہ کہنا کہ علما کافر بناتے ہیں اس کا جواب خود انہی دیوبندیوں کے امام اشرفعلی تھانوی دے چکے کہ

"علماء کافر نہیں بناتے بلکہ کفر بتاتے ہیں"

لہذا سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اکابرین علمائے دیوبند کو ہرگز کافر نہیں بنایا ہاں ان کی متنازعہ عبارات کے بارے میں جو شرعی حکم تھا وہ بتا دیا۔ علماء کی ذات کو متنازعہ بنا کر اپنی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا اہل حق کا کام نہیں بلکہ دین اسلام سے بیزار، ملحدین اور قادیانی حضرات کا یہ طریقہ ہے جس کا اقرار خود علمائے دیوبند کی متعدد کتب میں موجود ہے۔

علمائے دیوبند کی طرح قادیانیوں کا طریقہ واردات

علمائے دیوبند اور قادیانیوں میں عجیب اتفاق ہے کہ جب اکابرین علمائے دیوبند کی طرف سے متنازعہ عبارات کا صدور ہوا تو علمائے حق نے ان کا رد کیا تو بجائے یہ کہ اپنی ان عبارات سے توبہ ورجوع کرتے الٹا علمائے حق کے ایمان واسلام پر گفتگو شروع کردی، یہی حال قادیانیوں مرزائیوں کا بھی ہے جو کہ خود علمائے دیوبند کی کتب میں مندرج ہے۔

جب قادیانیوں کے رد اور انکی تکفیر کا معاملہ چلا تو قادیانیوں نے علمائے دیوبند کے بارے میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا کہ ہم پر فتوے لگانے سے پہلے اپنا ایمان ثابت کرو تب تمہارے فتوے، تمہاری شہادتیں ہمارے یعنی قادیانیوں کے خلاف تسلیم کی جائیں گی چنانچہ مقدمہ بہاول پور میں قادیانی نے یہ کہا کہ

''ان (دیوبندی علما) کی شہادتیں مقدمہ ہذا میں قابل اعتبار نہیں ہوسکتیں بلکہ رد کرنے کے لائق ہیں، کیونکہ وہ (دیوبندی) علماء اسلام سے نہیں ہیں۔''

(مقدمہ بہاول پور: جلد دوم: ص ۳۰۹)

اسی طرح قادیانی نے یہ کہا کہ

''یہ امر کسی طرح نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں کہ جو علما اس امر کا فیصلہ کرنے والے قرار دیئے جائیں کہ فلاں شخص یا فلاں گروہ کے عقائد مطابق اسلام ہیں یا نہیں تو قبل اس کے کہ اس نہایت نازک اور مہتمم بالشان امر کا فیصلہ کرنے کے لئے ان کا تقرر عمل میں آئے تو خود ان کے متعلق بھی یہ باور کئے جانے کے یہ دنیائے اسلام میں کیا سمجھے جاتے ہیں اور ان کے عقائد بھی مطابق اسلام ہیں یا نہیں قطعی

اور یقینی وجود موجود ہونا اشد ضروری ہے۔ ورنہ کفر و اسلام جیسے مسئلہ میں ان کی رائے قابل توجہ تو کیا لائق التفات بھی نہیں ہو سکی۔ بہت صاف بات ہے کہ اگر وہ خود عقائد اسلامیہ نہ رکھتے ہوں اور اگر ان کے عقائد کی وجہ سے دنیائے اسلام کے مشرق سے لیکر مغرب اور شمال سے لے کر جنوب تک کے تمام علماء نے کفر کے فتوے دیئے ہوں۔ حتیٰ کہ علماء حرمین شریفین نے بھی، تو پھر وہ دوسروں کے کفر و اسلام کا فیصلہ کرنے کے کس طرح اہل سمجھے جا سکتے ہیں''

(مقدمہ بہاول پور: جلد دوم: ص ۳۰۱)

یہی حال علمائے دیوبند کا ہے کہ ان کی جن متنازعہ عبارات پر علمائے اسلام نے فتوے لگائے اور پھر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تک یہ عبارات پہنچیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنا شرعی فریضہ ادا فرمایا لیکن اب قادیانیوں کی طرح دیوبندی علما نے بھی اپنے اکابرین کی ان عبارات کے جوابات کی بجائے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو متنازعہ بنانے کی کوشش شروع کر دی۔ اور قادیانیوں کی طرح انہوں نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا کہ

''بریلوی حضرات دوسروں پر کفر کے فتوے لگانے سے پہلے اپنے بارے میں فیصلہ کریں، دوسروں کو کافر بنانے سے پہلے اپنا مسلمان ہونا اپنے گھر سے ثابت کر کے دکھادیں۔'' (دست و گریبان: جلد ۲ ص ۱۳، عرض مولف)

قارئین کرام! دونوں کتابیں دیوبندیوں کی ہیں ہم نے اپنی طرف سے یہ بات نہیں کی بلکہ انہی کی کتابوں سے پیش کر دی ہے۔ اب اگر علمائے دیوبند کا دعوی درست ہے تو پھر انہیں قادیانیوں کے مطالبے کے مطابق قادیانیت پر فتوے لگانے سے قبل، ان کے عقائد و نظریات کے بجائے پہلے اپنا ایمان و اسلام ثابت کرنا پڑے گا۔ بلکہ اگر یہ اصول علمائے

دیوبند کو تسلیم ہے تو پھر کل کو جس شخص کو فرقے کے خلاف مفتیان دیوبند فتوی جاری کریں گے تو اگروہ مطالبہ کرے کہ ہم پر فتوے سے قبل علمائے دیوبند اپنا ایمان واسلام اپنے فلاں فلاں اصولوں سے ثابت کریں تو علمائے دیوبند کو ان کا مطالبہ پورا کرنا پڑے گا،

مجرم کی بجائے قاضی و مفتی پر بحث کرنا کیا درست ہے؟

اسی طرح دیوبندیوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ پہلے راوی (سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ) کے ایمان پر گفتگو ہوگی، حالانکہ ان بچارے دیوبندیوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ در تکفیر طواغیت اربعہ راوی نہیں بلکہ اصیل ہیں۔لہذا عدالت راوی پر بات کرنے کا دیوبندی شگوفہ یہیں سے باطل ہے۔حُسامُ الحرمَین سے پہلے المعتمد المستند میں بحیثیت اصیل و مفتی شرعی فریضہ تکفیر انجام دے چکے۔پھر اگر دیوبندی یہ نہ بھی مانیں تو قاضی و مفتی کی عدالت پر بحث نہیں ہوتی کیونکہ وہ راوی نہیں بلکہ اصیل ہیں بلکہ حکم کے صحیح یا غلط ہونے پر بات ہوتی ہے۔

پھر سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خود دیوبندی علما بھی مسلمان مانتے ہیں تو جب ایمان اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسلم بین الفریقین ہوا تو اس پر مناظرہ ممکن ہی نہیں۔ساجد خان دیوبندی نے بھی یہی اصول بیان کیا ہے۔

"مناظرہ نظریات میں ہوگا بدیہات میں نہیں دن میں الشمس طالعۃ والنہار موجود پر دلیل کا مطالبہ کرنا مکابرہ ومجادلہ ہے مناظرہ نہیں۔لہذا بدیہات اولیہ مسلمہ میں مناظرہ نہیں ہوتا مناظرہ صرف اور صرف نظریات میں ہوتا ہے۔"

(دروس مناظرہ صفحہ 52،53)

علمائے دیوبند کا دوہرا معیار

پھر سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت وصداقت کو خود علمائے دیوبند قبول کر چکے وہ اس طرح کہ خود علمائے دیوبند نے اپنی متعدد کتب میں قادیانیت یا شیعیت کے رد میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان عالم ومفتی جان کر اور آپ کیلئے دعائیہ کلمات لکھ کر (یعنی دیوبندی اصولوں کے مطابق مسلمان تسلیم کرتے ہوئے) آپ کے فتاوی جات کو پیش کیا، تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جب قادیانیوں اور شیعوں کے خلاف کسی شرعی فتوے کی بات ہو تو علمائے دیوبند خود سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان سمجھ کر ان کے فتاوی جات کو پیش کرتے ہیں، اور وہاں دیوبندی علما یہ نہیں کہتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کا فتوے پیش کرنے سے پہلے ان کا ایمان ثابت کیا جائے بلکہ کسی ایک جگہ بھی کسی دیوبندی نے ایسی بات کر کے سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے (قادیانیوں، شیعوں کے خلاف) کسی فتوے کو رد نہیں کیا، لیکن جب بات خود علمائے دیوبند کی متنازعہ عبارات کی آتی ہے تو انہی سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کو قبول کرنے سے قبل ایمان ثابت کرنے کی شرط لگا دیتے ہیں تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مسلمان ہونا اور انہیں مسلمان سمجھتے ہوئے انکی عدالت وصداقت اور آپ کے شرعی فتوے قادیانیوں، شیعوں اور دیگر بدمذہبوں کے خلاف تو دیوبندیوں کو قبول ہیں لیکن جب بات دیوبندی گھر کی ہو تو قبول نہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ، تو کیا یہ علمائے دیوبند کا دہرا معیار نہیں ہے؟

بالفرض محال اگر مان بھی لیا جائے

باقی دیوبندیوں کا یہ کہنا کہ ”بریلوی حضرات دوسروں پر کفر کے فتوے لگانے سے پہلے

اپنے بارے میں فیصلہ کریں، دوسروں کو کافر بنانے سے پہلے اپنا مسلمان ہونا اپنے گھر سے ثابت کر کے دکھادیں۔" (دست و گریبان: جلد ۲ ص ۱۴۳)

اولاً عرض ہے کہ بریلوی علما نے ہرگز کسی دیوبندی کو زبردستی پکڑ کر کافر نہیں بنایا لہٰذا ایسی باتیں کر کے دیوبندی علما اپنے اکابرین کے جرم پر پردے نہ ڈالیں ہم پہلے بتا چکے کہ ایسے کم علم دیوبندیوں کا منہ خود ان کے امام اشرفعلی تھانوی صاحب بند کر چکے اور وہ کہہ چکے کہ

"آج کل علما پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ علما لوگوں کو کافر بناتے ہیں، میں (تھانوی) کہا کرتا ہوں کہ ایک نقطہ تم نے کم کر دیا ہے۔ اگر ایک نقطہ اور بڑھا دو تو کلام صحیح ہو جاوے۔ وہ یہ کہ وہ کافر بتاتے ہیں (بالتاء) بناتے نہیں۔۔۔۔ جو شخص خود کفر کرے اس کو علما کافر بتا دیتے ہیں یعنی یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کافر ہو گیا۔"

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ: ج:۱ ملفوظ: ۵۳۰، صفحہ: ۳۶۶)

لہٰذا دیوبندی اپنے امام کی ہی بات مان لیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ علما کسی کو کافر نہیں بناتے بلکہ کفر بتا دیتے ہیں، اور اس کا کافر ہو جانا بتا دیتے ہیں۔ لیکن دیوبندی حضرات سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بغض و عناد میں اس قدر غرق ہیں کہ ان کے اس اعتراض سے تو کوئی عالم نہیں بچے گا بلکہ خود علمائے دیوبند کے خلاف بھی یہی بات کوئی دوسرا بد مذہب کہہ سکتا ہے۔ تو اپنے دیوبندی اکابرین کی غلط حمایت نہ کریں جس سے کل ملحدین و منکرین ختم نبوت علماء کے فتوؤں کو یہ کہہ کر رد کر دیں کہ علماء کافر بناتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ الحمد للہ عزوجل ہم اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی مسلک کا مسلمان ہونا نہ صرف ہماری کتابوں بلکہ خود دیوبندیوں کی کتابوں سے بھی ثابت ہے جس پر علمائے

دیوبند کے درجنوں حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں۔

اور اگر بالفرض محال سنی علماء واکابرین کا فر ثابت بھی ہو جاتے ہیں تو خود علمائے دیوبندی کی مصدقہ کتاب ''فضل خداوندی: ۲۳'' میں ساجد خان دیوبندی کے اصول کے مطابق ہم کہتے ہیں کہ

"عقل کے دشمنو! بالفرض یہ مان بھی لیں کہ بریلوی علماء ایک دوسرے کے فتووں سے کافر ہیں تو اس سے تمہارا (دیوبندی اکابرین کا) مسلمان ہونا کیسے ثابت ہو گیا؟ اس سے تمہاری متنازعہ عبارات کا عین ایمان واسلام ہونا کیسے ثابت ہوا؟ بلکہ علماء دیوبند کی عبارات میں جو کفر ہے وہ تو اب بھی بعینہ موجود ہے جوں کا توں" ملخصا (دیکھو: فضل خداوندی: ۲۳)

لہذا اگر بالفرض محال دیوبندی دعوی ثابت بھی ہو جائے تب بھی علمائے دیوبند کی متنازعہ عبارات کا غیر شرعی ہونا جوں کا توں، اب بھی بعینہ موجود ہے، اس موضوع پر مزید تفصیلی گفتگو کی جاسکتی ہے۔

مذکورہ موضوع ''مناظرہ'' نہیں بلکہ مجادلہ ومکابرہ ہے

قارئین کرام! مذکورہ بالا دعوے کو لیکر آج کل بعض دیوبندی حضرات مناظرہ مناظرہ کی گردان پڑھ رہے ہوتے ہیں حالانکہ خود علمائے دیوبند کی تحریرات کے مطابق ان دیوبندیوں کا نہ صرف یہ دعوی ہی باطل ومردود ہے بلکہ اس کو مناظرہ کہنا بھی ان کی جہالت و حماقت ہے، یہ لوگ اس کو مناظرے کا نام دیکر عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔ ہم ان شاء اللہ وتعالی اس پر تفصیلی گفتگو پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے۔

دیوبندی حضرات جس دعویٰ پر مناظرے کی بات کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس کو مناظرے کا نام دینا ہی خود دیوبندی تحریروں کے مطابق غلط اور دیوبندیوں کی جہالت ہے۔ یہ مناظرہ ہرگز نہیں کہلا سکتا بلکہ یہ مجادلہ یا مکابرہ ہے۔ جیسا کہ خود دیوبندی مولوی ساجد خان صاحب لکھتے ہیں کہ

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے بیٹے حماد رحمۃ اللہ علیہ کو علم کلام میں مناظرہ کرتے دیکھا تو اس کو منع فرمایا پس حماد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو علم کلام میں مناظرہ کرتے دیکھا ہے اور آپ مجھے منع فرماتے ہیں تو (امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے) فرمایا کہ ہم مناظرہ کیا کرتے اس سکون سے گویا ہمارے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں، اس خوف سے کہ ہمارا مقابل لغزش نہ کھا جائے اور تم اس نیت سے مناظرہ کرتے ہو کہ تمہارا مقابل پھنس جائے اور جس نے اپنے مقابل کی لغزش چاہی تو اس کا کفر چاہا اور جس نے اس کا کفر چاہا خود کافر ہوا (حوالہ عین الہدایہ ج ۱ ص ۵ مقدمہ) تبصرہ: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کو بار بار پڑھئے اور سوچئے مولانا احمد رضا خان کا رد و قدح اور نام نہاد مناظرانہ دنگل و فساد اسی مجادلہ و مکابرہ کی قسم سے نہ تھا؟"

(نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی: ص ۹۲۸۔ساجد دیوبندی)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی حوالہ علمائے دیوبند کی کتاب "تحفۃ العلماء: جلد دوم: ص ۶۰۷" پر "انفاس عیسی: ص ۲۱۵ ج ۱" کے حوالے سے موجود ہے۔

میرے صحیح العقیدہ سنی مسلمان بھائیو! مذکورہ بیان کردہ حوالے پر غور کیجیے تو یہاں جس بات

کو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں وہی مقصد دیوبندیوں کا ہے، دیوبندی یہ چاہتے ہیں کہ الزامی طور پر کسی نہ کسی طرح سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی لغزش ثابت ہو جائے ، اور اہل سنت کسی طرح پھنس جائیں حالانکہ ایسے مقصد کے بارے میں خود دیوبندیوں کے بیان کردہ اس حوالے کے مطابق جس نے کسی کی لغزش چاہی تو اُس نے اس (اپنے مخالف) کا کفر چاہا اور جس نے اس (اپنے مخالف) کا کفر چاہا وہ خود کافر ہوا۔تو ساجد دیوبندی صاحب اپنے ہی پیش کردہ حوالے کے مطابق کفر کے دلدل میں دھنس چکے ہیں۔

دوسری اہم بات یہاں یہ ہے کہ دیوبندی مولوی ساجد نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حوالہ ہم سنیوں کے رد کے لئے پیش کرنا چاہا لیکن دیوبندی مولوی خود اس میں پھنس گیا کیونکہ دیوبندی مولوی اینڈ کمپنی نے سیدی اعلی حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف جو دعوی کیا ہے وہ شرعی یا تحقیقی دعوی ہرگز نہیں بلکہ محض الزامی دعوی ہے اور الزامی دعوے سے دیوبندی حضرات سنیوں کو پھنسانے کی ناکام کوشش کرنا چاہتے ہیں، امام اہل سنت سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی، تحقیقی اور شخصی تکفیر تو ان کے بڑے بڑے دیوبندی اکابرین تک نہ کر سکے اور اپنے اصولوں کے مطابق قیامت تک شرعی، تحقیقی اور شخصی تکفیر پر فرقہ دیابنہ اجماعی اور جماعتی و مسلکی متفقہ فتوی پیش نہیں کر سکتے۔لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی و تحقیقی تکفیر تو ہرگز نہیں ہوسکتی تو اب دیوبندی مولویوں نے محض الزامی دعوی پیش کر دیا، اور الزامات کی بوچھاڑ کر دی۔اور بقول دیوبندی مفتی ندیم کے الزامات کی طرف وہی جاتا ہے جو پے در پے شکستوں کے بعد حواس باختہ ہو جاتے

ہیں چنانچہ دیوبند نام نہاد استاذ المناظرین مفتی ندیم المحمودی صاحب لکھتے ہیں کہ

''جب ہم نے یہ دیکھا کہ یہ لوگ (مماتی) پے در پے شکستوں کے بعد نہ صرف حواس باختہ ہو چکے ہیں بلکہ اب ان کے پاس آخری ہتھیار ''الزامات کی بوچھاڑ'' کے سوا کچھ باقی نہیں رہا، تو ہم نے پہلے ان سے خلوص کے ساتھ کہا کہ ''الزامات کو چھوڑو'' اگر واقعی ہی علمی و دینی غیرت رکھتے ہو تو آئیں! ہمارے اور تمہارے درمیان کئی مسائل میں اختلاف موجود ہے، ان میں سے کوئی ایک (دیوبندی اکابرین کی متنازعہ عبارات کا: از ناقل) عقیدہ چن لو، اس پر علمی انداز میں مناظرہ کرتے ہیں'' (فرقہ مماتیہ اپنے فتووں کی زد میں: ص12)

لہذا اہل حق اہل سنت و جماعت سے دیوبندی علما پے در پے شکستوں کے بعد نہ صرف حواس باختہ ہو کر الزامات کی بوچھاڑ کر دی بلکہ شرعی و تحقیقی گفتگو سے راہ فرار اختیار کیا۔ اور پھر راہ فرار اختیار کرتے ہوئے الزامی گفتگو کر کے اہل حق کو لاجواب کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے بات بالکل واضح ہے کہ دیوبندی نام نہاد مناظرین کا مقصد مناظرہ نہیں جو کہ اظہار حق کے لیے ہوتا ہے بلکہ دیوبندی تحریرات کے مطابق دیوبندی مناظرین کا مقصد اہل حق اہل سنت و جماعت کی ضد میں رد و قدح اور بقول دیوبندی مولوی ساجد کے مناظرانہ دنگل و فساد ہوتا ہے۔ اور دیوبندی مناظرین کا مقصد و نیت بھی یہی ہوتی ہے چنانچہ دیوبندی نام نہاد مناظرین کے مناظرے کے مقاصد خود علمائے دیوبند کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

علمائے دیوبند کا اقرار موجودہ مناظرے ضد، ردوقدح کے لیے ہوتے ہیں حق کا اظہار مطلوب نہیں ہوتا

دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

(1) ''یہ متعارف (مروجہ) مناظرہ کا طرز محض ضد اضدی نفسانفسی ہے ردوقدح ہے''

(تحفۃ العلماء: جلد دوم:٧٦٩) نوٹ: بریکٹ ( ) کے اندر جو "مروجہ" لفظ لکھا ہے وہ دیوبندی عبارت کا ہی لفظ ہے۔

(2) ''آج کل مناظروں میں **حق کا اظہار مطلوب نہیں ہوتا محض ہار اور جیت مدنظر** ہوتی ہے'' (تحفۃ العلماء: جلد دوم: ٧٦٢)

(3) ''آج کل مناظروں میں **حق کی تحقیق تو مقصود رہا ہی نہیں** صرف بات کی پچ کرنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے'' افاضات الیومیہ: ص ٣٣٩، ج ٢۔ص ١٣٣١ ج ٧
(تحفۃ العلماء: جلد دوم: ٧٦١)

(4) ''آج کل **مناظروں میں تو تو میں میں اور بھبتیاں بہت ہوتی ہیں** جس سے سواءے اپنے مقابل کو رنج دینے کے کچھ مقصود نہیں ہوتا، بات بات میں رسالے بازی ہوتی ہے جس میں طرز تحریر ایسا اختیار کیا جاتا ہے جس سے مدمقابل کی خوب تحقیر و توہین ہو۔ **اسی لیے آج کل مناظرہ سے ضد اور عداوت بہت بڑھ جاتی ہے** میرے نزدیک آج کل کے مناظرے لایعنی میں داخل ہیں، محض فضول وقت ضایع کرتے ہیں'' (تحفۃ العلماء: جلد دوم: ٧٦٢)

(5) ''بعضے لوگ اپنی شہرت اور ناموری کے لیے مجادلہ اور رد وقدح کی عادت ڈال لیتے ہیں اور دن رات اسی مشغلہ میں رہتے ہیں'' (تحفۃ العلماء: جلد دوم: ۶۳ ۷)

جب علمائے دیوبند کے مطابق مروجہ مناظروں میں دیوبندی مناظرین کا مقصد حق کا اظہار مقصود نہیں ہوتا بلکہ ''**محض رد وقدح اور نام نہاد مناظرانہ دنگل وفساد**'' اور فریق مخالف (سنیوں) کو پھنسانا اور ان کو چپ کروانا مقصد ہے تو خود ان کے اپنی بیان کردہ تعریفوں کے مطابق یہ مناظرہ نہیں کہلا سکتا بلکہ مجادلہ ومکابرہ کہلائے گا کیونکہ مجادلہ کہتے ہیں۔

مجادلہ کی تعریف

''فریقین کا اثبات حق کے لئے نہیں بلکہ فریق مخالف کو چپ اور رسوا کرنے کے لئے گفتگو کرنا: رشدیہ ص ۱۲'' (دروس مناظرہ: ص ۵۲ ساجد دیوبندی)

مکابرہ کی تعریف

اور مکابرہ کہتے ہیں

''فریقین کا اثبات حق اور فریق مخالف کو خاموش کرانے کے علاوہ کسی اور مقصد (شہرت وغیرہ) کے لئے گفتگو کرنا۔ رشدیہ ص ۱۲''

(دروس مناظرہ: ص ۵۲ ساجد دیوبندی)

اسی طرح علمائے دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

''مناظرہ کے معنی بحث کرنا ہے تاکہ حق بات معلوم ہو جائے اور جو بحث صرف مقابل کو الزام دینے کیلئے ہو اس کا نام مجادلہ ہے اور محض غل شور مچانے کا نام مکابرہ ہے'' (مقالات حکیم الامت، جلد 22، مائۃ دروس، ص 67، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

ان حوالوں کے مطابق مرتضیٰ چاند پوری سے لیکر ساجد خان دیوبندی اینڈ گھمن کمپنی تک جتنے حضرات نے مناظرے کے چیلنج کی ڈرامہ بازیاں کی ہیں تو خود علمائے دیوبند کے ان بیان کردہ حوالوں کے مطابق وہ مناظرہ کہلا ہی نہیں سکتا، اسے مناظرے کا نام دینا بدترین جہالت ہے اور عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔تو دیوبندیوں کے چیلنج، دعوے، تحریرات، ردوقدح اور نام نہاد مناظرانہ دنگل وفساد اسی مجادلہ ومکابرہ کی قسم سے ہے۔ کیونکہ ان دیوبندیوں کا مقصد اثبات حق ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ محض فریق مخالف (اہل سنت بریلوی) کو چپ کروانا یا رسوا کرنے کی ناکام کوشش ہے۔

مناظرے کی بجائے مجادلہ کرنے والے دیوبندی گمراہ ہیں

اور مناظرے کی بجائے مجادلہ کرنے والے خود دیوبندی نام نہاد مناظر امین صفدر اوکاڑوی کے مطابق گمراہ لوگوں کا شعار ہے چنانچہ اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں کہ

''مجادلہ وہ جھگڑا ہے جو اظہار صواب کے لیے نہیں بلکہ مدمقابل کو لاجواب کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ النحل ۱۲۵۔ الحج ۳، ۸۔ لقمان ۲۰۔ الزخرف ۵۷، ۵۸۔ ہر گمراہ امت نے مناظرہ کی بجائے مجادلہ کو اپنا شعار بنایا ۴۰:۵''

(تجلیات صفدر: جلد ہفتم، کچھ اصول مناظرہ: ص ۱۴۵)

دیوبندی نام نہاد مناظرین مناظرہ کے بجائے مجادلہ کا طریقہ اختیار کر کے اپنے اختیار کردہ طریقے اور اصولوں کے مطابق نہ صرف گمراہ ثابت ہوئے بلکہ دیوبندیوں کا مقصد الزامی طور پر کسی نہ کسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت کی کوئی لغزش ثابت کرنا ہے جو کہ ساجد دیوبندی کے بیان کردہ حوالے کے مطابق جس نے کسی کی لغزش چاہی تو اُس نے اس (اپنے مخالف) کا کفر چاہا اور جس نے اس (اپنے مخالف) کا کفر چاہا وہ خود کافر ہوا۔

اہل سنت کے خلاف مخالفت کی وجہ سے دیوبندی پروپیگنڈا

دیوبندیوں کا یہ طریقہ ہم اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی سے مخالفت کی وجہ سے ہے اور ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مخالفت میں مقصد فریق مخالف کو بدنام کرنا ہوتا ہے، دوسرے کے خلاف پروپیگنڈا کرنا پیش نظر ہوتا ہے، حق و باطل میں امتیاز مقصود نہیں ہوتا۔ لیجیے ملاحظہ کیجیے۔

دیوبندیوں کی معتبر شخصیت محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب "اختلاف اور مخالفت میں فرق" بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ

''اختلاف میں دونوں فریقوں کی نظر دلیل پر ہوتی ہے اور مخالفت میں دونوں فریقوں کی نظر دوسرے کو بدنام کرنے کی ہوتی ہے۔ دیوبندی بریلوی اختلاف حقیقۃً اختلاف نہیں ہے بلکہ مخالفت ہے''

(خطبات صفدر: جلد دوم، دیوبندی بریلوی اختلاف: ص ۳۱۵)

اور پھر اگلے صفحے پر مخالفت کے بارے میں یہی دیوبندی اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں کہ

''مخالفت میں صرف ایک دوسرے کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے''

(خطبات صفدر: جلد دوم، دیوبندی بریلوی اختلاف: ص ۳۱۶)

پھر آگے چل کر دوبارہ یہ کہتے ہیں کہ

''مخالفت میں نظر دلیل پر نہیں ہوتی بلکہ مخالف جو محض بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے اس کے خلاف پروپیگنڈا کرنا پیش نظر ہوتا ہے حق و باطل میں امتیاز مقصود نہیں ہوتا''

(خطبات صفدر: جلد دوم، دیوبندی بریلوی اختلاف: ص ۳۴۵)

علمائے دیوبند نے تسلیم کیا کہ دیوبندیوں کی ہم اہل سنت و جماعت کے ساتھ مخالفت ہے اور بقول علمائے دیوبند کے مخالفت میں صرف دوسرے کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے، مخالف کے خلاف پروپیگنڈا کرنا پیش نظر ہوتا ہے، **"حق و باطل میں امتیاز مقصود نہیں ہوتا"** اسی وجہ سے علمائے دیوبند کا اس مخالفت پر پختہ و کامل عمل ہے، اہل سنت و جماعت سے مخالفت کی وجہ سے ہمیں بدنام کرنے کے لئے اور ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے یہ دیوبندی سر دھڑ کی بازی تو لگائیں گے۔ اگر ان کا مقصد اظہار حق ہوتا تو یہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصی، شرعی تکفیر پر اپنے اکابرین دیوبند کا جماعتی اجتماعی موقف و دعویٰ پیش کرتے لیکن محض الزامی دعوے سے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ ان کا اپنی تحریروں کے مطابق محض مخالفت پر مبنی ہیں۔

دیوبندی جس سے اختلافات کرتے ہیں

اس کو خوب بدنام کرتے اور ایجنٹ قرار دیتے ہیں

علمائے دیوبند کا مسلمہ اصول بھی ملاحظہ فرمائیں، دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"یہ دنیا کا ایک **مسلمہ اصول** ہے کہ کوئی بھی شخصیت کتنی ہی معروف اور مقبول کیوں نہ ہو اس کے ناقدین بہرحال کچھ نہ کچھ تعداد میں ضرور موجود رہتے ہیں، **جو اس کی شخصیت کو مجروح کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے**"

(شواہدات بجواب نوازشات: ص ۱۴)

علمائے دیوبند کا طریقہ واردات ہی یہ ہے کہ ان کی جس سے بھی مخالفت ہوئی، پھر اس کو دشمنوں کا ایجنٹ ثابت کرنے کی مکمل کوشش کریں گے۔ دیوبندیوں کے علامہ زاہد الراشدی

صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ

''یہ بات ہمارے کلچرل مزاج اور نفسیات کا حصہ بن چکی ہے کہ ہم جس سے اختلاف کرتے ہیں، اسے کسی نہ کسی کا ایجنٹ قرار دیئے بغیر نفسیات کی تسکین نہیں ہوتی'' (شواہدات بجواب نوازشات: ص۱۶)

''ہم جس سے کسی مسئلہ پر اختلاف کرتے ہیں، اسے کسی نہ کسی دشمن کا ایجنٹ اور گماشتہ قرار دیئے بغیر اپنے موقف کی سچائی پر ہمارا اعتماد نہیں ہوتا''

(شواہدات بجواب نوازشات: ص۱۶)

"تحریک پاکستان میں قیام پاکستان کی حمایت ومخالفت میں دونوں طرف ہمارے بزرگ تھے اور ارباب علم وفضل تھے مگر اس دور کا لٹریچر ایسے الزامات سے بھرا پڑا ہے جس میں ایک جانب کے بزرگوں کو ہندوؤں کا ایجنٹ کیا گیا اور دوسری طرف کے بزرگوں کو انگریز کا آلہ کار قرار دیا گیا ہے"

(شواہدات بجواب نوازشات: ص۳۱)

لہٰذا علمائے دیوبند کا یہ طریقہ واردات خود ان کی کتب سے واضح ہے کہ جو بھی ان کے باطل عقائد ونظریات اور خیالات سے اختلاف کرے، پھر وہ شخصیت کتنی ہی معروف اور مقبول کیوں نہ، یہ لوگ اسے ہر طرح سے بدنام کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اسے انگریز کا ایجنٹ، ہندوؤں کا ایجنٹ، دشمنوں کا ایجنٹ، انگریز کا آلہ کار اور نہ معلوم کیا کچھ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دیوبندی علما اپنے مخالفین تو مخالفین خود اگر دیوبندی علما کا آپس میں کوئی اختلاف ہوجائے تو اس کو بھی معاف نہیں کرتے، اس کے خلاف جو پروپیگنڈا کرتے

ہیں، اسے کس طرح مذہب کا نام لیکر بدنام کرتے ہیں اس پر بھی صرف چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

دیوبندی علما مخالفت میں تمام حدیں پار کرجاتے ہیں

(1) پہلی دیوبندی شخصیت عبیداللہ سندھی

عبیداللہ سندھی دیوبندی بزرگوں میں سے ہیں بقول علمائے دیوبند کے جب انہوں نے انگریزوں کے خلاف ایک تحریک چلائی تو اب علمائے دیوبند نے ان کا کیا حشر کیا، کس طرح ان کے خلاف پروپیگنڈا کیا، اس کی ادنی سی جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

دیوبندی مولوی اسعد مدنی کہتے ہیں کہ

"دارالعلوم دیوبند سے مولانا سندھی کی علیحدگی خود برطانوی (انگریز) گورنمنٹ کے اشارے پر عمل میں آئی تھی" (مولانا عبیداللہ سندھی اوران کے چند معاصر: ص ۱۱۳)

دیوبندی مفتی عزیز الرحمن بجنوری کہتے ہیں کہ

"مولانا سندھی کے نکالنے کے لیے ایک بہانہ تھا۔ چناں چہ علامہ سندھی کے خلاف **ایک ہلٹر بازی کھڑی کردی گئی اوران کی پوزیشن کو ملک میں مجروح** کرنے کی کوشش کی گئی" (مولانا عبیداللہ سندھی اوران کے چند معاصر: ص؟؟؟)

دیوبندیوں کے مفتی عزیز الرحمن بجنوری لکھتے ہیں کہ

"حقیقت یہ ہے کہ جمعیۃ الانصار کے پروگرام اور اس کی تجاویز سے جہاں انگریزوں کو بوکھلاہٹ تھی، وہاں دارالعلوم دیوبند کے ارباب اہتمام کے اقتدار پر بھی شدید ضرب واقع ہورہی تھی، جس کے لیے انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ

علامہ سندھی پر علمی اور مذہبی الزامات لگا کر ان کو علیحدہ کر دیا جائے۔ تذکرہ شیخ الہند: ص ۱۷۵-۱۷۶ (مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے چند معاصر: ۶۷)

دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ واقعتاً یہ کوئی علمی مسئلہ نہ تھا، بلکہ مولانا سندھی کو دیوبند سے نکالنے کے لیے محض ایک چال تھی''

(مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے چند معاصر: ۶۷)

اسی کتاب میں صاف لکھا ہے کہ دیوبندی مولویوں نے عبید اللہ سندھی دیوبندی کے خلاف فضا پیدا کرنے کے لیے ڈرامہ کھیلا، چنانچہ لکھتے ہیں کہ

''یہ جلسہ احتساب نہ تھا بلکہ جلسہ اعلان فیصلہ تھا۔ فیصلہ پہلے ہی کر لیا گیا تھا۔ اب دار العلوم میں مولانا سندھی کے خلاف عام فضا پیدا کرنے کے لیے یہ ڈراما کھیلا گیا تھا

(مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے چند معاصر: ص ۷۷)

اسی کتاب میں مزید لکھا ہے کہ

''اب اگر اس میں انگریزی حکومت کی خوشنودی اور اس کی وفاداری و خدمت گذاری کا جذبہ شامل تھا اور یقین ہے کہ ایسا تھا اور اس عمل کے لیے حکومت کا اشارہ بھی موجود تھا، تو واقعتاً یہ بڑے شرم کی بات تھی۔

(مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے چند معاصر: ص ۹۸)

قارئین کرام! علمائے دیوبند کی اپنے ہی مولوی کی مخالفین میں یہ ہلڑ بازی، اس کی مخالفین میں چالیں اور ڈارمہ بازی کوئی چھوٹی موٹی بات نہیں تھی بلکہ انگریز حکومت کی خوشنودی اور وفاداری میں علمی و مذہبی الزامات لگا کر محض انگریز کی حمایت میں عبید اللہ سندھی پر کفر اور

واجب القتل کے فتوے بھی لکھوائے گئے۔ جیسا کہ خود دیوبندی مولوی کہتے ہیں کہ

"یہ بات نہایت متقشفانہ اور ظالمانہ تھی کہ مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کو کافر اور واجب القتل قرار دیا جائے اور صرف اس بنا پر دار العلوم دیوبند سے ان کا تعلق کو منقطع کر دیا جائے۔ لیکن یہ بات تھی ہی کہاں؟ اسے تو صرف دیوبند سے مولانا سندھی کے اخراج کا بہانہ بنایا گیا تھا" (مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے چند معاصر: ۶۷)

علمائے دیوبند نے خود یہ اقرار کیا کہ

"مولانا سندھی سے دو بلند پایہ معاصرین (دیوبندی اکابرین) کو بدظن کر کے تضلیل وتکفیر پر آمادہ کیا گیا" (مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے چند معاصر: ۷۹)

اسی طرح دیوبندی مولوی نے لکھا کہ دار العلوم دیوبند والوں نے جو اپنے ہی دیوبندی مولوی عبید اللہ سندھی کی تکفیر کی تھی، اس پر بڑے بڑے فتوے لگائے تھے وہ محض ایک حربہ تھا کہ ان کو [دار العلوم] دیوبند سے خارج کروانا تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

"ان کی تکفیر محض ایک حربہ تھا جو دیوبند سے ان کے اخراج کے لیے کیا گیا تھا۔ اصل وجہ سیاسی اختلاف اور انگریزوں کے خلاف حضرت شیخ الہند کی تحریک اور اس سلسلے میں مولانا عبید اللہ سندھی کی فعالیت تھی"

(مولانا عبید اللہ سندھی اور ان کے چند معاصر: ص ۸۰)

لہٰذا دیکھیے کس طرح انگریزوں کی حمایت میں اور سیاسی اختلاف کی بنیاد پر دار العلوم دیوبند کے مہتمم نے اپنے ہی دیوبندی مولوی عبید اللہ سندھی کو دار العلوم دیوبند سے نکالنے کے لیے تکفیر کو آڑ بنایا (بقول دیابنہ) خواہ مخواہ اختلافات کیے، اور اپنے دیوبندی اکابرین کو عبید اللہ سے اتنا بدظن کیا، اسے اتنا بدنام کیا کہ اس پر کفر کے فتوے جاری ہو گئے۔

(2) دوسری دیوبندی شخصیت قاری طیب

اسی طرح قاری طیب دیوبندی صاحب جو دار العلوم دیوبند کے مہتمم بھی رہے ہیں، علما دیوبند کی مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ لیکن جب علمائے دیوبند کی اپنے اس بزرگ سے مخالفت شروع ہوئی تو ان کا بھی جو حشر کیا گیا وہ بھی ملاحظہ کیجیے۔ قاری طیب دیوبند کی مخالفت خود انھی کے اپنے دیوبندی علما نے کی اور اس حد تک کی کہ ایک طرف تو اس کو دار العلوم دیوبند سے زبردستی نکالا اور دوسری طرف ان پر فتوے بھی لگائے، اس کو نبوت کا مدعی کہا گیا، ان کے ایمان پر خاتمہ نہ ہونے کی وعیدیں سنائیں گئیں، قاری طیب دیوبندی کو چور، خائن، بددین، کذاب، عاشق باز تک کہا گیا اور ان کی کردار کشی کی گئی اور یہ سب کام کسی سنی نے نہیں بلکہ خود دیوبندی علما نے اپنے ہی مولوی کی مخالفت میں کیے، کیونکہ ان کے نزدیک مخالفت کا مطلب ہی یہ ہے کہ اپنے مخالف کو بدنام کیا جائے۔ آیئے ذرا چند حوالے علمائے دیوبند ہی کے ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ قاری طیب دیوبندی کے مخالفین دیوبندیوں سے جب پوچھا گیا کہ

"مہتمم صاحب جیسے دیرینہ خادم کو دار العلوم سے کیوں جدا کیا؟ تو ظالم کا جواب یہ تھا کہ "مہتمم صاحب کو دار العلوم سے نکالنا دینی فرض ہو گیا تھا چونکہ انھوں نے دعوی نبوت کیا تھا" (مقالات حکیم الاسلام: ص ۲۴)

دیوبندی علما نے قاری طیب کی مخالفت میں

"ان کی کردار کشی کے لیے جائز و ناجائز، گفتنی و ناگفتنی سب روا کر لیا گیا تھا"

(مقالات حکیم الاسلام 30)

انظر شاہ کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ

''فتنہ ہی کے دور میں انھیں (قاری طیب کو) خائن بھی کہا گیا اور غائن بھی، بددیانتی کا بھی الزام عائد ہوا، اور کذب بیانی کا بھی یہاں تک کی ایک پوسٹر نکلا جس کا عنوان تھا'' **الملک الکذاب المغضوب عند اللہ و رسولہ قاری محمد طیب**'' (مقالات حکیم الاسلام 23)

انظر شاہ کاشمیری لکھتے ہیں قاری طیب کے مخالفین (دیوبندیوں) نے

''ایک بے سر و پا نہیں بلکہ فحش داستان نہایت متعفن لب و لہجے میں بعنوان امریکہ میں مولانا محمد طیب کی عشق بازیاں اپنے اخبار میں لکھ کر شقاوت ازلی کا مظاہرہ کیا،''

(مقالات حکیم الاسلام ص22)

انہی دیوبندیوں نے قاری طیب کے بارے میں لکھا کہ

''تیسرے دارالعلوم کے خزانے سے **ایک لاکھ چھتیس ہزار روپے کی ہونے والی چوری کے مرتکب خود مہتمم صاحب** تھے،'' (مقالات حکیم الاسلام ص24)

انظر شاہ کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ

''ان کے سب سے بڑے حریف نے ایک **موقع پر تقریر کرتے ہوئے یہاں تک کہہ ڈالا کہ: مجھے اندیشہ ہے کہ مہتمم صاحب کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا**''

(مقالات حکیم الاسلام 23)

''۲۱/ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو دارالعلوم کی مسجد میں خطاب کے دوران شور و غل ہوا اور زبردست دو تین دھماکے، ان کا گھیراؤ ہوا، بڑی مشکل سے ان کو اس گھیراؤ سے نکالا

گیا۔ سنگ باری ہو رہی تھی، لاؤڈ اسپیکر پر قبضہ کرلیا گیا تھا"

(مقالات حکیم الاسلام 23)

"جس شب میں دارالعلوم پر قبضہ کیا گیا، ایک شور تھا اور ایک غل۔ لاؤڈ اسپیکر سے برابر اعلان ہو رہا تھا کہ "**قاری طیب کا جنازہ دارالعلوم سے نکال دیا گیا، اب وہ کبھی لوٹ کر نہ آئے گا۔ ہم سے جو ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا**" یہ مبارزانہ جملے مسلسل دارالعلوم کی مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے نشر ہو رہے تھے"

(مقالات حکیم الاسلام 26)

"حریف ان کے زندہ مزار پر فاتحہ تو کیا پڑھتے، اس زندہ درگور کے **لاتیں لگاتے رہے، گھونسے چلاتے رہے، مکے دکھاتے رہے، منہ چڑاتے رہے**"

(مقالات حکیم الاسلام 27)

دیوبندی مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی لکھتے ہیں کہ

"مولانا اسعد مدنی صاحب (دیوبندی)...... نے ایک بڑی لمبی سازش کر کے نہ صرف یہ کہ اہتمام کا تختہ پلٹ دیا" (حضرت مولانا قاری محمد طیب: ص۹۹) اسی کے صفحہ ۱۴۶ پر اسعد مدنی (دیوبندی) کو قاری طیب کا مخالف بتایا گیا۔ اسی طرح منظور نعمانی دیوبندی بھی قاری طیب کے مخالفین میں سے تھا"

(حضرت مولانا قاری محمد طیب: ص ۱۰۷)

قارئین کرام! غور کیجیے کہ جب دیوبندی علما اپنے ہم مسلک دیوبندی علما و اکابرین کے ساتھ مخالفت کی بنیاد پر اس قدر بدترین سازشیں کر سکتے ہیں، ان کو بدنام کر سکتے ہیں، ان

کی کردار کشی کے لیے جائز و ناجائز حربے استعمال کر سکتے ہیں تو پھر اپنے اصل مخالفین علمائے حق اہل سنت و جماعت کے خلاف کتنے گر سکتے ہیں اس کا اندازہ آپ خود لگا لیجیے۔

(3) تیسری دیوبندی شخصیت شبیر احمد عثمانی

شبیر احمد عثمانی علمائے دیوبند کے بہت بڑے بزرگ سمجھے جاتے ہیں، لیکن جب ان کے ساتھ بھی علمائے دیوبند کی مخالفت ہوئی تو مخالفت میں ان کو کس قدر بدنام کیا، لیجیے ملاحظہ فرمائیں۔

☆......مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے اپنے ہی دیوبندی مولوی حسین احمد ٹانڈوی سے یہ شکوہ کیا کہ

''جو عربی مدارس کے طلباء آپ کے شاگرد آپ کے مرید...... ہیں، ذرا اُدھر بھی تو دیکھیے کہ اُنہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔...... ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ (مکالمۃ الصدرین: ص ۲۰، ۲۱)

☆......یہی بات مولوی شبیر عثمانی دیوبندی نے اپنے مکتوب بنام مولوی منظور نعمانی دیوبندی میں ان الفاظ میں کہی:

''دار العلوم (دیوبند) کے طلبہ نے اس شخص (یعنی شبیر عثمانی دیوبندی) کے حق میں وہ حرکات کیں...... جنازے نکالے، اس پر لکھا کہ ابوجہل کا جنازہ جارہا ہے''

(انوارِ عثمانی صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ مکتبۂ اسلامیہ، مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ، کراچی۔ مرتّب مولوی انوار الحسن شیرکوٹی دیوبندی۔ ایضاً صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ دار العلوم، کراچی۔ جدید اشاعت اکتوبر ۲۰۱۳ء)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے اپنے ہی دیوبندی مولوی حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی

سے کہا کہ

"دارالعلوم کے طلبا نے میرے قتل تک کے حلف اُٹھائے" (مکالمۃ الصدرین:ص۲۱)

یہی بات مولوی شبیر عثمانی دیوبندی نے اپنے مکتوب بنام مولوی منظور نعمانی دیوبندی میں ان الفاظ میں کہی:

''پندرہ (دیوبندی) طلبہ نے قتل کے حلف اُٹھائے'' (انوارِ عثمانی صفحہ ۱۵۰)

☆......مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے اپنے ہی دیوبندی مولوی حسین احمد ٹانڈوی سے یہ شکوہ کیا کہ

''جو عربی مدارس کے طلباء آپ کے شاگرد آپ کے مرید اور دینی ماحول بلکہ مرکزِ دین و اخلاق میں تربیت پانے والے ہیں، ذرا اُدھر بھی تو دیکھیے کہ اُنہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے طلبا نے جو **گندی گالیاں** اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیے'' (مکالمۃ الصدرین:ص۲۰،۲۱)

یہی بات مولوی شبیر عثمانی دیوبندی نے اپنے مکتوب بنام مولوی منظور نعمانی دیوبندی میں ان الفاظ میں کہی:

''لیکن دارالعلوم (دیوبند) کے طلبہ نے اس شخص (یعنی شبیر عثمانی دیوبندی) کے حق میں وہ حرکات کیں ...... فحش اور گندی گالیاں لکھ لکھ کر بھیجیں، جو بازاری لوگ بھی استعمال نہیں کر سکتے''

(انوارِ عثمانی صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ مکتبۂ اسلامیہ، مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ، کراچی۔ مرتّب مولوی انوار الحسن شیرکوٹی دیوبندی۔ ایضاً صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ دار العلوم، کراچی۔ جدید اشاعت اکتوبر ۲۰۱۳ء)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے اپنے ہی دیوبندی مولوی حسین احمد ٹانڈوی سے کہا کہ

" دارالعلوم کے طلبا نے...... وہ وہ فُحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جاتی تو ہماری آنکھیں شرم سے جُھک جاتیں

(مکالمۃ الصدرین: ص ۲۱)

دیوبندیوں کی طرف سے اپنے ہی مولوی شبیر احمد عثمانی کی ایسی تکفیر کی گئی کہ ایک طرف تو اسے ابوجہل کہا گیا اور پھر یہ کام کیا گیا کہ

" دارالعلوم (دیوبند) کے طلبہ نے اس شخص (یعنی شبیر عثمانی دیوبندی) کے حق میں وہ حرکات کیں ...... محلہ کی مسجد کے اندر دیوار پر لکھا کہ اس مسجد میں نماز جائز نہیں کیونکہ فلاں شخص اس میں نماز پڑھتا ہے۔"

(انوارِ عثمانی صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ مکتبۂ اسلامیہ، مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ، کراچی۔ مرتّب مولوی انوار الحسن شیرکوٹی دیوبندی۔ ایضاً صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ دار العلوم، کراچی۔ جدید اشاعت اکتوبر ۲۰۱۳ء)

دیوبندی مولوی شبیر احمد عثمانی پر دیوبندیوں کی فتوے بازیاں، اس کو گالیاں، اس کے خلاف کارٹون، نہایت ہی بیہودہ و فحش اشتہارات، اس کے قتل کا حلف سے لیکر اس کی مسجد میں نماز نہ ہونے تک یہ ساری کاروائی دیوبندی علما کی سربراہی ہی میں ہوئی جیسا کہ خود علمائے دیوبند نے لکھا ہے کہ

" ان حرکات کو دیکھ کر (دارالعلوم دیوبند کے) بہت سے اُستاد اور ذمہ دار خوش ہوتے تھے، اور ایسے نالائق مفسدوں کی پُرزور حمایت وہاں (دارالعلوم دیوبند)

کی سب سے بڑی ذمہ دار مجلس نے برملا کی، جس کے ایک رُکن اب آپ [حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی] بھی ہیں، کسی کی زبان سے حرفِ ملامت نہ نکلا، حالانکہ وہ ان کے کنٹرول میں تھے"

(انوارِ عثمانی صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ مکتبۂ اسلامیہ، مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ، کراچی۔ مرتّب مولوی انوار الحسن شیرکوٹی دیوبندی۔ ایضاً صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ دار العلوم، کراچی۔ جدید اشاعت اکتوبر ۲۰۱۳ء)

نوٹ: ان تینوں دیوبندی شخصیات کے بارے میں یہ مختصر تحریر قہرِ خداوندی جلد سوم سے لی گی ہے۔ لہٰذا مزید تفصیل کے لیے اس کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔

دیوبندی مفتیوں کا مخالفت میں بدترین کردار

ہم بتا چکے کہ دیوبندیوں نے تسلیم کیا ہے کہ مخالفت میں دوسرے کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے، اور دیوبندی فرقہ اپنے مخالفین کے ساتھ کیسا بدترین سلوک کرتا ہے اس مزید کا ایک نمونہ ملاحظہ کیجیے۔ "جماعتِ اسلامی" والوں (مودودی حضرات) نے مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی کتاب "تَصۡفِیَۃُ الۡعَقَائِد" کی ایک عبارت پر یہ ظاہر کیے بغیر کہ یہ عبارت کس کی ہے؟ مفتیِ دیوبند سے اِستفسار کیا۔ اور مفتیِ دیوبند نے یہ سمجھا کہ یہ عبارت ہمارے مخالفین کی ہے اس لیے مفتی دیوبند نے فتوے کی تلوار چلا دی کہ: ایسا شخص کافر ہے، نکاح ٹوٹ گیا، تجدیدِ ایمان و نکاح ضروری ہے، وغیرہ وغیرہ، ملاحظہ کیجیے۔ فاضلِ دیوبند، مولوی عامر عثمانی نے اپنے اِداریے میں لکھا ہے:

"مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو خود "مفتیانِ دارُالعلوم دیوبند" نے نہ صرف اہلِ

سنت والجماعت سے خارج کردیا، بلکہ نَعُوْذُبِاللهِ مِنْ ذٰلِکَ کافر ٹھہرا دیا......
تفصیل اِس اجمال کی سہ روزہ ''دعوت'' دہلی کی ۱۷ جنوری ۵۶ء کی اِشاعت میں ملاحظہ فرمایئے، کسی نے حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی چند سطریں ان کی کتاب ''**تَصْفِیَۃُ الْعَقَائِد**'' سے نقل کرکے ''**دارُالاِفتاء دارُالعلوم دیوبند**'' کو بھیجیں ، اور پوچھا کہ ان سطروں کے لکھنے والے کے بارے میں آنجناب کا شرعی فیصلہ کیا ہے؟ خدا جانے کون سی منحوس گھڑی تھی کہ اُن عقیل وفہیم مفتیوں کے دماغ میں، جن کے ہزاروں فتوے ملک کے کونے کونے کوعلمِ دین کی روشنی پہنچاتے رہے ہیں، اور جن کے علم وفضل کی قسمیں تک کھائی گئی ہیں، **یہ بات آگئی کہ ہونہ ہو یہ عبارت مودودی کی یااس کے کسی چیلے کی ہے،بس پھر کیا تھا، آؤ دیکھا نہ تاؤ، مندرجہ ذیل فتویٰ صادر فرمایا:**

فتویٰ نمبر ۱۴۱:۔الجواب:۔انبیا عَلَیْہِ السَّلَام معاصی سے معصوم ہیں، ان کو مرتکبِ معاصی سمجھنا (اَلْعِیَاذاً بِاللهِ) اہلِ سنت والجماعۃ کا عقیدہ نہیں، اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے، اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں''۔
فقط۔وَاللهُ اَعْلَم۔سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارُالعلوم دیوبند۔
جواب صحیح ہے، ایسے عقیدے والا کافر ہے، جب تک وہ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح نہ کرے، اس سے قطعِ تعلق کریں۔
مسعود احمد عَفَا اللهُ عَنْہُ۔مُہر: دَارُالِافْتَاء فی دیوبند۔الہند''۔
(ماہنامہ تجلی دیوبند، بابت اپریل ۱۹۵۶ء۔ص ۹، ۱۰۔ بحوالہ المہند کا تحقیقی جایزہ)

غور کیجیے کہ دار العلوم دیوبند کے مفتیوں کا یہ حال ہے کہ اپنے مخالفین کے ساتھ کیسا بدترین برتاؤ کرتے ہیں۔ مخالفین کے خلاف کس قدر ان کے اندر بغض وعناد بھرا ہوا ہے کہ ان کی مخالفت کی وجہ سے انہیں بدنام کرتے ہیں۔ جب دیوبندی علما اپنے ہی دیوبندی علما و اکابرین کی مخالفت میں ان کے کردار کشی کے لیے ہر طرح کے حربے اختیار کر سکتے ہیں، جو اپنوں کے خلاف سازشیں کر سکتے ہیں، سیاسی اختلافات کی بنیاد پر الزامات لگا کر اس کو مذہبی رنگ دیکر فتوے لگا سکتے ہیں تو وہ دیوبندی علما ہمارے سنی علماء و اکابرین بالخصوص سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف کس قدر پروپیگنڈا کرتے ہوں گے؟ ان کی مخالفت میں کیسے کیسے جھوٹے الزامات لگاتے ہوں گے؟ اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ ہم یہاں صرف دو حوالے پیش کرتے ہیں ہیں۔

سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے علمائے دیوبند کی مخالفت، بغض وعناد

قارئین کرام! سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دیوبندیوں کی مخالفت اور مخالفت کی بنیاد پر بدنام کرنے کی کوشش کا اندازہ آپ اس حوالے ہی سے لگا لیجیے کہ

(1) علمائے دیوبند کے بزرگ مولوی خالد محمود مانچسٹری نے سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت میں یہاں تک بدترین الزام لگا دیا کہ

”آپ (احمد رضا بریلوی) کے پہلے استاد مرزا غلام قادر (مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی) تھے۔“ (مطالعہ بریلویت ج2 ص46)

یہی نہیں دیوبندیوں کے مرکز دار الافتاء، دار العلوم دیوبند

[Fatwa:163-185 /2=H /1440] والوں نے بھی یہی لکھا ہے کہ

''مرزا غلام قادیانی کے بھائی مرزا غلام قادر قادیانی سے احمد رضا خان بریلوی کو شرف تلمذ حاصل تھا یعنی مرزا غلام قادر کے شاگرد تھے جیسا کہ مطالعہ بریلویت: ۲/۴۶، میں ہے کہ آپ (احمد رضا خان بریلوی) کے پہلے استاد مرزا غلام قادر (مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی) تھے۔''

https://www.darulifta-deoband.com/home/ur/history/y/165835

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یہ کائنات کا بدترین جھوٹ اور بدترین بہتان والزام ہے۔ لیکن بات وہی ہے کہ جب خود علمائے دیوبند نے یہ لکھا ہے کہ دیوبندیوں کی سنیوں کے ساتھ مخالفت ہے اور بقول دیوبندیوں کے مخالفت میں صرف دوسرے کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے، مخالف کے خلاف پروپیگنڈا کرنا پیش نظر ہوتا ہے۔ اسی لئے محض مخالفت کی بنیاد پر دیوبندی علما نے سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

(2) اسی طرح دیوبندیوں کی مشترکہ کروائی دیوبندی کتاب: دفاع: میں دیوبندی مولوی ابوایوب بدترین جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے کہ

مرتضی حسن چاندپوری ایک دفعہ فاضل بریلی سے ملنے گے اور اسے کہا کہ ہمارے بزرگوں کی کونسی بات پر تمہیں اعتراض ہے بول میں جواب دیتا ہوں تو اس نے کہا کہ کسی پر بھی نہیں تو فرمایا پھر یہ ڈھونگ کیوں رچایا تو بولا کہ یہ سب پیٹ کا مسئلہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے ملفوظات فقیہ الامت" (دفاع: جلد ا ص 19)

دیوبندی کذب بیانیوں میں یہ بدترین کذب ہے۔ مخالفین کے بارے میں یہ لوگ دجل و فریب اور کذب بیانی سے باز نہیں آتے۔ ہم دیوبندیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ یہ ثابت

کریں کہ دیوبندی چاندپوری مفرور کی سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تھی، اور یہ بھی بتائیں یہ ملاقات کس تاریخ، کس سن، کس دن ہوئی تھی اور کس جگہ ہوئی تھی؟ اور اس ملاقات میں کون کون شامل تھا؟

یہاں دیوبندی مولوی نے جو جھوٹ بولا ہے اس جھوٹ کے لیے اس نے اپنی دیوبندی کتاب ''ملفوظات فقیہ الامت'' کا حوالہ دیا ہے جبکہ انہی دیوبندیوں کے مطابق اپنے گھر کی کتاب فریق مخالف کے سامنے پیش نہیں کی جاسکتی تو دیوبندیوں کے اس اصول کے مطابق ''ملفوظات فقیہ الامت'' تو دیوبندیوں کی کتاب ہے، ہم سنیوں کے لیے حجت نہیں لہذا ہم سنیوں کے خلاف کس منہ سے پیش کر رہے ہیں؟

بہرحال حاصل گفتگو یہ ہے کہ دیوبندیوں نے خود یہ لکھا ہے کہ مخالفت میں مقصود دوسرے کو بدنام کرنا ہوتا ہے تو علمائے دیوبند اپنے اسی اصول پر عمل پیرا ہے بس ہم اہل سنت بالخصوص سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں ورنہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقی و شخصی تکفیر کے وہ قائل ہی نہیں ہیں۔

دیوبندیوں مولویوں نے کفر واسلام کو کھیل بنالیا ہے

حق و سچ تو یہ ہے کہ خود دیوبندی مسلک والے سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی، تحقیقی و شخصی تکفیر کے قائل ہی نہیں ہیں، دیوبندی مولوی سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی، تحقیقی اور شخصی تکفیر پر اپنے مسلک دیوبند کا اجتماعی و جماعتی یا مسلکی متفقہ فتوی پیش نہیں کر سکتے، ہمارا ان کو چیلنج ہے کہ ایسا دعوی پیش کریں لیکن ان شاء اللہ عزوجل یہ مرتے مرجائیں گے لیکن ایسا دعوی پیش نہیں کر سکیں گے بلکہ ان بے چارے دیوبندی مولویوں سے اگر کسی کتاب یا کسی بیان میں سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کوئی ایسا جملہ صادر بھی ہو گیا جس سے تکفیر

شخصی تک کا وہم ہوتا ہوتو اس پر خود ان دیو بندیوں کو وضاحتیں دیکر تردید کرنی پڑتی ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ایسے جملوں کو تہدید توبیخ پر محمول کیا جائے۔ جیسا کہ دیو بندی مولوی ساجد صاحب کہتے ہیں کہ

''ہماری تحریرات میں جہاں خان صاحب کی تکفیر شخصی کا وہم ہوتا ہے وہ یا تو اسی تناظر (یعنی الزامی) میں ہے یا تہدید توبیخ پر محمول۔ بہر حال خان صاحب بریلوی کی شخصی تکفیر ہمارے اکابر کا اجتماعی موقف نہیں''

(نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی: ص464)

لہٰذا علمائے دیو بند کی طرف سے سیدی اعلی حضرت کی شخصی، شرعی و تحقیقی تکفیر علمائے دیو بند کے اکابرین کا اجتماعی و مسلکی متفقہ موقف نہیں لیکن جو دیو بندی اپنی تحریروں میں (بقول دیابنہ) تکفیر کا کھیل کھیلتے ہیں وہ یا تو الزامی یا تہدید توبیخ پر مبنی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ دیو بندی مفتی عبید الرحمن صاحب علامہ بزازی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''بعض لوگوں سے منقول ہے جن کے پاس (اپنی اس بات کی تائید میں) کوئی سلف نہیں، کہ کتب فتاوی میں جو کلمات کفر ذکر کئے جاتے ہیں وہ ڈرانے دھمکانے کے لئے ہوتے ہیں، حقیقۃً کفر کے لئے نہیں ہوتے، یہ بات بالکل غلط ہے علماء کے حق میں یہ بالکل بعید ہے کہ وہ حلال وحرام اور کفر و اسلام کے الفاظ کو کھیل کا ذریعہ بنائیں وہ تو حق بات ہی کرتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو''

(اصول تکفیر: ۱۵۵ مکتبہ دار التقوی مردان)

نوٹ: اس کتاب پر دیوبندی مولوی سمیع الحق سابق مہتمم جامعہ حقانیہ اور تقی عثمانی کی تقریظ بھی موجود ہیں۔

لہٰذا علمائے دیوبند کے اس بیان کردہ اس حوالے کے مطابق دیوبندی علما نے کفر و اسلام کے الفاظ کو کھیل کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ ایک طرف تو خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی، تحقیقی و شخصی تکفیر نہیں کرتے لیکن دوسری طرف اگر کسی جگہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکے ہوئے ایسے جملے کہہ بھی دیتا ہے تو (بقول مذکوہ بالا حوالے کہ) ان کا یہ عمل بالکل غلط ہے علماء کے حق میں یہ بالکل بعید ہے، کفر و اسلام کے الفاظ کو کھیل کا ذریعہ بنایا جائے۔

تکفیر اعلیٰ حضرت علمائے دیوبند کا شرعی و شخصی اجتماعی و مسلکی دعویٰ نہیں اور دیوبندی سیدی اعلیٰ حضرت کی عدم تکفیر کے قائل ہیں

قارئین کرام! ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ حق و سچ تو یہی ہے کہ خود دیوبندی مسلک والے بھی امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کے قائل ہی نہیں ہیں، دیوبندی حضرات علمائے دیوبند کی کتب اور اصولوں کے مطابق سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی اور شخصی تکفیر پر اپنے دیوبندی مسلک کے اکابرین کا اجتماعی و جماعتی یا مسلکی متفقہ فتویٰ پیش ہی نہیں کر سکتے ''اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے (امام سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی) کسی <u>عبارت سے شرعی۔۔۔ تکفیر (پر جماعتی و مسلکی متفقہ تکفیر پیش) نہیں کی جاسکتی</u>''

(اظہار العیب: ص ۲۳۵)

دار العلوم دیوبند کے مہتمم رہنے والے قاری محمد طیب دیوبندی صاحب دوٹوک الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ

”مولانا احمد رضا خان اور بریلویت کے بارے میں جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو آج تک کہیں ان کی تکفیر نہیں کی گئی بہرحال وہ مسلمان ہیں“

(خطبات حکیم الاسلام، جلد 7 صفحہ ۴۶۷)

لہٰذا قاری طیب دیوبندی کے اس حوالے سے بھی ثابت ہو گیا کہ دیوبندی صف اول کے اکابرین سے لیکر قاری طیب کے زمانے تک کسی بھی دیوبندی اکابر کی طرف سے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی، شخصی تکفیر نہیں کی گئ۔

اسی طرح دیوبندی مولوی ساجد خان کہتے ہیں کہ

”بہرحال خان صاحب بریلوی کی شخصی تکفیر ہمارے اکابر کا اجتماعی موقف نہیں چنانچہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحب فرماتے ہیں: جو لوگ اہل بدعت کو کافر کہتے ہیں یہ ان کا ذاتی مسلک ہے تکفیر مبتدعہ کو علمائے دیوبند کی طرف منسوب کرنا بہتان صریح ہے، حضرات علمائے دیوبند کا مسلک ان کی تصنیفات اور رسائل سے واضح ہے، انہوں نے ہمیشہ مسئلہ تکفیر مسلم کے بارہ میں کافی احتیاط سے کام لیا ہے، مرزائیہ اور غلاۃ روافض کے علاوہ اہل بدعت کو انہوں نے کافر نہیں کہا یہ جو مسائل سوال میں مذکورہ ہیں ان کے اندر تاویلات کی گنجائش ہے جن کی وجہ سے تکفیر مسلم کے بارے میں احتیاط لازم ہے۔ خیر الفتاوی ج ا ص ۱۴۸“

(نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی: جلد اول: ص ۴۶۴)

دیوبندی مولوی ساجد نے یہاں خود خیر الفتاوی کے اس فتوے کو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عدم تکفیر پر پیش کیا اور اس سے بالکل واضح ہے کہ خود ان کے مطابق سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصی تکفیر دیوبندی اکابرین کا اجتماعی موقف نہیں ہے۔ بلکہ اگر بالفرض کوئی دیوبندی

تکفیر کرتا بھی ہے تو یہ اس کا ذاتی مسلک ہے اکابرین علمائے دیوبند کا اجتماعی موقف ہرگز نہیں ہے۔

مزید اس فتوے میں خود دیوبندی مفتیوں نے یہ بھی بتا دیا کہ وہ مرزائیہ اور غلاۃ روافض کے علاوہ کسی کو بھی کافر نہیں کہتے۔ یعنی علمائے دیوبند کی طرف سے تکفیر کی گئی ہے تو صرف مرزائیہ اور غلاۃ روافض کی باقی کسی کی بھی تکفیر مسلک دیوبند کی طرف سے نہیں کی گئی ہے اور اس فتوے کو نقل کرنے سے قبل ساجد دیوبندی نے خود بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ

"بہر حال خان صاحب بریلوی کی شخصی تکفیر ہمارے اکابر کا اجتماعی موقف نہیں"

(نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی: جلد اول: ص ۴۶۴)

ہمارے (دیوبندی) اکابر سے نواب احمد رضا خان پر سخت قسم کی جرحیں منقول ہیں ...... دجال، کذاب وغیرہ قسم کی دیگر شدید جرحیں بھی منقول ہیں لیکن نواب احمد رضا خان صاحب کی شخصی تکفیر یا ان کے متبعین کی علی الاطلاق تکفیر ہماری صف اول کے اکابر سے ثابت نہیں" (نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی: جلد اول: ص ۴۶۴)

اسی طرح دار العلوم دیوبند والوں کا فتاوی (جواب #149818) بھی خود دیوبندی مولوی ساجد نے پیش کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ

"بریلوی حضرات نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں اور ہمارے تمام ہی عقیدوں کو مانتے ہیں جن عقیدوں میں وہ ہم سے ہٹے ہوئے ہیں اس میں وہ تاویلیں کرتے ہیں اس لیے ہمارے اکابر نے ان کو کافر نہیں کہا"

(نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی: جلد اول: ص ۴۶۴)

یادرہے کہ یہ فتوی خود ساجد دیوبندی نے سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عدم تکفیر پر بطور دلیل پیش کیا، لہذا اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہیں بلکہ عام بریلویوں کی بات ہو۔ لہذا خود دیوبندی مولویوں سے ثابت ہو گیا کہ دیوبندی اکابرین سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیروکاروں کو کافر نہیں کہتے۔

اور لطف کی بات یہ ہے کہ دیوبندی مولوی ساجد خان صاحب سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عدم تکفیر پر مذکورہ بالا حوالہ جات اور اپنی رائے و تحقیق پیش کرنے کے بعد آخر میں یہ فیصلہ سناتے ہیں کہ

"اس باب میں ہماری جو رائے و تحقیق **اکابر کی تحریرات کی روشنی میں تھی** ہم نے اسے دیانۃ نقل کر دیا" (نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی: جلد اول: ص ۴۶۴)

یعنی ساجد دیوبندی کی جو رائے و تحقیق سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے (کہ "احمد رضا خان صاحب کی شخصی تکفیر۔۔ ہماری صف اول کے (دیوبندی) اکابر سے ثابت نہیں"، "خان صاحب بریلوی کی شخصی تکفیر ہمارے اکابر کا اجتماعی موقف نہیں") ساجد دیوبندی کی یہ رائے و تحقیق اس کی اپنی ذاتی نہیں بلکہ (دیوبندی) اکابر کی تحریرات کی روشنی میں ہے۔

یعنی بقول ساجد دیوبندی کہ دیوبندی اکابرین کی تحریرات (کتابوں اور فتوی جات) کے مطابق سیدی اعلی حضرت ہرگز کافر نہیں ہیں۔ اس کہتے ہیں "اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ"

اور لطف کی بات یہ ہے کہ ساجد دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ "اس باب میں ہماری جو رائے و تحقیق اکابر کی تحریرات کی روشنی میں تھی **ہم نے اسے دیانۃ نقل کر دیا**" تو بقول ساجد

دیوبندی صاحب کے انہوں نے اپنے دیوبندی اکابرین کی تحریرات کی روشنی میں سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عدم تکفیر کی جو مذکورہ رائے وتحقیق پیش کی وہ دیانت کے ساتھ نقل کی تو دیانت وایمان داری کا فیصلہ یہی ہے کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیوبند کی تحریرات (کتب وفتاوی جات) کے مطابق بھی مسلمان ہی ہیں۔ نیز اب اگر ساجد دیوبندی اینڈ کمپنی اپنی اس رائے وتحقیق کو ترک کریں گے اور اکابرین کا نام لیکر تکفیر کا قول کریں گے تو خود ان کی اپنی تحریر کے مطابق ان کی تکفیر کی رائے وتحقیق بددیانتی پر مشتمل ہوگی۔

دیوبندیوں نے فتنوں کا دروازہ کھولا

جب علمائے دیوبند نے خود یہ تسلیم کرلیا کہ ان کے اکابرین دیوبند نے سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی اور شخصی تکفیر نہیں کی تو اب اپنے دیوبند اکابرین کی تحریرات وتحقیقات پر جو دیوبندی اعتماد نہیں کرتے ایسے دیوبندی مولوی اپنے ہی دیوبندیوں کے مطابق فتنہ باز ہیں کیونکہ وہ فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ جیسا کہ الیاس گھمن دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ

"دوسرا یہ اپنے اکابرین پر اعتماد رکھیں اور ان کی تشریحات کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔ اکثر فتنوں کا دروازہ کھلتا ہی تب ہے جب انسان اپنے اکابرین کی تحقیقات پر اعتماد کے بجائے خود کو محقق سمجھنے لگتا ہے"

(مجالس متکلم اسلام 1: ص ۱۶۴ الیاس گھمن دیوبندی)

"علماء اکابر کی رائے میں آپ نے دخل نہیں دینا، سکوت اختیار کریں، اس میں عافیت ہے، اس میں ایمان کی حفاظت ہے"

(مجالس متکلم اسلام 1: ص ۱۸۲ الیاس گھمن دیوبندی)

لہذا جو دیوبندی اپنے اکابرین کی رائے وموقف کے خلاف چلے اور خود محقق بننے کی کوشش کرے گا تو ایسا دیوبندی فتنوں کا دروازہ کھلے والا فتنہ باز ہے اور اس کے اپنے (بقول دیوبندی) ایمان کو خطرہ ہے۔

اسی طرح دیوبند نام نہاد استاذ المناظرین مفتی ندیم المحمودی صاحب لکھتے ہیں کہ

''ظاہر بات ہے کہ جو لوگ اپنے اکابر پر اعتماد چھوڑ دیتے ہیں، ان کے ہاں پھر نہ کوئی فکری وحدت باقی رہتی ہے، نہ عقائد میں یکسانیت، نہ فتاویٰ میں ہم آہنگی، نہ ہم آہنگی، نہ دینی موقف میں استقلال۔ ان کے ہر بڑے اور چھوٹے کا الگ عقیدہ، الگ نظریہ، اور الگ مذہب نظر آتا ہے۔ لہٰذا ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابرِ علمائے دیوبند پر کامل اعتماد، پختہ یقین، اور مضبوطی سے ان کے نقش قدم پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ آج کے فتنہ خیز دور میں سلامتی کا واحد راستہ بس یہی ہے فقط۔ اکابر کے ساتھ جڑنا، ان کی فکر سے وفا کرنا، اور انھی کی دی ہوئی پگ کو سر کا تاج بنائے رکھنا''

اکابر کی وفا میں ہے بقا اہل سنن کی
جدا ہو کر قافلے سے ، ہوا ہر کوئی خوار

(فرقہ مماتیہ اپنے فتووں کی زد میں: ص 14)

اسی طرح علمائے دیوبند کے مولوی محمد یوسف لدھیانوی صاحب کہتے ہیں کہ

''بڑوں کی تصدیق کے بغیر اپنی بات قابل اعتماد نہیں: ایک بات خوب ذہن نشین کرلو اور اس کو ہمیشہ یاد رکھو کہ جو بات تمہارے منہ سے نکلے، جب تک بڑوں کی

طرف سے اس کی تصدیق نہ ہو جائے ،تمہاری بات لائق اعتماد نہیں ہے، اس لئے خاص طور پر نوجوان علمائے کرام میری بات سن لیں کہ جو بات تمہارے منہ سے نکلے، جب تک اس کے لئے اپنے بڑوں سے سند نہ لاؤ، اس وقت تک تمہاری وہ بات قابل اعتماد نہیں، بلکہ مسترد کر دینے کے قابل ہے"

(تحفہ قادیانیت: جلد ششم :ص ۲۴۷، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ)

لہٰذا اگر بالفرض آج کوئی دیوبندی سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی اور شخصی تکفیر کرے بھی تو اس کو اپنے بڑوں یعنی اکابرین کی تصدیق پیش کرنی ہوگی ورنہ اس کے فتوے یا دعوے کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ اس کا دعوی مسترد کر دینے کے قابل ہے۔

دعوی جماعتی و مسلکی ہونا چاہیے نہ کہ ذاتی

قارئین کرام! الحمدللہ عزوجل ہم نے علمائے دیوبند کی کتب سے ثابت کر دیا کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر دیوبندی مسلک کا اجتماعی، و جماعتی یا مسلکی متفقہ موقف نہیں، اور علمائے دیوبند کے مشہور بزرگ امین صفدر اکاڑوی صاحب کہتے ہیں کہ

"دعویٰ ہمیشہ مستند اور مسلمہ کتاب کے حوالے سے لکھا اور لکھوایا جائے ،تاکہ وہ جماعتی دعویٰ کہلائے نہ کہ ذاتی" (انوارات صفدر ص406)

اسی طرح دیوبندی مولوی مشاھدالاسلام امروہوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"اسی طریقہ سے کسی مستند کتاب کا حوالہ بھی ہونا چاہیے، تاکہ یہ بات معلوم ہو کہ مدعی نے جو دعوی کیا ہے، یہ کوئی شخصی دعوی نہیں ہے، بلکہ مسلکی چیز ہے"

(مناظرہ کیسے کریں: تیسرا باب :ص ۱۴۷)

اس کتاب پر دیوبندی الیاس گھمن صاحب، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند ابوالقاسم نعمانی صاحب، راشد اعظمی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند عبداللہ معروفی نگران فی الحدیث دیوبند کی تقریظات ثبت ہیں۔

لہٰذا علمائے دیوبند نے خود اصول بیان کیا کہ دعوی اجماعی و مسلکی ہونا چاہیے ذاتی دعوی نہ ہو اور بقول ساجد دیوبندی ان کے اکابرین کی تحریرات (جو یقیناً ان کے نزدیک مستند و مسلمہ ہیں) کے حوالے سے بالکل واضح ہے کہ تکفیر اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دعوی ان کے اکابرین دیوبند کا اجتماعی و جماعتی موقف نہیں۔لہذا جب یہ دعوی مسلک دیوبند کا جماعتی و مسلکی متفقہ و اجماعی دعوی ہی نہیں تو پھر خود ان کے اصولوں کے مطابق اس پر مناظرہ نہیں ہوسکتا کیونکہ مناظرہ دو مسالک کے درمیان ہوتا ہے دو افراد کے ذاتی موقف پر نہیں لہٰذا دیوبندی حضرات سب سے پہلے اپنے دعویٰ کو اپنے اکابرین کے حوالوں سے جماعتی، مسلکی، اجتماعی اور متفقہ ثابت کریں، لیکن ان شاء اللہ تعالی ایسا دعوی دیوبندی ہرگز پیش نہیں کرسکتے۔ بلکہ اس کے برعکس علمائے دیوبند کے اکابرین سے سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عدم تکفیر ثابت ہے۔ باقی کوکب یمانی و دیگر کتب کو بھی پیش نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان میں جو عبارات ہیں، ان کا بھی مذکورہ دعوے سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ دیوبندیوں کے نزدیک بھی وہاں تکفیر نہیں بلکہ محض استفسار ہے۔

اکابرین دیوبند کی اجماعی تحقیق پیش کریں

دیوبندی امام سرفراز صفدر صاحب کہتے ہیں کہ

”میں اپنے تمام تلامذہ و مریدین اور متعلقین کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اکابر علمائے

دیوبند کے مسلک پر سختی کے ساتھ عمل پیرا رہیں اور اُن کے دامن کو کسی صورت چھوڑنے نہ پائیں۔ جو اکابر علمائے دیوبند کے اجماعی مسلک کو قرآن وسنت کے مطابق سمجھتے ہوئے اس پر پوری طرح قائم رہے، وہ میرے متعلقین میں شامل ہیں اور جس کا اکابر کی اجماعی تحقیق پر اعتماد نہ ہو میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں"

(اختلاف ومخالفت میں فرق: ص ۲۱۳)

اب ہم کہتے ہیں کہ دیوبندی مناظرین اپنے اکابرین کی اجماعی تحقیق پیش کریں جس میں سیدی اعلی حضرت کی شرعی اور شخصی تکفیر کی گئی ہو۔ اور اگر ان کی ایسی اجماعی تحقیق پیش نہیں کر سکتے تو اس کا واضح مطلب ہے کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی اور شخصی تکفیر ان کا اجماعی تحقیق، اجماعی موقف ہی نہیں۔

علمائے دیوبند کی فیصلہ کن تجویز وشرط

اشرفعلی تھانوی کی کتاب حفظ الایمان جو کہ انجمن اشاعت المسلمین نے شائع کی اس کے صفحہ نمبر 49 پر "ایک فیصلہ کن تجویز" کا عنوان دیا گیا ہے جس کے تحت یہ تجویز وشرائط لکھی ہوئی ہیں۔ چنانچہ دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"فیصلہ کن مناظرہ منعقد کرنے کے لیے جس سے اختلافات ختم ہو کر ہمیشہ کے لیے آپس میں کامل اخوت و بھائی چارہ اور مکمل اتحاد واتفاق پیدا ہو جائے۔ ہم چند شرائط پیش کرتے ہیں۔ (۱) مناظرہ انفرادی طور پر چند علماء کے درمیان ہونے کی بجائے جماعتی سطح پر ہو" (حفظ الایمان: انجمن ارشاد المسلمین: ص 50)

اور نیچے حاشیہ میں لکھا ہے کہ

"یہ شرط اس لئے لگائی تاکہ کسی بھی فریق کے کسی بھی ذمہ دار شخص کے لیے نتائج مناظرہ کو تسلیم کرنے سے فرار کا موقعہ نہ مل سکے"

(حفظ الایمان: انجمن ارشاد المسلمین: ص50)

لہٰذا علمائے دیوبند کی اس تجویز و شرط کے مطابق ہم علمائے دیوبند سے کہتے ہیں کہ تم اپنی اسی تجویز اور شرط کے مطابق اپنے اکابرین دیوبند کا جماعتی موقف، جماعتی فتوی پیش کرو جس میں انہوں نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی اور شخصی تکفیر کی ہو۔ تاکہ مناظرہ انفرادی طور پر چند (سنی اور دیوبندی) علماء کے درمیان ذاتی موقف کی بجائے جماعتی سطح پر (یعنی اہل سنت و جماعت اور دیوبند فرقے کے درمیان) ہو۔

اسی طرح یہی دیوبندی مولوی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ

"بہرحال اگر بریلوی حضرات کو ہماری یہ "فیصلہ کن تجویز" منظور ہو تو پھر ان کی خدمت میں ہماری موذبانہ گزارش ہے کہ وہ برصغیر پاک و ہند کے بریلوی مکتب فکر کے تمام مدارس کے مہتمم، شیخ الحدیث، مفتی اور علوم عربیہ کے تمام مدرسین ۔۔۔ جو تکفیر علمائے دیوبند کے مسئلہ میں احمد رضا خان کے ساتھ متفق ہیں۔ اوران کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کے کسی بھی علاقہ سے تعلق رکھنے والے مشہور بریلوی حضرات خواہ ان کا تعلق سیاست سے ہو یا صحافت سے یا زندگی کے کسی دوسرے شعبہ سے، سب متفقہ طور پر اپنے اپنے دستخطوں کے ساتھ جماعتی سطح پر "فیصلہ کن مناظرہ" کی منظوری دیں" (حفظ الایمان: انجمن ارشاد المسلمین: ص55، 56)

تو اسی دیوبندی فیصلہ کن تجویز کے مطابق ہم دیوبندیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نے ماں کا دودھ پیا ہے تو اپنے صف اول کے اکابرین سے لیکر برصغیر پاک و ہند کے دیوبندی فرقے کے تمام مدارس کے مہتمم، شیخ الحدیث، مفتی اور علوم عربیہ کے تمام مدرسین۔۔۔اور ان کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کے کسی بھی علاقہ سے تعلق رکھنے والے مشہور دیوبندی حضرات خواہ ان کا تعلق سیاست سے ہو یا صحافت سے یا زندگی کے کسی دوسرے شعبہ سے، سب متفقہ طور پر اپنے اپنے دستخطوں کے ساتھ جماعتی سطح پر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی اور شخصی تکفیر کا فتوی پیش کرو۔

دیوبندیوں کا الزامی دعویٰ خود دیوبندی اصولوں کے مطابق باطل ہے

اب آیئے علمائے دیوبند کے الزامی دعوے کی طرف، دیوبندی علما جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ

"خان صاحب بریلوی اپنے اور اپنے ہم مسلک علماء و اکابر کے فتاوی و اصول و عبارات کی روشنی میں ایسے پکے کافر و مرتد ہیں کہ ان اصول کو صحیح تسلیم کرنے کے بعد بھی ان کی تکفیر نہ کرنے والا رضا خانی خود ان اصولوں کی روشنی میں کافر ہے"

(نواب احمد رضا فاضل بریلوی: ص ۴۶۴)

قارئین کرام! علمائے دیوبندی کا یہ دعوی الزامی ہے تحقیقی و شرعی اور شخصی تکفیر کا اجماعی و جماعتی، مسلکی دعوی نہیں۔ دیوبندی نام نہاد **استاذ المناظرین، مناظر اسلام، متکلم اسلام، حجۃ اللہ فی الارض، ثانی اوکاڑوی، مناظر اعظم پاکستان، ترجمان احناف مفتی ندیم المحمودی** صاحب علمی (تحقیقی) انداز کو چھوڑ کر الزامات کی طرف جانے والوں کے بارے میں خود لکھتے ہیں کہ

"جب ہم نے یہ دیکھا کہ یہ لوگ (مماتی) پے در پے شکستوں کے بعد نہ صرف حواس باختہ ہو چکے ہیں بلکہ اب ان کے پاس آخری ہتھیار "الزامات کی بوچھاڑ" کے سوا کچھ باقی نہیں رہا، تو ہم نے پہلے ان سے خلوص کے ساتھ کہا کہ "الزامات کو چھوڑو، اگر واقعی ہی علمی و دینی غیرت رکھتے ہو تو آئیں! ہمارے اور تمہارے درمیان کئی مسائل میں اختلاف موجود ہے، ان میں سے کوئی ایک عقیدہ چن لو، اس پر علمی انداز میں مناظرہ کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ کسی حال میں سننے اور ماننے کو تیار نہ ہوئے، تو ہم نے بھی ان ہی کے لہجے میں انہیں جواب دینا ضروری سمجھا" (فرقہ مماتیہ اپنے فتووں کی زد میں: ص12)

لہٰذا اس دیوبندی حوالے کے مطابق ہم کہتے ہیں کہ جب سالوں سال علمائے دیوبند اپنے اکابرین کی متنازعہ عبارات کا دفاع نہ کر سکے، اور پے در پے شکستوں کے بعد دیوبندی علما نے الزامات کا ہتھیار استعمال کیا۔ علمائے دیوبندی کا یہ دعوی الزامی ہے تحقیقی دعوی نہیں اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ دیوبندی علما کے نزدیک یہ مناظرہ نہیں مجادلہ و مکابرہ ہے، نیز علمائے دیوبند کے پاس اس موضوع پر تحقیقی دلائل نہیں بلکہ وہ الزامی گفتگو کرتے ہیں حالانکہ خود علمائے دیوبند کے مشہور بزرگ (نام نہاد) صفدر اوکاڑوی لکھتے ہیں:

"مناظرہ صرف تحقیقی دلائل کا نام ہوتا ہے اس لئے تحقیقی دلائل سے آگے نہیں بڑھے گا۔ الزامی جواب مناظرہ کا حصہ نہیں ہوتا۔ اس لئے الزامی جوابات کے بجائے تحقیقی جوابات ہی ہوں گے، اگر غیر مقلد مناظر تحقیقی جوابات سے گریز کر کے الزامی جوابات پر اتر آیا تو ہم اس کے مقابلے میں الزاماً ہر غیر مقلد کی کتاب

پیش کریں گے خواہ وہ تقلید چھوڑ کر نیچری بنا ہو یا چکڑالوی، قادیانی بنا ہو یا لامذہب

(تجلیات صفدر جلد سوم، ص445)

تو علمائے دیوبند کے نزدیک الزامی جواب مناظرے کا حصہ ہی نہیں ہوتا تو پھر الزامی دعوی کر کے مناظرے کی گردان پڑھنا دیوبندی نام نہاد مناظرین کی جہالت ہے۔ تھانوی صاحب کا حوالہ پہلے بھی گزرا کہ

''جو بحث صرف مقابل کو الزام دینے کیلئے ہو اس کا نام مجادلہ ہے''

(مقالات حکیم الامت، جلد22، مائۃ دروس، صفحہ 67)

''مجادلہ وہ جھگڑا ہے جو اظہار صواب کے لیے نہیں بلکہ مدمقابل کو لاجواب کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ النحل ۱۲۵۔ الحج ۳، ۸۔ لقمان ۲۰۔ الزخرف ۵۷، ۵۸۔ ہر گمراہ امت نے مناظرہ کی بجائے مجادلہ کو اپنا شعار بنایا ۴۰:۵''

(تجلیات صفدر: جلد ہفتم، کچھ اصول مناظرہ: ص ۱۴۵)

تو مذکورہ مسئلہ میں علمائے دیوبند کا جو طریقہ (یا شعار) رہا ہے وہ یہی الزامی دعوے کا رہا ہے جو کہ مجادلہ کہلاتا ہے اور مجادلہ کا طریقہ (شعار) اختیار کرنا خود علمائے دیوبند کے مطابق گمراہ امت کا طریقہ ہے۔ تو جناب علمائے دیوبند کا نہ صرف یہ طریقہ ان کے مطابق غلط ہے بلکہ علمائے دیوبند گمراہ امت کے طریقے پر عمل پیرا ہیں۔

علمائے دیوبند کے مطابق ''الزامی جواب مناظرہ کا حصہ نہیں ہوتا'' بلکہ یہی دیوبندی اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں کہ

''مناظرہ صرف تحقیقی دلائل کا نام ہوتا ہے اس لئے تحقیقی دلائل سے آگے نہیں

بڑھے گا۔''(تجلیات صفدر جلد ۳،ص 445)

اور اسی طرح تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

''مناظرہ میں مسئلہ کی تحقیق زیادہ موثر ہوتی ہے سب وشتم سے کچھ نفع نہیں ہوتا''

حسن العزیز:ص ۴۵۹''(تحفۃ العلماء: جلد دوم: ۷۸۸)

غور کیجیے! دیوبندیوں کا مناظر کے لیے دعوی الزامی ہے حالانکہ ان کے مطابق الزامی جواب مناظرے کا حصہ نہیں ہوتا تو جو چیز مناظرے کا حصہ ہی نہیں اس کو مناظرہ کہنا یا اس کو لیکر چیلنج مناظرہ کرنا کس طرح درست ہوسکتا ہے؟ نیز صفدر اوکاڑوی صاحب کے مطابق مناظرہ جب صرف تحقیقی دلائل کا نام ہوتا ہے تو پھر علمائے دیوبند تحقیقی دعوی کیوں نہیں کرتے؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ علمائے دیوبند بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی وتحقیقی اور شخصی تکفیر پر وہ اپنے اکابرین وعلما کا اجماعی وجماعتی متفقہ موقف پیش نہیں کر سکتے۔ پھر اللہ تعالی کا سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر فضل وکرم دیکھیں کہ علمائے دیوبند الزامی دعوے کے باوجود سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی اور شخصی تکفیر نہیں کرتے بلکہ انہیں مسلمان ہی مانتے ہیں۔ سبحان اللہ عزوجل۔

دیوبندی الزامی دعوی خود علمائے دیوبند کے مطابق شرعی واصولی اعتبار سے ناقابل قبول

دیوبندی مفتی ندیم المحمودی صاحب کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے کہ جب مماتی دیوبندی نے ان حیاتی دیوبندیوں کے خلاف الزامات کی بوچھاڑ کی، اور الزامی حوالوں سے ان کے خلاف گفتگو کی تو دیوبندی نام نہاد استاذ المناظرین، مناظر اسلام، متکلم اسلام، حجۃ اللہ فی

الارض، ثانی اوکاڑوی، مناظر اعظم پاکستان، ترجمان احناف مفتی ندیم المحمودی صاحب کہتے ہیں کہ

''جب ہم نے یہ دیکھا کہ یہ لوگ (مماتی) پے در پے شکستوں کے بعد نہ صرف حواس باختہ ہو چکے ہیں بلکہ اب ان کے پاس آخری ہتھیار''الزامات کی بوچھاڑ'' کے سوا کچھ باقی نہیں رہا، تو ہم نے پہلے ان سے خلوص کے ساتھ کہا کہ ''الزامات کو چھوڑو، اگر واقعی ہی علمی و دینی غیرت رکھتے ہو تو آئیں۔۔۔۔علمی انداز میں مناظرہ کرتے ہیں۔'' (فرقہ مماتیہ اپنے فتووں کی زد میں: ص12)

اسی طرح اگلے صفحہ پر''الزامات کا حربہ اور باطل کی آخری سانسیں'' ہیڈنگ کے تحت مفتی ندیم دیوبندی صاحب اپنے مماتیوں کے الزامی طرز استدلال کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''ہم نے اس مناظرہ کے بعد بھی ان (مماتیوں) کو سمجھانے کی کوشش کی کہ جس طرزِ استدلال کو وہ اپنا رہے ہیں <u>وہ شرعی و اصولی اعتبار سے ناقابل قبول ہے</u>، کیونکہ: <u>لازم المذهب ليس بمذهب</u> (کسی مسلک کے لازم کو خود اس مسلک کا عقیدہ نہیں کہا جا سکتا) ایک مسلمہ فقہی قاعدہ ہے، جسے فقہاء کرام، خصوصاً شامی وغیرہ نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ جس عبارت کو وہ مناظرہ میں پیش کر رہے تھے، اس میں لازم المذہب بھی پایا نہیں جاتا تھا، یعنی نہ اصل عبارت قابل اعتراض تھی، نہ اس میں کوئی لزوم نکلتا تھا۔ محض بے بنیاد الزام تراشی اور جہالت کا اظہار تھا'' (فرقہ مماتیہ اپنے فتووں کی زد میں: ص13)

لہٰذا علمائے دیوبند کے مطابق ان کے دیوبندی (نام نہاد) استاذ المناظرین، مناظر اسلام،، متکلم اسلام، حجۃ اللہ فی الارض، ثانی اوکاڑوی، مناظر اعظم پاکستان، ترجمان احناف مفتی ندیم المحمودی صاحب کے مطابق الزامی دعوی شرعی واصولی اعتبار سے نا قابل قبول ہے۔ لہٰذا دیوبندی چاند پوری سے لیکر ساجد دیوبندی تک جتنے بھی دیوبندی ایسا استدلال کرتے رہے، ایسے دعوی کرتے رہے وہ شرعی اعتبار سے قابل قبول ہی نہیں ہے۔ اور آگے خود دیوبندی مفتی نے لکھ دیا کہ: کیونکہ ''لازم المذهب ليس بمذهب'' (کسی مسلک کے لازم کو خود اس مسلک کا عقیدہ نہیں کہا جا سکتا) افسوس کی بات یہ ہے کہ جن عبارات کو دیوبندی پیش کرتے ہیں ان میں لازم المذہب بھی پایا نہیں جاتا تھا، یعنی نہ اصل عبارت قابل اعتراض ہیں، نہ اس میں کوئی لزوم نکلتا ہے۔ محض بے بنیاد الزام تراشی اور جہالت کا اظہار تھا'' ملخصا۔

دیوبندی دعوے واستدلال کے مطابق خود دیوبندی علما واکابرین کافر ثابت ہوتے ہیں

دیوبندی استاذ المناظرین مفتی ندیم صاحب کا اپنے ہی مماتی دیوبندی مولوی بلال کے ساتھ پشتو زبان میں مناظرہ ہوا، جو کہ یوٹیوب پر بھی اپلوڈ ہے، ہر خاص وعام اس کو دیکھ سکتا ہے یہی مناظرہ مماتی دیوبندیوں نے کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس مناظرے میں جب مماتی دیوبندی نے الزامی حوالے پیش کر کے دیوبندی حیاتی علماء کو کافر ثابت کرنا چاہا تو دیوبندی مفتی ندیم صاحب اپنے مماتی دیوبندی کو جو جواب دیا وہ ملاحظہ فرمائیں۔

دیوبندی مناظر مفتی ندیم کہتے ہیں کہ

''دویم نمبر بلال مولوي صاحب دا زما د طرف نه جواب دعوی درواخله دا په جمعیت علماء باندې تهمت او الزام دے، جمعیت علماء اسلام والا د دې نه بري دي، البته بلال پنج پیري صاحب چې په کوم اصولو او طریقي سره د جمعیت علماء والا تکفیر کوي نو د بلال پنج پیري په دغه اصولو سره د صحابه کرامو رضوان الله علیهم أجمعین، د احنافو، د علمائے دیوبند او خصوصا د تمامو پنج پیریانو تکفیر لا زمیږي او د بلال پنج پیري په دغه اصولو سره پنج پیریان یقیني طور سره ،کافران مشرکان بدعتیان او مرتدین ګرځي. او زه بیا وضاحت کوم زه پنج پیریانو ته کافر نه وایم، البته چې زمونږ د علمائے دیوبند کومه دعوی ده کومه فتوی ده چې پنج پیریان ګمراه دي نو په هغې زه نن هم قائم یم. البته بلال مولوي صاحب چې کوم اصول وضع کړي دي چې په هغې باندې د جمعیت علماء والا تکفیر کوي، په دې اصولو د تولو نه اول احناف کافران کیږي، په دې اصولو د تولو نه اول علمائے دیوبند کافران

کیږي او ثانیا په دې سره د شیخ طاهر صاحب نه واخله تر بلال پنج پیري پورې دا ټول مرتدین کافران، مشرکان ګرځي، زه بیا وایم زه ورته کافران نه وایم، زه ورته ګمراهان وایم، البته ده چې کوم تکفیري اصول کیخودل نو په هغه اصولو سره به ان شاء الله زه ثابتوم په معارضه کښې چې په دغه اصولو سره یو پنج پیرې دې نه بچ کیږي''

(ترجمہ)'' دوسری بات: بلال مولوی صاحب! میری طرف سے یہ دعویٰ بطورِ جواب قبول کیجیے کہ جمعیت علمائے اسلام پر یہ تہمت اور الزام ہے، جبکہ جمعیت علمائے اسلام والے اس سے بری ہیں۔ البتہ بلال پنج پیری صاحب جن اصولوں اور طریقے کے مطابق جمعیت علمائے اسلام والوں کی تکفیر کرتے ہیں، انہی اصولوں کی رو سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، احناف، علمائے دیوبند، اور خصوصاً تمام پنج پیریوں کی تکفیر لازم آتی ہے۔ بلکہ بلال پنج پیری کے انہی اصولوں کے مطابق پنج پیری یقینی طور پر کافر، مشرک، بدعتی اور مرتد قرار پاتے ہیں۔ اور میں پھر وضاحت کرتا ہوں کہ میں پنج پیریوں کو کافر نہیں کہتا۔ البتہ ہمارے علمائے دیوبند کا جو موقف اور فتویٰ ہے کہ پنج پیری گمراہ ہیں، میں آج بھی اسی پر قائم ہوں۔

البتہ بلال مولوی صاحب نے جو اصول وضع کیے ہیں، جن کی بنیاد پر وہ جمعیت

علمائے اسلام والوں کی تکفیر کرتے ہیں، انہی اصولوں کے مطابق سب سے پہلے احناف کافر قرار پاتے ہیں، انہی اصولوں کے مطابق سب سے پہلے علمائے دیوبند کافر قرار پاتے ہیں، اور پھر شیخ طاہر صاحب سے لے کر بلال پنج پیری تک، یہ سب مرتد، کافر اور مشرک قرار پاتے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ میں انہیں کافر نہیں کہتا، بلکہ انہیں گمراہ کہتا ہوں۔ البتہ انہوں نے جو تکفیری اصول قائم کیے ہیں، انھی اصولوں کی بنیاد پر میں، ان شاء اللہ، معارضہ میں یہ ثابت کروں گا کہ ان اصولوں کے مطابق ایک بھی پنج پیری نہیں بچ سکتا"

(مناظرہ جمعیت علماء اسلام علمائے دیوبند کی تکفیر کرتی ہے، صفحہ 30، مدرسہ دار القرآن عالیہ ٹاون باغبانپورلاہور، نومبر 2025)

قارئین کرام! غور کیجیے کہ جو طریقہ خود دیوبندیوں مولویوں کے اپنے نزدیک درست نہیں، جو طریقہ خود انہیں اپنے خلاف قبول نہیں، جس طریقے کا رد خود میدان مناظرہ میں بیٹھ کر رد کر رہے ہیں، جس طریقے کے باطل ہونا پر خود دیوبندی مناظر دلائل دے رہے ہیں وہی طریقہ یہی حیاتی دیوبندی ہم سنیوں کے خلاف لیکر کھڑے ہیں۔

پھر جو طریقہ دیوبندی مولویوں نے اختیار کیا ہوا خود علمائے دیوبند کے چوٹی کے مناظرین کے مطابق ایسا طریقہ ہے کہ اگر اس کو مان لیا جائے تو انہی اصولوں کے مطابق سب سے پہلے احناف کافر قرار پاتے ہیں، انہی اصولوں کے مطابق سب سے پہلے علمائے دیوبند کافر قرار پاتے ہیں۔ تو جو دیوبندی علما و مناظرین ہم اہل سنت و جماعت کے خلاف دیوبندیوں کے ایسے طریقوں اور اصولوں کو مانتے رہیں ہیں یا اب مان رہے ہیں بقول

مفتی ندیم کے ایسے دیوبندی حضرات کے مطابق علمائے احناف بھی کافر ہیں، خود علمائے دیوبند بھی کافر ہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

دیوبندی اصول کے مطابق صحابہ کرام بھی کافر۔ معاذ اللہ

اسی طرح جب دیوبندی مماتی مولوی بلال نے مناظرے میں الزامی طور پر دیوبندی حیاتیوں کی عبارات پیش کر کے علمائے دیوبند کا رد کیا تو حیاتی دیوبندی استاذ المناظرین مفتی ندیم صاحب نہ صرف اس کے اس طریقے اور دعوے کا رد کیا بلکہ یہاں تک کہا کہ اگر یہ طریقہ اور دعویٰ اختیار کیا جائے تو صحابہ کرام بھی نہیں بچ پائیں گے چنانچہ دیوبندی مفتی ندیم صاحب کہتے ہیں کہ

''دویم نمبر: دَ هغې نه پس بلال مولوي صاحب پکار دا وه: چې خپله کومه دعوی ئې ما سره لیکلې وه، په هغه شرائطو کښې اصول دا وو: چې چونکې تکفیر یو شرعي امر دی، نو د فقهاؤ دَ اصولو په رڼړا کښې به تکفیر کولی شي، پکار دا وه: چې هغه اصولو ته راغلے وے. هغه اصول څه وو؟ دَ دې عبارت نه دا لازمیږي، د هغه عبارت نه دا لازمیږي، د دې عبارت نه دا.... دا یو عبارت چې ده پیش کړے وے پکار دا وه: چې په دې

کبنې ئې توهين بنودلی وے، په دې کبنې ئې کفر بنودلے وے، داخو لازم المذهب هم نه دے، فقهاء خو لازم المذهب ته هم کفر نه وائي او دې ظالم د يو عبارت نه (دا کوم عبارت چې تهٔ پيش کوې د دې نه کفر اوبنايه، د هغې دپاره بل عبارت ميلا وهي)، کهٔ په دې طريقې تکفير کيږي ستا په نزد د تولو نه اول صحابه کرام (نعوذ بالله!) کافران دي، زه به ان شاء الله د هغې يو مثال روستو پيش کړم''

''(ترجمہ) دوسری بات: اس کے بعد بلال مولوی (مماتی دیوبندی) صاحب کو چاہیے تھا کہ جو دعویٰ انہوں نے میرے سامنے تحریر کیا تھا، اس میں اصول یہ تھے کہ چونکہ تکفیر ایک شرعی معاملہ ہے، اس لیے تکفیر فقہاء کے مقرر کردہ اصولوں کی روشنی میں ہی کی جاسکتی ہے۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ انہی اصولوں کی طرف رجوع کرتے۔ وہ اصول کیا تھے؟ <u>اس عبارت سے یہ لازم آتا ہے، اس عبارت سے وہ لازم آتا ہے، اس عبارت سے یہ</u> ...... یہ ایک عبارت انہوں نے پیش کی تھی، انہیں چاہیے تھا کہ اسی عبارت میں توہین دکھاتے، اسی عبارت میں کفر ثابت کرتے۔ یہ تو لازم المذہب بھی نہیں، <u>کیونکہ فقہاء لازم المذہب کی بنیاد پر بھی کسی کو کافر قرار نہیں دیتے</u>۔ اور اس ظالم نے ایک عبارت سے (تم جو یہ عبارت پیش کرتے ہو، اسی میں کفر دکھائیں، اس کے لیے کسی دوسری عبارت کو ساتھ ملا لیتے ہو)۔ <u>اگر اس</u>

طریقے سے تکفیر کی جائے تو پھر تمہارے نزدیک سب سے پہلے صحابۂ کرام (نعوذ باللہ!) کافر قرار پائیں گے۔ میں ان شاء اللہ اس کی ایک مثال آگے پیش کروں گا"

(مناظرہ جمعیت علماء اسلام علمائے دیوبند کی تکفیر کرتی ہے، ص 27، 28، مدرسہ دار القرآن عالیہ ٹاون باغبانپورلا ہور، نومبر 2025)

قارئین کرام! غور کیجیے کہ جس طرح کا دعوی اور طریقہ دیوبندی علما نے ہم اہل سنت و جماعت بالخصوص سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اختیار کیا کہ ایک حوالہ اِدھر سے اٹھایا اور دوسرا اُدھر سے اٹھایا اور پھر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ایک حوالے کے مطابق دوسرا غلط، یا ایک حوالے کے مطابق دوسرا کفر و گستاخی، تو جب میدان مناظرہ میں یہی طریقہ مماتی دیوبندی مناظر بلال صاحب نے خود دیوبندی حیاتیوں کے خلاف اختیار کیا تو دیوبندی حیاتی مولوی ندیم نے نہ صرف اس طریقے اور دعوے کا رد کیا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ

"دې ظالم د يو عبارت نه (دا کوم عبارت چې تهٔ پيش کوې د دې نه کفر اوښايه، د هغې دپاره بل عبارت ميلا وهي)، کهٔ پهٔ دې طريقې تکفير کيږي ستا په نزد د تولو نه اول صحابه کرام (نعوذ بالله!) کافران دي، زه به ان شاء الله د هغې يو مثال روستو پيش کړم"

"اس ظالم (مماتی) نے ایک عبارت سے (تم جو یہ عبارت پیش کرتے ہو، اسی میں کفر دکھائیں، اس کے لیے کسی دوسری عبارت کو ساتھ ملا لیتے ہو)۔ اگر اس طریقے سے تکفیر کی جائے تو پھر تمہارے نزدیک سب سے پہلے صحابۂ کرام (نعوذ

باللہ!) کافر قرار پائیں گے۔ میں ان شاء اللہ اس کی ایک مثال آگے پیش کروں گا"

(مناظرہ جمعیت علماء اسلام علمائے دیوبند کی تکفیر کرتی ہے، ص 27، 28)

مناظرے کا جو طریقہ اور دعویٰ خود علمائے دیوبند کے مطابق خود ان کے خلاف درست نہیں، اور ایسے طریقے دعوے کو جب خود علمائے دیوبند نہ صرف رد کررہے ہیں بلکہ اگر یہ طریقہ درست تسلیم کر کے تکفیر تکفیر کی رٹ لگائی جائے تو خود علمائے دیوبند کے استاذ المناظر مفتی ندیم کے مطابق

''اول صحابہ کرام (نعوذ باللہ!) کافران دي''

''تو پھر تمہارے نزدیک سب سے پہلے صحابۂ کرام (نعوذ باللہ!) کافر قرار پائیں گے''

جب علمائے دیوبند کے مطابق ایسے طریقے سے صحابہ کرام بھی تکفیر کی زد میں آتے ہیں معاذ اللہ تو پھر یہی طریقہ خود دیوبندی حیاتیوں نے ہم اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کے خلاف کیوں اپنا رکھا ہے؟ دیوبندی مناظر کے مطابق تو دیوبندیوں کے اس طریقے سے تو صحابہ کرام کی تکفیر ہو جاتی ہے۔ تو کہیں منکرین و مخالفین صحابہ کے لیے راستہ تو ہموار نہیں کر رہے؟ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کے شوق میں یہ بچارے دیوبندی پوری امت مسلمہ کو ڈبو دیں گے۔

دیوبندی خارجیوں کے طریقے پر

دیوبندی اصول و طریقے کے مطابق صحابہ جھوٹے و کافر (معاذ اللہ)

اسی طرح دیوبندی مماتی مولوی بلال اسی طریقے (جس طریقے پر چاند پوری سے لے کر ساجد دیوبندی صاحب عمل پیرا ہیں) کا رد کرتے ہوئے حیاتی دیوبندی استاذ المناظرین

مفتی ندیم صاحب مزید کہتے ہیں کہ

''دویم نمبر راځم دا د تکفیر کوم اصول دي، راکړه ما ته، اول نمبر یو عبارت راخله او بل سره ئي میلاوهه اول نمبر هغه راکړه، د صحابه کرامو له دا ګوره عائشه رضی الله عنہا فرمائي (د ترمذي شریف حدیث دے): تاسو ته چې څوک وائي:مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبُولُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ .تاسو ته چې څوک وائي چې نبي په ولاړه باندې بول کړي دي، دا په نبي باندې دروغ وائي، تصدیق ئي مة کوی".ګوری ام المؤمنین وائی تصدیق یي مه کوئ، دا ګورئ! بل صحابي وائي د بلال په اصولو سره ګوره!)، بخاري شریف دے،

صفحه 98 ده، حذیفه رضی الله عنہ فرمائي: چې نبي :نبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا».نبي په ولاړه باندي بول اوکړل.حذیفه ستا په اصولو سره کافر شو دوه عبارات میلاوهه خارجي دویم نمبر دا بل مثال واخله دا صحیح مسلم دے، جلد 1صفحه 188 ام المؤمنین فرمائيعَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا

عَائِشَةَ،ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللهِ الْفِرْيَةَ، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَىاللہ الفرية ......چا چې د دې دريو نه يوه خبره اوکړه په الله باندې ئې دا ډير لوئې دروغ جوړ کړل، چا چې دا خبره اوکړه چې نبي په خپلو سترګو الله ليدلے دے نو ده په الله لوئي دروغ جوړ کړل.او دا الدر المنثور دے، عبد الله بن عباس رضی الله عنہ فرمائی، انس رضی الله عنہ فرمائي:رأى مُحَمَّدٌ رَبَّه".محمد (ﷺ) خپل رب د سر په سترګو باندې ليدلي وو".ابن عباس رضی الله عنہ فرمائي، دغسي کنړ صحابه کرام دے نقل کوي په سند سره.

د بلال په نزد باندې دې صحابؤ به الله باندي دروغ جور کړل او په الله باندې دروغ جوړول کفر دے د ده په نزد باندې د ټولو نه اول صحابه کرام (رضی الله عنہم) کافر شول. په دې اصولو سره چې ته ځې، دوه دوه عبارات ميلا وهي ان شاء الله د پنج پيريانو پنځه سوه عبارات درته روستو پيش کوم دا کتاب الكبائر دے، دے وائي: په الله باندي دروغ جوړول او په رسول الله باندی دا کفر

دے. ستا په نزد باندي اول صحابه کرام کافران شول د جمعیت علماء والا نه مخکښي په دي ځائے د صحابه کرامو د کفر اعلان اوکړه ستا جرءت زه او ګورم دا تعارضات په صحابو کښي زه پيش کولے شم، چي د يو عبارت راخله او په بل سره... په امت کښي خوارجو هم دغسي کار نه وو کړی چي دوه عبارات يو ځائے کوي او د هغي نه کفر راوباسي، نتيجه راوباسي په امت کښي، په پنج پيريانو کښي دا مشاهدې په اولني ځل باندې ښکاره کيږي چي مخامخ ناست دی''

''(اردو ترجمہ) دوسری بات، اب میں اس تکفیر کے اصولوں کی طرف آتا ہوں۔ یہ تکفیر کے کونسے اصول ہیں۔ مجھے دے دیں، پہلے نمبر پر ایک عبارت اٹھائیں، پھر اسے دوسری عبارت کے ساتھ ملالیں۔ پہلے نمبر پر وہ دیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں دیکھیے،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (یہ جامع ترمذی کی حدیث ہے): اگر تم سے کوئی یہ کہے کہ:

''مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبُولُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ''

اگر تم سے کوئی یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا تھا، تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھتا ہے، اس کی تصدیق نہ کرنا۔

دیکھو! یہ بات ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں کہ اس کی تصدیق نہ کرو۔ اور دیکھو! دوسری طرف ایک اور صحابی یہ روایت بیان کرتے ہیں (بلال کے اصولوں کے مطابق ذرا غور کرو) بخاری شریف صفحہ 98 پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"نبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔

تمہارے (دیوبندی) اصولوں کے مطابق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کافر ہو گئے۔ اب ان دونوں عبارتوں کو آپس میں ملا کر دیکھو، اے خارجی!

دوسری مثال لیجیے۔ یہ صحیح مسلم، جلد اول، صفحہ 188 کی روایت ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَائِشَةَ، ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ، فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ، فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ

تین چیزیں ہیں، جس نے ان میں سے کوئی بات کہی، اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔" میں نے پوچھا: "وہ باتیں کون سی ہیں؟" انہوں نے فرمایا: "جس نے یہ گمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔

اور یہ "الدر المنثور" میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رای محمد ربہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو

اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اسی طرح دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسے سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ (دیوبندی مماتی مولوی) بلال کے نزدیک ان صحابۂ کرام نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا کفر ہے۔ لہٰذا اس کے اصول کے مطابق سب سے پہلے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہی کافر قرار پاتے ہیں۔ تم جو یہ اصول بیان کرتے ہو کہ دو دو عبارتوں کو ملا کر حکم لگاتے ہو، تو ان شاء اللہ میں بعد میں پنج پیریوں کی پانچ سو عبارتیں تمہارے سامنے پیش کروں گا۔ یہ "کتاب الکبائر" ہے اس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھنا کفر ہے۔ لہٰذا تمہارے اصول کے مطابق جمعیت علماء سے پہلے صحابۂ کرام ہی کافر قرار پاتے ہیں۔ پہلے اپنے اسی اصول کے مطابق صحابۂ کرام کے کفر کا اعلان کرو، میں دیکھتا ہوں تم میں کتنی جرات ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی اس طرح کے تعارضات پیش کر سکتا ہوں، کہ ایک عبارت لے کر دوسری عبارت کے ساتھ ملا دوں۔ امت میں خوارج نے بھی یہ کام نہیں کیا تھا کہ دو عبارتوں کو جوڑ کر ان سے کفر کا حکم نکالیں۔ لیکن پنج پیریوں میں پہلی مرتبہ یہ منظر سامنے آیا ہے کہ ایک شخص سامنے بیٹھ کر اسی طریقے سے تکفیر کر رہا ہے۔ اس اصول کے مطابق سب سے پہلے جس کی تکفیر لازم آتی ہے، وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں"

(مناظرہ جمعیت علماء اسلام علمائے دیوبند کی تکفیر کرتی ہے، صفحہ 34-35، 36، مدرسہ دار القرآن عالیہ ٹاؤن باغبانپورہ لاہور، نومبر 2025)

تو اس دیوبندی حوالے نے تو دیوبندی نام نہاد مناظرین کا بیڑا غرق کر دیا کہ جو نام نہاد

دیوبندی مناظرین ہم سنیوں کے خلاف ایک عبارت ایک جگہ سے لیکر اور دوسری کسی دوسری جگہ سے لیکر کہتے ہیں کہ اس عبارت کے مطابق دوسرے عبارت کفریہ و گستاخانہ ثابت ہو گی لہذا اپنے اصولوں سے کافر ٹھہرے تو جب دیوبندی استادالمناظرین مفتی ندیم کے سامنے یہی طریقہ مماتی دیوبندی نے اختیار کیا تو دیوبندی مناظر نے اس طریقے کو رد کر دیا بلکہ کتب احادیث سے **صحابہ کرام** رضی اللہ عنہم **کی احادیث پیش کر کے یہ کہا کہ اگر یہ طریقہ اختیار کیا جائے** تو جمعیت علماء سے پہلے صحابۂ کرام ہی کافر قرار پاتے ہیں۔تو جو طریقہ مماتیوں نے اختیار کیا وہی طریقہ حیاتی دیوبندیوں نے ہم سنیوں کے خلاف اختیار کیا تو دیوبندی مناظر کے مطابق ہم اہل سنت و جماعت کی ایسی تکفیر سے صحابۂ کرام کافر قرار پاتے ہیں۔

قارئین کرام ! دیوبندی چاند پوری ،منظور نعمانی جیسے دیوبندیوں سے لیکر ساجد خان دیوبندی تک جو یہی مماتی طریقہ ہم سنیوں کے خلاف اختیار کیے ہوئے ہیں اگر یہ طریقہ علمائے دیوبند درست تسلیم کرتے ہیں تو پھر دیوبندی مناظر مفتی ندیم کی تحقیق کے مطابق حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا فر ماننا پڑے گا۔(معاذ اللہ) کیونکہ خود دیوبندی مولوی نے یہ دو احادیث پیش کیں ہیں کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

"مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبُولُ يَقُولُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ"

اگر تم سے کوئی یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا تھا،تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھتا ہے،اس کی تصدیق نہ کرنا۔

دوسری طرف ایک حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"نبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔

تو بقول مفتی ندیم کے حیاتی دیوبندیوں کے اس طریقے سے

حذیفه ستا په اصولو سره کافر شو دوه عبارات میلاو هه خارجي

تمہارے (دیوبندی) اصولوں کے مطابق حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر ہو گئے۔

اب ان دونوں عبارتوں کو آپس میں ملا کر دیکھو، اے خارجی!

اسی طرح دوسری روایات بھی دیوبندی مفتی نے پیش کی ہیں کہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

:عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَائِشَةَ، ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ، فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللهِ الْفِرْيَةَ، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ، فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللهِ الْفِرْيَةَ

تین چیزیں ہیں، جس نے ان میں سے کوئی بات کہی، اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔" میں نے پوچھا: "وہ باتیں کون سی ہیں؟" انہوں نے فرمایا: "جس نے یہ گمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔

اور یہ "الدر المنثور" میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رای محمد ربه: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو اپنی

سر کی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اسی طرح دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسے سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

لہٰذا جس طریقہ پر دیوبندی مماتی مولوی بلال عمل پیرا تھا اسی طریقہ کو دیوبندی حیاتی مولویوں (چاندپوری۔۔۔ساجد خان دیوبندی) نے ہم سنیوں کے خلاف اختیار کیا تو مفتی ندیم حیاتی مناظر کے مطابق ایسے حیاتیوں دیوبندی مولویوں (چاندپوری۔۔۔ساجد خان دیوبندی) کے مطابق صحابہ کرام علیہم الرضوان ان احادیث کے مطابق کافر قرار پاتے ہیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔ ندیم محمودی کے نزدیک ایسا طریقہ تو خارجیوں نے بھی اختیار نہیں کیا تھا۔

اب دیوبندی مولوی کی مرضی کہ مماتیوں کی طرح ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے خود ان کے مطابق صحابہ کرام بھی کفر کی زد میں آتے ہیں یا علمائے اہل سنت و جماعت بالخصوص سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بغض و عناد میں اس طریقے کو ترک کر کے منکرین صحابہ کا راہ ہموار نہ کریں۔

نوٹ: دیوبندی حضرات مفتی ندیم کا تعلق بھی دیوبندی حیاتی گھمن پارٹی سے ہے اور دیوبندی انہیں "استاذ المناظرین" کہتے ہیں، خود ساجد دیوبندی کی کتابوں پر دیوبندی مفتی ندیم صاحب کی تقریظات لکھی ہوئی ہیں۔ ساجد کی کتاب میں اس کی تقریظ سے پہلے لکھا ہوا ہے کہ ''فاتح لا مذہبیت مناظر اسلام، خطیب شیریں بیاں، متکلم اسلام، استاذ العلماء محبوب الصلحاء حضرت مولانا غازی مفتی محمد ندیم محمودی صاحب مدظلہ العالی'' (دفاع: جلد اول: ص ۱۷) حجۃ اللہ فی الارض، ثانی اوکاڑوی، مناظر اعظم پاکستان، ترجمان احناف

فاتح فرق باطلہ غازی ملت حضرت مولانا مفتی ندیم صاحب محمودی مدظلہ العالی (تحریک دعوت اسلامی کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ: ص۲۶) تو دیوبندی مفتی ندیم صاحب ساجد دیوبندی کے نزدیک معتبر شخصیت ہیں۔

الزامی دعوی کرنے والے دیوبندی
اسلام سے نا آشنا، کمبخت، کوڑ مغز، کور بین، احمق ہیں

(1)......جس طرح کا الزامی دعوی علمائے دیوبند کا ہے اسی طرز استدلال کا رد کرتے ہوئے علمائے دیوبند کے مولوی فاضل صاحب لکھتے ہیں کہ

"اگر کافر بنانے کا یہ طریقہ آپ کو پسند ہے تو پھر میں آپ اور آپ کے تمام بزرگوں کو کافر ثابت کر سکتا ہوں مگر یہ طریقہ آپ جیسے کوڑ مغز اور کور بین، کمبخت اور اسلام سے نا آشنا احمق تو اپنا سکتا ہے۔ اہل خرد اور صاحب بصیرت کو یہ بات زیب نہیں دیتی...... اگر ان تمام امور کو ملحوظ نہ رکھا جائے اور آپ کی طرح ایک ہی چشم سے دیکھا جائے تو پھر آپ کے کفر کے فتوے سے دنیا کی کوئی شخصیت بھی محفوظ نہیں رہ سکتی اس لیے ماننا پڑے گا کہ آپ کی سوچ کا رخ غلط ہے اور میرا انداز اور طرز تحریر صرف بھونکنے والے کتے کے منہ پر پتھر مارنے کے مترادف ہے۔"

(پاگلوں کی کہانی، ص ۷۰)

دیوبندی مولوی فاضل صاحب کے مطابق دیوبندی مولوی چاندپوری سے لیکر ساجد اینڈ گھمن کمپنی تک جس جس نے الزامی دعوی کیا ہے اور الزامی طور پر سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کافر بنانے کی کوشش کی تو ایسے تمام دیوبندیوں کوڑ مغز اور کور بین، کمبخت اور اسلام سے نا

آشنا، احمق، یک چشم، بے بصیرت ہیں۔اور علمائے دیوبند کے مطابق الزامی طرز استدلال سے کسی کو کافر بنانے کا یہ طریقہ ناپسندیدہ بھی ہے۔

الزامی دعوی سے کسی پر کفر کا فتوی نہیں لگتا

خود دیوبندی مولوی صفدر اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں کہ ''کسی کا عقیدہ اپنے اقرار سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ کسی دوسرے کے الزام سے'' (فتوحات صفدر ج ا ص 558) اور اسی طرح الزامی طرز استدلال کا رد کرتے ہوئے علمائے دیوبند مشہور مناظر طاہر حسین گیاوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''شریعت اسلامی میں اس بات کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ ایک ہی چیز ایک لحاظ سے عین اسلام ہو اور وہی چیز دوسرے لحاظ سے خالص کفر ہو جائے، اگر ہاشمی صاحب اپنی ناواقفیت سے اس کی مثالیں تلاش کرنے سے عاجز ہوں تو ایک مثال اس موقع پر میں ہی پیش کیے دیتا ہوں

امام ابوحنیفہ کا ارشاد ہے کہ

''میں نے خواب میں اللہ تعالی کو ننانوے مرتبہ دیکھا ہے۔'' ......

اس بات کو پڑھنے کے بعد اب فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ قاضی خان کے حوالہ سے امام متکلمین شیخ ابومنصور ماتریدی کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

''اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے اللہ تعالی کو خواب میں دیکھا ہے تو اہل سنت کے پیشوا ابومنصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ایسا شخص بت پوجنے والے سے بدتر ہے۔''

اب ہاشمی صاحب ارشاد فرمائیں کہ عقائد اہل سنت بالخصوص حنفیوں کے پیشوا الشیخ ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کے اس قول کی روشنی میں ہم حنفیوں کے امام و مقتدا امام اعظم ابوحنیفہ پر کیا حکم لگتا ہے؟'' (بریلویت کا شیش محل ص ۸۰۔۸۱)

قارئین کرام! دیکھیں غور کیجیے کہ دیوبندی چاند پوری سے لیکر ساجد دیوبندی تک نام نہاد مناظرین نے جو الزامی طریقہ اختیار کیا کہ علمائے اہل سنت بالخصوص سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت یا ایک فتوی لیکر اس کے خلاف کوئی دوسرے عبارت پیش کر کے کہتے ہیں کہ ایک عبارت کے مطابق دوسری عبارت غلط یا کفریہ یا گستاخانہ ہے تو یہ الزامی طریقہ استدلال خود علمائے دیوبند کے مشہور مناظر طاہر حسین گیاوی صاحب کے مطابق بھی درست نہیں۔ اور اس قسم کے الزامی حوالوں سے کسی کا کفر ثابت نہیں ہوتا۔

دیوبندی الزامی دعوے کے مطابق امام اعظم ابوحنیفہ بت پوجنے والوں سے بدتر

دیوبندی چاند پوری سے لیکر ساجد خان دیوبندی تک جن دیوبندی مناظرین نے الزامی طرز اختیار کیا، اِن کے مطابق یہ الزامی طریقہ درست ہے اس لیے وہ الزامی دعوی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے اور اپنے ہم مسلک علماء و اکابر کے فتاوی و اصول و عبارات کی روشنی میں پکے کافر و مرتد ہیں (معاذ اللہ) جبکہ اس کے برعکس دیوبندی مناظر طاہر حسین گیاوی صاحب اس الزامی طرز استدلال کا رد کرتے ہیں اور الزامی طرز اختیار کرنے والوں نے والوں کے سامنے مثال پیش کرتے ہیں کہ

''ایک مثال اس موقع پر میں ہی پیش کیے دیتا ہوں امام ابوحنیفہ کا ارشاد ہے کہ ''میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو ننانوے مرتبہ دیکھا ہے۔''...... اس بات کو

پڑھنے کے بعد اب فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ قاضی خان کے حوالہ سے امام متکلمین شیخ ابو منصور ماتریدی کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

''اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے تو اہل سنت کے پیشوا ابو منصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ایسا شخص بت پوجنے والے سے بدتر ہے۔''

اب ہاشمی صاحب ارشاد فرمائیں کہ عقائد اہل سنت بالخصوص حنفیوں کے پیشوا الشیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی روشنی میں ہم حنفیوں کے امام و مقتدا امام اعظم ابو حنیفہ پر کیا حکم لگتا ہے؟'' (بریلویت کا شیش محل ص ۸۰۔۸۱)

تو اب اگر ساجد اینڈ گھمن کمپنی کا الزامی طرز درست ہے تو

''ارشاد فرمائیں کہ عقائد اہل سنت بالخصوص حنفیوں کے پیشوا الشیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی روشنی میں ہم حنفیوں کے امام و مقتدا امام اعظم ابو حنیفہ پر کیا حکم لگتا ہے؟''

اگر یہاں الزامی دعوی اور کوئی حکم لگانا درست نہیں، کوئی فتوی نہیں لگ سکتا تو پھر ثابت ہوا کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو الزامی دعوی دیوبندیوں کا ہے وہ دعوی بھی درست نہیں، اس کی بنیاد پر کوئی حکم بھی نہیں لگتا۔ اور اگر دیوبندی حضرات پھر بھی نہ مانیں تو پہلے اپنے دیوبندی مناظر طاہر گیاوی کے مطابق امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر وہ فتوی عائد کریں جو حنفیوں کے پیشوا الشیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

پھر یہی نہیں بلکہ دیوبندی حضرات خود کو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد بتاتے ہیں تو ایسا ابو

شخص جو کہ (دیوبندی مذکورہ اصول کے مطابق) بت پوجنے والوں سے بھی بدتر ہے (معاذ اللہ) تو ایسے کافر و مرتد شخص کی تقلید کر کے تمام دیوبندی بھی اسی فتوے کی زد میں آتے ہیں کہ نہیں؟ اس کا بھی فیصلہ کیجیے۔

نیز گھمن کمپنی یہ بھی بتائے کہ کل اگر کوئی غیر مقلد یہ دعویٰ کر دے کہ

''امام اعظم ابوحنیفہ اپنے اور اپنے پیروکار حنفی علماء کے فتاویٰ واصول وعبارات کی روشنی میں پکے کافر و مرتد ہیں اور بت پوجنے والوں سے بھی بدتر ہیں اور یہی مذکوہ دو حوالے پیش کر دے تو نام نہاد حنفی دیوبندی کیا جواب دیں گے؟ کیا غیر مقلدین کے اس دعوے کو درست تسلیم کریں گے؟ اور ان کے اس دعوے کے مطابق امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حنفیوں کے پیشوا الشیخ ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمۃ کے اس قول کی روشنی میں کافر کرنے کو درست مانیں گے؟

دیوبندی دعویٰ سے شرعی و شخصی تکفیر لازم نہیں آتی

دیوبندی مولوی عبدالرحمن عابد صاحب لکھتے ہیں کہ

''بلال توحیدی پنج پیری [مماتی دیوبندی] نام سے بھی ایک شخص نمودار ہوا اور سرے عام تکفیری بازار گرم کیا اور صغری و کبری ملا کر اپنی طرف سے خودساختہ غلط نتائج نکالتے اور یوں اپنی خبث باطن کا خوب اظہار کر کے تکفیر کرتے''

(فرقہ مماتیہ اپنے فتووں کی زد میں: ص20)

تو یہی طریقہ گھمن کمپنی نے اختیار کیا ہوا ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی اور شخصی تکفیر پر اپنا جماعتی موقف پیش تو کر نہیں سکتے تو بقول دیوبندی مولوی صغری و کبری ملا کر اپنی

طرف سے خودساختہ غلط نتائج نکال کر اپنی خبث باطن کا خوب اظہار کرتے ہیں۔

دیوبندیوں کے امام سرفراز صفدر صاحب نے بھی اس قسم کے طریقے کا رد کیا اور یہ لکھا کہ

''مؤلف مذکورہ نے حکیم الامت حضرت تھانوی اور راقم اثیم (سرفراز صفدر) کی بعض اجمالی عبارتوں کو لے کر مداریوں اور شعبدہ بازوں کی طرح چکر دے دے کر ہمیں بلا وجہ کافر ومشرک بنانے کی لا حاصل سعی کی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہماری کسی عبارت سے شرعی۔۔۔۔۔طور پر ہماری تکفیر نہیں کی جاسکتی اور نہ یہ لازم آتی ہے'' (اظہار العیب: ص ۲۳۵۔مکتبہ صفدریہ)

لہٰذا ان دیوبندی حوالوں کے مطابق صغری وکبری ملا کر یا ایک حوالہ ادھر اور دوسرا اُدھر سے پیش کر کے بلا وجہ کافر، مشرک، مرتد ثابت کرنے کی لا حاصل سعی ہے کیونکہ ایسی عبارات سے شرعی تکفیر نہیں کی جاسکتی نہ یہ لازم آتی ہے۔

قارئین کرام! الحمد للہ عزوجل ہم نے دیوبندی دعوے کے بطلان ثابت کر دیا ہے، اور جب دعویٰ ہی باطل ہو تو اس کا جواب دینا ہی ضروری نہیں ہوتا جیسا کہ دیوبندی مولوی ڈاکٹر خالد محمود کہتے ہیں کہ

''پس اصولاً ہمارے ذمے مرزائیوں کے کسی استدلال کا جواب نہ تھا۔ کیونکہ مدعی اپنے دعوے ہی کو صحیح صورت پیش نہ کر سکے''۔

(عقیدۃ الامت فی معنیٰ ختم النبوت ص109)

سیدی اعلی حضرت کے اصولوں سے دیوبندی متفق

دیوبندی حضرات عوام الناس کے سامنے یہ کہتے ہیں کہ خان صاحب بریلوی اپنے عقائد واصولوں کی روشنی میں۔۔۔۔الخ۔

تو ہم دیوبندیوں سے پوچھتے ہیں کہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اصول وقانون شرعی ہیں یا غیر شرعی؟ جب سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اصول وقانون شرعی ہیں تو تم دیوبندی الزامی دعوے کی بجائے تحقیقی دعوی کر کے سیدی اعلی رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی اور شخصی تکفیر کرو لیکن اپنے اصول کے مطابق" دعوی مستند اور مسلمہ کتاب کے حوالے سے ہو، تا کہ وہ جماعتی دعوی کہلائے نہ کہ ذاتی "ملخصا (انوارات صفدر ص406)

اگر دیوبندی یہ کہیں کہ سیدی اعلی حضرت کے اصول وقانون تم سنیوں کے نزدیک شرعی ہیں ہم دیوبندی ان کو نہیں مانتے تو یہ بات بھی حقیقت پر مبنی نہیں کیونکہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو اصول وقانون پیش کیے ہیں وہ ان کے اپنے من گھڑت نہیں بلکہ وہ اصول و قانون مختلف کتب فقہ میں مندرج ہیں اور علمائے دیوبند کے نزدیک بھی متفقہ ومسلمہ اصول وقانون ہیں۔

نیز خود علماء واکابرین دیوبند نے لکھا ہے کہ علمائے دیوبند کا اہل سنت و جماعت بریلوی مسلک والوں کے ساتھ قانون (واصول) کا اختلاف نہیں ہیں، یہ دونوں گروہ اصول و فروع میں متفق ہیں۔

چنانچہ دیوبندیوں کے محدث العصر انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب نے اپنے دیوبندی علما کی موجودگی میں دیوبندیوں کی وکالت کرتے ہوئے عدالت میں کہا کہ

''علمائے دیوبند اور علماء بریلی میں واقعات کا اختلاف ہے قانون کا نہیں ہے''
(ملفوظات محدث کشمیری: ص 61، 62)

اسی طرح یہی حوالہ دیوبندی کتاب مظہر کرم میں بھی ہے کہ انور شاہ کشمیری کہتے ہیں کہ

''اہل سنت والجماعت اور مرزائی مذہب والوں میں قانون کا اختلاف ہے، علمائے دیوبند اور علماء بریلی میں واقعات کا اختلاف ہے قانون کا نہیں ہے'' حجت شرعیہ :ص ۱۴۵ (مظہر کرم: جلد دوم: ص 161)

اسی طرح دیوبندی مولوی یوسف لدھیانوی صاحب ''دیوبندی بریلوی اختلاف'' کے تحت لکھتے ہیں کہ

''یہ دونوں فریق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے ٹھیٹھ مقلد ہیں، عقائد میں دونوں فریق امام ابوالحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رحمہما اللہ کو امام و مقتدا مانتے ہیں ..... الغرض یہ دونوں فریق اہل سنت والجماعت کے تمام اصول و فروع میں متفق ہیں'' (اختلاف امت اور صراط مستقیم: دیوبندی بریلوی اختلاف: حصہ اول: ص ۴۳)

ساجد خان دیوبندی نے بھی لکھا ہے کہ

ہمارا اور ہمارا فریق مخالف دونوں چونکہ فروعات میں حنفی ہیں اس لئے کسی دوسرے مسلک کے فقیہ کا قول ہمارے لئے حجت نہیں ہوگا۔ (دروس مناظرہ صفحہ 79)

تو ان دیوبندی حوالوں سے ثابت ہوا کہ جو اصول و قانون سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پیش فرمائے ہیں، خود علمائے دیوبند ان سے متفق ہیں، علمائے دیوبند کے مطابق وہی اصول و قانون علمائے دیوبند کے بھی ہیں۔ لہذا جب وہ اصول اور قانون خود علمائے دیوبند کے

مطابق مسلمہ و متفقہ ہیں ان میں اختلاف نہیں تو پھر ایسے شرعی اصولوں کے مطابق علمائے دیوبند ہمارے امام سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی تکفیر پیش کریں لیکن ذاتی موقف نہ ہو بلکہ اپنے اصول کے مطابق اکابرین دیوبند کا اجتماعی، جماعتی و مسلکی موقف ہو۔

بقول دیوبندی ہم اہل سنت کے عقاید ونظریات میں تاویلات ممکن ہیں

دیوبندی حضرات عوام الناس کے سامنے یہ کہتے ہیں کہ خان صاحب بریلوی اپنے عقائد واصولوں کی روشنی میں۔۔۔۔الخ۔

قارئین کرام! سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اصولوں اور قوانین کے بارے میں ہم بتا چکے کہ خود دیوبندی ان سے متفق ہیں، اب رہی عقائد ونظریات تو اگر ان سے متفق نہیں بھی تو ان عقائد ونظریات میں خود علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ تاویلات ہوسکتی ہیں۔

چنانچہ دیوبندی مولوی ساجد خان نے خود یہ حوالہ نقل کیا ہے کہ

"ان کے اندر تاویلات کی گنجائش ہے جن کی وجہ سے تکفیر مسلم کے بارے میں احتیاط لازم ہے۔خیر الفتاوی ج ا ص ۱۴۸"

(نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی: جلد اول: ص ۴۶۴)

دیوبندی مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے متعلقین کو کافر کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ ان کے کلام میں تاویل ہوسکتی ہے۔الخ (فتاوی دار العلوم دیوبند جلد دوم، ص ۱۴۲)

اسی طرح دار العلوم دیوبند والوں کا فتاوی (جواب #149818) بھی خود دیوبندی مولوی ساجد نے پیش کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ

"بریلوی حضرات نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں اور ہمارے تمام ہی عقیدوں کو مانتے ہیں جن عقیدوں میں وہ ہم سے ہٹے ہوئے ہیں اس میں وہ تاویلیں کرتے ہیں اس لیے ہمارے اکابر نے ان کو کافر نہیں کہا"

(نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی: جلد اول: ص ۴۶۴)

تو علمائے دیوبند کے مطابق اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کے عقائد و نظریات میں تاویل ہو سکتی ہے اس لیے ان کو کافر کہنا صحیح نہیں ہے، اور بقول علمائے دیوبند کے چونکہ ان میں تاویلیں ہو سکتی ہیں اس لیے دیوبندی اکابرین نے سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور سنی حنفی بریلوی حضرات کو کافر نہیں کہا۔

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کافر نہ کہہ کر دیوبندی اپنے اصولوں سے خود کافر

دیوبندی مناظر مفتی ندیم کہتے ہیں کہ

"دوسری بات: بلال مولوی صاحب! میری طرف سے یہ دعویٰ بطورِ جواب قبول کیجیے کہ جمعیت علمائے اسلام پر یہ تہمت اور الزام ہے، جبکہ جمعیت علمائے اسلام والے اس سے بری ہیں۔ البتہ بلال پنج پیری صاحب جن اصولوں اور طریقے کے مطابق جمعیت علمائے اسلام والوں کی تکفیر کرتے ہیں، انہی اصولوں کی رو سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، احناف، علمائے دیوبند، اور خصوصاً تمام پنج پیریوں کی تکفیر لازم آتی ہے۔ بلکہ بلال پنج پیری کے انہی اصولوں کے مطابق پنج پیری یقینی طور پر کافر، مشرک، بدعتی اور مرتد قرار پاتے ہیں۔ اور میں پھر وضاحت کرتا ہوں کہ میں پنج پیریوں کو کافر نہیں کہتا۔ البتہ ہمارے علمائے دیوبند کا جو

موقف اور فتویٰ ہے کہ پنج پیری گمراہ ہیں، میں آج بھی اسی پر قائم ہوں۔ البتہ بلال مولوی صاحب نے جو اصول وضع کیے ہیں، جن کی بنیاد پر وہ جمعیت علمائے اسلام والوں کی تکفیر کرتے ہیں، **انہی اصولوں کے مطابق سب سے پہلے احناف کافر قرار پاتے ہیں، انہی اصولوں کے مطابق سب سے پہلے علمائے دیوبند کافر قرار پاتے ہیں'' (نوٹ: اس کا اصل پشتو حوالہ پہلے گزر چکا۔:**

(مناظرہ جمعیت علماء اسلام علمائے دیوبند کی تکفیر کرتی ہے، صفحہ 30، مدرسہ دار القرآن عالیہ ٹاون باغبانپورلاہور، نومبر 2025)

لہٰذا دیوبندی مولوی ندیم کے مطابق علمائے دیوبند جن اصولوں اور طریقے کے مطابق ہم علمائے اہل سنت و جماعت کی تکفیر کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں انہی اصولوں اور طریقے کے مطابق سب سے پہلے علمائے دیوبند کافر قرار پاتے ہیں۔ آیئے ذرا ملاحظہ کیجیے

(1) دیوبندی مولوی ساجد خان کی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ

''مولانا احمد رضا خان بریلوی کی اللہ تعالیٰ کو ننگی ننگی گالیاں۔ معاذ اللہ''

(دفاع: جلد 1: ص۴۵۶)

(2) اسی ساجد دیوبندی کی دوسری کتاب کے آخر میں ''عقائد بریلویہ کا مختصر جائزہ'' کے تحت لکھتا ہے کہ

''مولانا احمد رضا خان بریلوی کی اللہ تعالیٰ کو ننگی ننگی گالیاں۔ معاذ اللہ

(مسلک اعلیٰ حضرت: ص43)

(3) اسی ساجد دیوبندی کی ایک اور کتاب میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے

بارے میں لکھا کہ

''اللہ تعالیٰ کو ننگی ننگی گالیاں۔معاذ اللہ (دعوت اسلامی کا تحقیقی جائزہ: ص ۵۲۹)

لہذا ساجد خان اینڈ کمپنی کے نزدیک امام اہل سنت سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو ننگی ننگی گالیاں دی ہیں (معاذ اللہ) ان کے مطابق سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں کرنے والے ہیں۔

مگر (دفاع: ص ۵۱۲، بذبان ساجد دیوبندی) ''قارئین محترم آپ کو حیرت ہو گی کہ۔۔۔ساجد خان (اینڈ کمپنی) سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر الزام بھی لگاتے ہیں اور پھر ساجد خان انہیں (سیدی اعلی حضرت) کو کافر بھی نہیں کہتے ہیں (دفاع: ۵۱۲) بلکہ ساجد خان کہتا ہے کہ: اس معاملے میں بندے (ساجد) کے نزدیک ان (اعلی حضرت) کی حیثیت بھی یزید کی طرح ہے (میں ساجد) خود کافر نہیں کہتا لیکن کوئی کہتا ہے تو منع بھی نہیں کرتا (نواب احمد رضا: ص ۴۶۵)

تو جب سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اتنی ننگی گالیاں دیتے رہے (معاذ اللہ) تو پھر اپنے دیوبندی اصول کے مطابق چاہے تھا کہ ساجد خان صاحب سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کافر کہتے لیکن اس کے باوجود ساجد خان نے سیدی اعلی حضرت کو کافر نہ کہا اور جو کافر کو کافر نہ کہے خود علمائے دیوبند کے مطابق ''جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے'' (اشد العذاب، ص ۱۴) ''کافر کو کافر نہ کہنا کفر ہے'' (تفہیم ختم نبوت، ص، ۵۶،)

علمائے دیوبند کے مطابق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کافر نہ کہنے والے دیوبندی خود کافر

علمائے دیوبند کی مصدقہ کتاب ''رضا خانی مذہب'' میں لکھا ہے کہ

''دجال زمانہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنی تصانیفِ خبیثہ عرفان شریعت، احکام شریعت، فتاوی رضویہ، فتاوی افریقہ وغیرہ میں اہل سنت و جماعت، اولیائے کرام، محدثین دیوبند کو کافر لکھا ہے تو، اولیائے کرام، محدثین دیوبند کو کافر کہنے والا مولوی احمد رضا خان بریلوی خود مشرک اور کافر ہے جو اس کے مشرک اور کافر ہونے میں شک کرے یا توقف کرے وہ بلا شبہ مشرک اور کافر ہے''

(رضا خانی مذہب: جلد سوم: ص ۷۶)

معزز قارئین کرام! علمائے دیوبند کی اس مصدقہ کتاب سے ثابت ہوا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو (دیوبندی گستاخانہ عبارات کی بنیاد پر) اکابرین دیوبند پر فتوے لگائے تو دیوبندی اکابرین پر فتوے لگانے کی بنیاد پر ان علمائے دیوبند کے مطابق سیدی اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا خان) بریلوی خود مشرک اور کافر ہے اور جو ان کے مشرک اور کافر ہونے میں شک کرے یا توقف کرے وہ بلا شبہ مشرک اور کافر ہے''

اب آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ بڑے بڑے دیوبندی علما و اکابرین پر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتووں کے باوجود علمائے دیوبند نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کافر نہ کہا، توقف کیا۔

چنانچہ علمائے دیوبند کے خالد محمود کہتے ہیں کہ

''مولوی احمد رضا خان صاحب نے جب علمائے دیوبند کو کافر کہا تو علمائے دیوبند نے خان صاحب <u>کو جواباً کافر نہ کہا</u>'' (مطالعہ بریلویت: جلد 1 ص 277)

دیوبندی مفتی حمید اللہ جان صاحب کہتے ہیں کہ

''مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جس نے اکابر دیوبند کی تکفیر کی ہے، **اکابر نے اس کی تکفیر سے کف لسان** فرمایا ہے، اس لیے ہم بھی ان مولوی صاحب موصوف کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ ان کے کلام کو صحیح محمل پر محمول کرتے ہوئے ان کو مسلمان ہی کہیں گے'' (ارشاد المتقین: جلد دوم: ص ۱۶۷ مکتبہ الحسن لاہور)

خود علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ

''حتی کہ ہم ان بریلویوں کو بھی کافر نہیں کہتے جو ہم کو کافر بتلاتے ہیں''

(تالیفات عثمانی: ص ۵۲۲، انوار قاسمی: 550)

انوار الحسن شیر کوٹی دیوبندی اپنی کتاب: حیات امداد: میں شبیر احمد عثمانی کے الفاظ نقل کرتے ہیں کہ

''حتی کہ ان بریلیوں کو بھی کافر نہیں کہتے جو کم کو کافر بتلاتے ہیں'' (حیات امداد: ص ۳۹)

لہٰذا دیوبندی رضا خانی مذہب کے مطابق مولوی احمد رضا خان بریلوی کافر ہیں جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا توقف کرے وہ خود بھی بلا شبہ مشرک اور کافر ہے'' لیکن دوسری طرف بڑے بڑے علمائے دیوبند یہ کہتے ہیں کہ وہ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کافر نہیں کہتے تو جناب کے اصولوں اور طریقوں کے مطابق یہ سارے دیوبندی علما کافر ٹھہرے کیونکہ

دیوبندی مولوی مرتضی حسن در بھنگی خلیفہ تھانوی لکھتے ہیں کہ

''کافر کو کافر نہ کہنا کفر ہے'' (تفہیم ختم نبوت، ص، ۵۶،)

دیوبندی مرتضیٰ در بھنگی کہتے ہیں:

"باوجود کافر ہونے کے ان کو مسلمان کہہ کر خود کافر ہوئے۔"

(رسائل چاند پوری، دوم ص ۵۳۶)

اور ایک جگہ یہی در بھنگی لکھتا ہے:

"جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔" (اشد العذاب، ص ۱۴)

یاد رہے کہ یہ ساری گفتگو دیوبندی مفتی ندیم کے سابقہ صفحات پر درج حوالے کے مطابق پیش کی جا رہی ہے۔ اور اگر علمائے دیوبند کے طریقوں اور اصولوں کے مطابق ہم گفتگو کریں تو ہم بھی درجنوں نہیں سینکڑوں حوالے پیش کر سکتے ہیں۔

ہم اپنے مضمون کو یہاں ختم کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ عزوجل اگر موقع ملا تو اس میں مزید حوالوں کا اضافہ کر کے دوبارہ شائع کیا جائے گا۔

وما علینا الا البلاغ المبین